محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مغزِ قرآن

اذان

روحِ ایمان

وفی محمد نواز

Marfat.com

Marfat.com

روحِ ایماں، مغزِ قرآں، رمزِ دیں

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

صوفی محمد نواز

ناشر

ادارہ انوار مصطفی

گلی نمبر 22 نیواں محلّہ چاہ میراں لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	———	محبت رسول ﷺ
موضوع	———	حضور ﷺ کی محبت، علامات، ارکان، اوصافِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر
مؤلف	———	صوفی محمد نواز (ایم اے اسلامیات، عربی ایجوکیشن) ایم ایس سی (ریاضی)
تعداد	———	۵۰۰
اشاعت اوّل	———	نومبر ۲۰۰۴ء
اشاعت دوم	———	اپریل ۲۰۰۷ء
کمپوزنگ	———	ورڈز میکر
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز
بااہتمام	———	ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ
پروف ریڈنگ	———	حاجی شہباز احمد، محمد طیب
قیمت	———	250 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ

گلی نمبر 22 نیواں محلّہ چاہ میراں لاہور

Marfat.com

فہرست محبتِ رسول ﷺ

مضمون	صفحہ
حرفِ آغاز	۱۹
باب نمبر۱	
محبت رسول اور اس کی اہمیت	۲۲
محبت کیا ہے؟	"
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	
[illegible]	۲۳
[illegible] راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق	۲۴
حضرت سید محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق	"
حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک	"
مؤلف کے مطابق	"
حضور مکرم ﷺ کی محبت کا بیان	۲۵
حضور ﷺ سے محبت کی بنیادیں	۲۶
مقام اسلام میں محبتِ رسول	"
مقام ایمان میں محبت رسول	۲۷
احسان میں محبت رسول	"
رد دں کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت	"
اوصاف مصطفیٰ ﷺ کی بنا پر محبت	۲۸
حضور اکرم ﷺ کے احسانات کی بنا پر	
آپ سے محبت	۳۱

مضمون	صفحہ
باب نمبر۲	
اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول ﷺ سے محبت	۳۲
اے محبوب ﷺ تیری عمر کی قسم	۳۴
تیرے زمانہ مبارک کی قسم	۳۵
تیرے رب کریم کی قسم	"
تیرے شہر کی قسم	۳۶
اللہ تعالیٰ کی لحن محبوب ﷺ سے محبت	۳۷
محبوب کے اندازِ استراحت کا ذکر خیر فرمانا	"
تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ ناراض ہوا	۳۸
محبوب تیرے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اللہ کے دست قدرت پر بیعت کرتے ہیں	۳۹
اے نبی محترم تیرے لئے اللہ کافی ہے	۴۰
اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا	۴۱
انبیاء کرام کا ذکر خیر عبادت ہے	۴۲
اللہ تعالیٰ کا محبوب ﷺ پر صلوات بھیجنا	۴۴
اے محبوب ﷺ تو مشقت میں نہ پڑے	۴۵
قرآن کریم کی قسم! آپ رسولوں میں سے ہیں	"
اے محبوب ﷺ! تو راہِ حق پر ہے	۴۶
آپ ﷺ تمام جہانوں کے لیے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
بشیر ونذیر ہیں	۴۶
اے محبوب! تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے	۴۷
اجر محبوب ﷺ	۴۸
اے محبوب! ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے بہتر ہے	"
چہرۂ محبوب ﷺ سے محبت	۴۹
اعداء محبوب کریم ﷺ کے اعتراضات کا جواب	۵۰
حضور ﷺ کا ہمن نہیں	۵۱
اُن کا جنون سے کیا تعلق	۵۲
ن اور قلم کی قسم! آپ ﷺ مجنون نہیں	"
تمہارے صاحب بہکے ہوئے نہیں	"
اے محبوب! ﷺ تیرے دشمن ہر بھلائی سے محروم ہیں	۵۳
محبوب ﷺ کی اعداء سے حفاظت	۵۴
آپ کا رب آپ ﷺ کو راضی کردے گا	۵۶
اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو خلعت محبوبیت عطا فرمانا	۵۹
فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا ہے	۶۰
صحابہ کرام کی محفل میں اعلانِ محبوبیت	"
علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق خلیل وحبیب میں فرق	۶۳
علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق خلیل وحبیب کا مفہوم	۶۴
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی وضاحت	۶۷
اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ملاقات کا مشتاق ہے	۶۸

باب نمبر ۲

قرآن کریم کی روشنی میں فرضیت

مضمون	صفحہ
محبت رسول	۷۱
جان سے زیادہ محبت کرنے کا حکم	۷۲
محبت میں اپنی جانیں قربان کرنے کا عملی مظاہرہ	۷۳
محبت ہو تو ایسی	۷۴
ترغیب محبت رسول ﷺ	۷۵
حضور ﷺ کا مومنوں پر حق ان کی جانوں سے زیادہ ہے	۷۶
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اپنی جان سے زیادہ محبت کرنے کا فیصلہ	۷۷
فرضیت محبت رسول ﷺ بزبان رسولِ کریم	۷۹
لذتِ ایمان کا حصول	۸۰
اپنے خاندان ونسل سے زیادہ محبت ہو	۸۱
اپنی اولاد کو محبتِ رسول ﷺ سکھاؤ	۸۲
زبانِ سرکار ﷺ سے قبولِ محبت پر عشاق کی خوشی	۸۳
خوشی کی انتہاء	۸۵
ہر محب کیلئے محبوب ﷺ کی رفاقت کا انعام	۸۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب نمبر ۴	
علاماتِ محبتِ رسول ﷺ	۸۸
۱- کثرتِ ذکرِ محبوب ﷺ	"
دردِ دل سے محبوب کی یاد	۸۹
میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے	"
مشکل میں یادِ محبوب ﷺ	۹۰
تعظیمِ ذکرِ محبوب ﷺ	"
۲- وصالِ محبوب	۹۱
ذوق و شوق میں اضافہ	۹۲
وصالِ نبی کریم ﷺ کے بعد آنے	
والوں میں ذوقِ وصلِ رسول	"
چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کے سوا آنکھیں کسی کو نہ دیکھیں	۹۳
۳- محبوب سے قلبی لگاؤ	۹۴
محبوب ﷺ کی جدائی میں چشمِ صدیق کا اُبلنا	۹۵
رسول کریم ﷺ سے حضرت عمر فاروق کے	
قلبی لگاؤ کا ایک منظر	۹۷
جہاں محبوب وہیں محبّ	۹۸
۴- ذاتِ رسول ﷺ سے محبت	۱۰۰
یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے محبت کرتا ہوں	"
محبوب کریم ﷺ کی حضرت معاذؓ سے	
محبت کا ایک دلکش منظر	۱۰۱
ذاتِ رسول سے محبت کا انوکھا انداز	۱۰۲
ماضی کے دشمن کے دل میں ذات	

مضمون	صفحہ
رسول ﷺ کی محبت	۱۰۳
ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے دل کی ٹھنڈک	"
ذاتِ رسول ﷺ سے محبت کا والہانہ انداز	"
اُن کی نسبت کا انکار ممکن نہیں	۱۰۵
حضرت صدیقؓ کی تین خواہشات	۱۰۶
۵- اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کی خیر خواہی چاہنا	۱۰۷
۶- صاحبِ فقرِ صادق ہونا	۱۰۸
۷- محبت کی دیگر علامتیں	۱۱۰
۸- اہم شرطِ محبت	"
محبوب میں سوزِ مشتاقی اور محبین پر شفقت کا ہونا	"
محبین کیلئے رحمت کے پر بچھانے والے	۱۱۱
اُمت کے لئے ایک مقبول دعا کا ایثار	۱۱۲
حضور ﷺ کا اُمت کی بخشش پر خوش ہونا	۱۱۳
اُمت پر اللہ تعالیٰ کا فضل	۱۱۵
حضور ﷺ کا اُمت کے لیے مغموم ہونا	"
معراج کی رات اُمت سے محبت	۱۱۶
رسول اللہ ﷺ غرباء کے جھرمٹ میں	۱۱۷
غرباء پر حضور ﷺ کا سلام	۱۱۸
حضور ﷺ کی غرباء سے محبت	۱۱۹
غرباء کی تیمارداری اور جنازے میں شرکت	"
غرباء کے قرض کی ادائیگی	۱۲۰
مساکین کی دعوت قبول فرمانا	۱۲۱
آپ ﷺ دنیا و آخرت میں	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مساکین کے جھرمٹ میں	۱۲۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے محبت	۱۲۲
باب نمبر ۵	
قرآن واحادیث کی روشنی میں	
۔ صحابہ کرام کی محبتِ رسول	۱۲۲
عزیز واقارب سے زیادہ محبت	"
۔ حضرت علیؓ کی محبت	۱۲۳
حضور ﷺ سلامت ہیں تو سب کچھ ہے	"
مجھے آپ ﷺ چاہئیں	۱۲۴
رسول اللہ کی عظمت پر منافق باپ خوار ہو	۱۲۶
سرکار کے ساتھ جاں نثاری پر اہل خانہ کا سکون قربان	"
۔ تمام معاملات میں حب رسول ﷺ	۱۲۷
عشق رسول ﷺ میں صحابہ کرام کی جاں نثاریاں	۱۲۸
۔ اپنی جانوں سے زیادہ محبت	"
شہزادیٔ کونین رضی اللہ عنہا اور اعداء رسول	۱۳۰
دارارقم میں زخمی محبّ کی حاضری	۱۳۳
۔ دفاع رسول ﷺ اور صدیق اکبرؓ	۱۳۵
کیا ہم محبوب کو چھوڑ دیں یہ نہیں ہوسکتا	۱۳۶
رات کے وقت پہرہ	"
جہاد میں دفاعِ ذاتِ رسول کے دوران	

مضمون	صفحہ
حضرت علیؓ کا جذبہ	۱۳۷
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ ﷺ کے محافظ کے طور پر	۱۳۸
میرے حضور کو کانٹا نہ لگے جبکہ میں شہید ہو جاؤں	"
شہادت کے وقت ہدیۂ سلام بحضور مصطفیٰ ﷺ	۳۹
اُحد میں رسول اکرم ﷺ پر سات	
صحابہ کرام کی شہادت	۱۴۰
کیا خوب نصیحت۔ نزع کے وقت	
درسِ جاں نثاری	۴۱
جاں نکلتی رہے دید ہوتی رہے	۱۴۲
ڈھال ہو تو ایسی	"
اے راہِ وفا کے راہی خدا تم پر راضی	۱۴۳
محبوب ﷺ کا انوکھا سپاہی	۱۴۴
صحابہ کرام میں حضور ﷺ	
کی رفاقت کا جذبہ	"
میں تیرے ساتھ جنت میں رہا کروں	۱۴۶
مجھے جنت میں نبی مکرم ﷺ کا ساتھ چاہئے	۱۴۷
باب نمبر ٦	
۱۔ عاشقانِ اُو زخوباں خوب تر	۱۵۰
نگاہِ کریمانہ دشمن بھی اسیر محبت ہو گئے	"
دشمن میں محبت کے جذبات	۱۵۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سینے پر دست اقدس رکھ کر اپنا وفا شعار بنالیا..	۱۵۴
عکرمہ بن ابوجہل کا محبّ صادق ہونا.....	۱۵۶
قاتل بھی انہیں دل دے بیٹھے	۱۵۸
عطاءِ بے پناہ سے دل موہ لیا	۱۵۹
ابوسفیانؓ کی گواہی ۱۶۱	
۲-بارگاہِ رسول ﷺ میں گناہگاروں	
کی محبت کی قبولیت	۱۶۲
گناہ گار عاشق بدبخت نہیں	"
جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا.....	۱۶۴
مزہ تب ہے کہ گرتوں کو سنبھال لیں	
ساقیٔ کوثر ﷺ ۱۶۶	
وہ عاصیوں کے ملجاء وماویٰ	۱۶۷
اس بارگاہ کے تازیانے بھی تو عطائیں ہیں	۱۶۸
۳-وادیٔ مدینہ میں خوشیوں کی برسات ...	۱۶۹
مسجد نبوی میں محفل مسرت	۱۷۰
چمنستانِ محبت میں بہارِ محبت	۱۷۲
۴-صحابہ کرام کا خدمتِ رسول ﷺ کرنا	۱۷۴
خادمۂ رسول ﷺ کا لقب	"
سواری مبارک کے ساتھ چلنے کی خدمت .	۱۷۵
سفر وحضر میں خصوصی خدمات	"
آستانۂ رسول ﷺ پر دربان کی خدمت ...	۱۷۶
رفع حاجت کے دوران خدمت	۱۷۷
خدمات صحابہ رضوان اللہ عنہم میں محبت کا پہلو	"

مضمون	صفحہ
۵-صحابیات کی حضور ﷺ سے محبت	۱۷۸
جنت میں دائمی رفاقت کا جذبہ	"
محبت کا اظہار.....	"
تبرکات سے محبت	۱۷۹
حضور ﷺ کی دعوت کا اہتمام	"
حضور کے ہمراہ جہاد کا جذبہ	"
رات کے وقت نعتیہ اشعار پڑھنا	۱۸۰
حضور ﷺ سے دعائیں لینا	"
باب نمبر ۷	
حبِ رسول ﷺ میں آنسوؤں کی جھڑیاں	۱۸۲
محبت کا رقت آمیز پہلو	"
سوزِ صدیقؓ	۱۸۳
حضور ﷺ کو روتے دیکھ کر	
حضرت اُم ایمن کا رونا	۱۸۵
حضرت عمرؓ کی دلی کیفیت	۱۸۶
انصارِ مدینہ کا زار وقطار رونا	۱۸۷
حضرت سیدنا بلالؓ کی محبت کا انداز	۱۸۸
شام سے کوئے مدینہ سفر شوق	۱۸۹
باب نمبر ۸	
حضور ﷺ سے جمادات ونباتات کی محبت	۱۹۱
آنحضور ﷺ سے جبل احد کی محبت	۱۹۲
حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور	
حضرت سلیمان علیہ السلام کا موازنہ	۱۹۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
لکڑی کے خشک تنے کا	
ہجر رسول ﷺ میں بلبلانا	۱۹۵
باب نمبر ۹	
وصال شریف پر اصحاب رسول کا ہجر و فراق	۱۹۷
وصال شریف پر حضرت سیدۂ عالم	
رضی اللہ عنہا کا غمگین ہونا	۱۹۸
حضرت سیدہ فاطمہ طاہرہ نے مسکرانا ترک کر دیا	۱۹۹
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اظہارِ غم	"
مداح رسول عالم ہجر و فراق میں	۲۰۰
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے	
ہجر و فراق رسول میں اشعار	۲۰۱
فراقِ نبوی میں ناقہ کی حالت	۲۰۲
اب آنکھوں کی ضرورت نہیں	"
ایک نامعلوم شخص کا شوقِ زیارت	
میں مغموم ہونا	۲۰۳
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اشتیاق	۲۰۴
سونے سے پہلے فراق رسول ﷺ	
میں آنسوؤں کی برسات	"
رات کے وقت ایک خاتون کے	
فراقِ رسول میں اشعار	۲۰۵
باب نمبر ۱۰	
تبرکاتِ رسول ﷺ سے صحابہ کرام کی محبت	۲۰۶
آپ ﷺ کی جائے نماز سے حصولِ برکت	۲۰۷

مضمون	صفحہ
آپ ﷺ کی کمان کا ادب	۲۰۸
آپ ﷺ کے لحاف کو چہرے سے ملنا	"
حج کے موقع پر موئے مبارک کی تقسیم	۲۰۹
صحابہ کرام میں موئے مبارک	
حاصل کرنے کا شوق	"
منہ میں موئے مبارک رکھ کر	
دفن کرنے کی وصیت	"
ناخن مبارک کفن میں رکھنے کی وصیت	۲۱۰
ہار مبارک کا احترام	"
آپ ﷺ کے بچے ہوئے دودھ	
سے برکت حاصل کرنے کا ایک انداز	
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ	
آپ ﷺ کے منہ مبارک سے لگی چیز کو	
یادگار بنانا	۲۱۱
آپ ﷺ کی تلوار کی جان سے	
زیادہ حفاظت	"
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا منبر رسول ﷺ سے	
برکت حاصل کرنا	"
موئے مبارک کا دنیا و مافیہا کی ہر چیز	
سے محبوب ہونا	"
آپ ﷺ کے سونے کی جگہ سے حصولِ برکت	۲۱۲
عمامہ شریف	"
تبرکاتِ رسول ﷺ سے فیوض و برکات	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کا حصول	۲۱۲
موئے مبارک سے مریضوں کو شفا	"
ام المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ کا	
موئے مبارک سے شفا بانٹنا	۲۱۳
حضرت سیف اللہؓ کا عقیدہ	"
قمیض مبارک کے ٹکڑا سے شفا	۲۱۴
جبۂ مبارک سے شفا	"
تہبند مبارک کو کفن کے لیے رکھنا	"
چھڑی مبارک کا فیض	۲۱۵
دست مبارک سے مس شدہ رومال کو آگ	
کا نہ جلانا	"
مہر مبارک	۲۱۶
زخم پر لعاب دہن لگنے سے جسم کا معطر ہونا ...	"
نوزائیدہ بچوں کو حضور ﷺ سے گھٹی دلوانا ..	۲۱۷
لعابِ دہن مبارک سے آنکھوں کو شفا	۲۱۸
لعابِ دہن سے کٹے ہوئے بازو کا درست ہونا ..	"
گہرے زخم کا درست ہونا	۲۱۹
پھوٹی ہوئی آنکھ کا درست ہونا	"
حضور ﷺ کا اپنی صاحبزادی کو	
تہبند بطور کفن اڑھانا	۲۲۰
آپ ﷺ کے وضو مبارک کے پانی سے	
حصولِ برکت	"
باب نمبر ۱۱	
تا قیامت آنے والے محبین پر اعتماد	۲۲۲
زہے نصیب کہ بعد والوں کی محبت پہ	
اعتماد ان کا	۲۲۵
باب نمبر ۱۲	
تابعین کی محبتِ رسول ﷺ	"
حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی	
حضور ﷺ سے محبت	"
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے	
اساتذہ کی حضور ﷺ سے محبت	"
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی	
حضور ﷺ سے محبت	۲۲۹
باب نمبر ۱۳	
اولیاء کرام کی رسول اکرم ﷺ سے محبت	۲۳۱
اولیاء کا فروغ محبتِ رسول کا عملی طریقۂ کار .	"
ادب سے دین و دنیا کا حصول	۲۳۲
پیرانِ پیر کے نزدیک ادب رسول کی اہمیت	۲۳۳
شیخ کے ادب سے مقام حضور کا حصول ...	۲۳۴
ادب مرشد سے دربارِ رسالت میں حضوری ..	"
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے	
نزدیک آداب شیخ	۲۳۶
خواجہ صاحب اور مزار مرشد کی تعظیم	"
جذبہ محبت سے اتباع رسول میں آسانی ..	۲۳۷
عمل سے باطن کا روشن ہونا	۲۳۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اتباعِ رسول ﷺ سے محبتِ رسول کا حصول	۲۳۹
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک	
اتباعِ سنت	۲۴۰
اتباعِ رسول ﷺ سے عطائے مقامِ محبوبیت	۲۴۱
ہر چیز سے زیادہ محبتِ رسول ﷺ	"
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	
کی حضور ﷺ سے محبت	"
محبت سے عزت میں اضافہ	۲۴۲
اتباعِ شریعت سے دنیا و آخرت کی	
سعادتوں کا حصول	۲۴۲
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اتباعِ رسول	
کے سات درجے	"
پہلا درجہ عوام الناس کی اتباعِ رسول	۲۴۳
دوسرا درجہ ارباب سلوک کی اتباع	۲۴۴
تیسرا درجہ اولیاء کی اتباعِ رسول	"
مطابعت کا چوتھا درجہ	"
مطابعت کا پانچواں درجہ	"
اتباعِ رسول کا چھٹا درجہ	۲۴۵
اتباع کا ساتواں درجہ	"
خواجہ سرہندی کو درود سے فیض کا حصول ...	۲۴۷
حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی	
حضور ﷺ سے محبت	"
سنت کی تاکید	۲۴۸
عارفِ کھڑی شریف کی حضور ﷺ سے محبت	۲۴۸
باب نمبر ۱۴	
ارکانِ محبتِ رسول ﷺ	۲۴۹
۱-رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمانِ کامل	۲۵۰
فخرِ موجودات ﷺ کی رسالت پر اللہ و	
ملائکہ کی گواہی	۲۵۱
حضور ﷺ پر ایمان فلاح دارین ہے	۲۵۲
آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے سے	
اعمال کی بربادی	۲۵۳
آپ ﷺ پر ایمان لانے سے گناہوں	
کی بخشش	"
۲-آپ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھنا	۲۵۵
قرآن کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت	۲۵۶
فرمایا میں آخری نبی ہوں	۲۵۸
آپ ﷺ کی ختم نبوت کی مثال سے	
وضاحت	"
محبتِ رسول اور عقیدۂ ختم نبوت	۲۵۹
۳-تعظیم مصطفیٰ ﷺ	۲۶۰
آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم	۲۶۲
صحابہ کرام کے نزدیک تعظیم مصطفیٰ ﷺ ...	۲۶۴
حیدرِ کرار اور تعظیم نبی ﷺ	۲۶۵
صحابہ کرام کی تعظیم نبی ﷺ کا انوکھا منظر ..	۲۶۶
حضرت عثمان غنیؓ کی تعظیم نبی کا حال	۲۶۹

مضمون	صفحہ
ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کا درس تعظیم نبی	۲۶۹
تعظیم وتوقیر نبی ﷺ کے متعلق	
حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	۲۷۰
نماز کے دوران تعظیم نبی کا حال	۲۷۲
بچوں کو تعظیم نبی کا درس	۲۷۳
وصال کے بعد تعظیم نبی ﷺ	"
منبر رسول کے پاس شور نہ کیا جائے	"
انبیاء کرام کی بارگاہ میں حضرت عزرائیل کی مؤدبانہ حاضری	۲۷۴
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعظیم حدیث	۲۷۵
بامحمد ﷺ ہوشیار	۲۷۷
رسول اللہ ﷺ سے سبقت لینے کی ممانعت	۲۷۸
صحابہ کرام کا عمل	۲۸۰
نبی اکرم ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے کی ممانعت	"
ناپسندیدہ عمل	۲۸۲
باادب بامراد	"
ناشائستہ الفاظ سے ہمکلام ہونے کی ممانعت	۲۸۳
حضور ﷺ سے عام لوگوں کی طرح گفتگو کرنے کی ممانعت	۲۸۵
انجام بے ادبی	"

مضمون	صفحہ
۴- تعظیم اسم محمد ﷺ	۲۸۶
اسم گرامی محمد ﷺ کا معنی	"
اسم محمد سن کر درود شریف پڑھنے کا حکم	۸۷
اسم سیدنا محمد ﷺ کی تعظیم کا حکم	۲۸۹
اذان سنتے وقت تعظیم کا ایک انداز	"
تعظیم اسم محمد سے گنہگار کی بخشش	۲۹۰
۵- بارگاہِ رسالت مآب میں کثرت سے ہدیۂ درود شریف بھیجنا	۲۹۱
درود شریف کا حضور ﷺ تک پہنچنا	۲۹۳
حضور ﷺ کا درود وسلام سن کر جواب دینا	"
روضۂ رسول ﷺ پر درود پیش کرنے کے لیے فرشتے کی تعیناتی	۲۹۴
روضۂ رسول ﷺ پر ستر ہزار فرشتوں کی حاضری درود پر اجر وثواب	"
درود شریف سے حضور ﷺ کی شفاعت کا حصول	۲۹۶
کثرت درود سے حقوق مصطفیٰ کی ادائیگی	"
۶- بے ادباں مقصود نہ حاصل	"
حضور ﷺ کے متعلق منافقین کا رویہ	"
منافقین کا اللہ ورسول ﷺ سے استہزاء	۲۹۷
بڑے منافق کی بڑی جسارت	۲۹۸
حضور ﷺ کی عزت کی پاسداری	۳۰۰
منافقوں کی کمینگی	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضور ﷺ کی تقسیم پر اعتراض	۳۰۱
آپ ﷺ پر اعتراض کرنے والے منافق کے خدوخال	۳۰۳
منافقین کی اللہ ورسول ﷺ سے عداوت	۳۰۶
منافق حضور ﷺ پر ایمان نہ لائے	۳۰۷
منافق کی مثال	۳۰۸
منافق اور حضور ﷺ سے بخشش کی دعا	"
مومنوں کے نزدیک حضور ﷺ کی دعائے مغفرت کی قدر و قیمت	۳۰۹
منافق اور مؤمن کی سوچ کا موازنہ	۳۱۱
منافقوں کا انجام	۳۱۲
آپ ﷺ کو ایذا دینے کی ممانعت	۳۱۴
حضور ﷺ کو ایذا دینے والوں کا انجام	"
مخالفین مصطفیٰ ﷺ کا ردّ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت	۳۱۶
۸-رضائے رسول ﷺ	۳۱۷
☆رضائے رسول سے اللہ کی رضا کا حصول	۳۱۹
اللہ ورسول ﷺ کی رضا چاہو	"
اللہ ورسول ﷺ کی رضا سے حلاوت ایمان	۳۲۰
اللہ ورسول ﷺ کی رضا کیلئے آسائش قربان	"
رسول اکرم ﷺ کی رضا چاہنا	۳۲۱
رضائے رسول ﷺ کے لیے فوری عمل	۳۲۲
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کو سکون پہنچا کر راضی ہونا	۳۲۲
رضائے رسول کے لیے کوشش	۳۲۳
شہزادیٔ کونین رضی اللہ عنہا کا رضائے رسول ﷺ پر اطمینان	"
صحابہ کرام کا جلال نبوی ﷺ کے موقع پر رضائے رسول چاہنا	۳۲۵
آپ ﷺ کی ناراضی سے اللہ کی پناہ	۳۲۶
رضائے رسول ﷺ توشۂ آخرت ہے	"
بوقت وصال حضرت عمرؓ کا رضائے رسول پر اطمینان	۳۲۸
حیدر کردار پر حضور ﷺ کا راضی ہونا	"
حضرت مصعب پر حضور ﷺ کا راضی ہونا	۳۲۹
۹-حضور ﷺ کی عطا سے محبت	۳۳۰
صحابہ کرام کا حضور ﷺ کی طرف سے بشارت قبول کرنا	۳۳۱
حضور ﷺ کے عطا کردہ لقب سے حضرت علیؓ کی محبت	۳۳۲
تعمیل حکم میں دھوپ میں کھڑے رہنا	۳۳۳
۱۰-اتباع رسول ﷺ	"
آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم	۳۳۴
رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے	۳۳۵
اطاعت رسول ﷺ سے پاکیزہ زندگی کا حصول	۳۳۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
نافرمانی سے بچ کر اعمال کی بربادی سے بچو	۳۳۷
آسانی ومشکل میں اتباع کی بیعت	۳۳۸
آپ ﷺ کی اطاعت گناہوں کا کفارہ ہے.....	"
آپ ﷺ کی اطاعت ہدایت ہے	۳۳۹
نافرمان عذاب سے ڈریں	۳۴۰
آپ ﷺ کے مخالفین ونافرمانوں کا ٹھکانہ	۳۴۱
اطاعتِ رسول کا منظر	۳۴۲
ایک نافرمان کی ہلاکت	۳۴۳
آپ ﷺ کی اطاعت سے تزکیۂ نفس ...	۳۴۴
اطاعت سے غلبہ	"
۱۱-اقرار احسانِ خداوندی	۳۴۵
۱۲-صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچنا ..	۳۴۷
گناہوں سے توبہ	۳۴۹
۱۳-اعدائے اسلام سے نفرت ...	۳۵۱
کافر عزیز واقارب سے دوستی کی ممانعت	۳۵۳
اعداء انبیاء کرام سے نفرت	"
باب نمبر ۱۵	
محبت رسول ﷺ کے تقاضے ...	۳۵۵
۱-قرآن کریم سے محبت	"
قرآن پڑھو اور سنت کا علم سیکھو.....	۳۵۶
اتباع قرآن سے ہدایت کا حصول.....	۳۵۷
قرآن بہترین دوا ہے	"

مضمون	صفحہ
قرآن کریم سے محبت کرنے	
والوں سے آپ ﷺ کی محبت	۳۵۸
تلاوت قرآن سن کر چشمانِ مصطفیٰ ﷺ	
کا تر ہونا.....	۳۵۹
منکرین قرآن کا انجام	۳۶۰
۲-سنت خیر الانام ﷺ سے محبت ...	۳۶۱
سنت پر عمل کرنے سے اللہ کی دوستی کا حصول	"
اسوۂ کامل کی اتباع	۳۶۲
تارک السنّت ناپسندیدہ لوگ	"
سنت بہترین رہنمائی ہے.....	۳۶۳
فاروق اعظم کا سنت کے مطابق عمل.....	"
حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق	
نماز ادا کی جائے	۳۶۴
حضور ﷺ کی ناپسند سے نفرت کی جائے	۳۶۵
آپ ﷺ کی پسند سے محبت	۳۶۶
۳-امہات المؤمنین کا احترام ...	۳۶۷
ازواجِ مطہرات کیلئے دوگنا اجر وثواب...	۳۶۸
کاشانۂ نبی ﷺ کی عظمت	۳۶۹
حضور ﷺ کے بعد ازواجِ مطہرات	
سے نکاح کی ممانعت	۳۷۰
ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا	
کے فضائل	۳۷۱
ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کے فضائل	۳۷۴
حضور ﷺ کے گھر تحائف بھیج کر محبت میں اضافہ	۳۷۴
۴-اہل بیت رسول ﷺ سے محبت	۳۷۶
شانِ اہل بیت اطہار	۳۷۸
شہزادیٔ کونین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۳۷۹
حسنین کریمین سے حضور ﷺ کی محبت ..	۳۸۰
فرمایا: اے اللہ! حسنین کریمین سے محبت رکھ	۳۸۱
حسنین کریمین سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے	"
اہل بیت سے محبت کا حکم	۳۸۲
قرآن اور اہل بیت سے محبت کا حکم	۳۸۳
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہل بیت سے محبت..	۳۸۴
حضرت فاروقؓ کا عمل	۳۸۵
۵-اصحابِ رسول ﷺ سے محبت	۳۸۶ ..
صحابہ کرامؓ کے فضائل	۳۸۷
حضور ﷺ کی صحابہ سے محبت	۳۸۹
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل	۳۹۰
شیخین کی اتباع کا حکم	۳۹۲
شیخین کے قیامت کے روز حضور ﷺ کے ہاتھوں میں ہاتھ	"
شیخین کا جنت میں خاص مقام	۳۹۳
حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل	"
حضرت علی المرتضیٰؓ سے محبت کا حکم	۳۹۴
صحابہ کرام سے عداوت کا انجام	۳۹۶
۶-دیارِ حبیب سے محبت	۳۹۷
حرمت مدینہ منورہ	۳۹۹
جنت کا باغیچہ	۴۰۰
مسجد نبوی میں عبادت کا ثواب	"
مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت	۴۰۱
آخر میں ایمان کا سمٹ کر مدینہ میں آنا	"
دوگنا برکت کی دعا	۴۰۲
حاضری کے آداب	"
۷-مکۃ المکرمہ سے محبت	۴۰۴
حضور ﷺ کی مکہ سے محبت	۴۰۶
شہر مکہ کی تعظیم سے بھلائی کا حصول	"
۸-اولیاء اللہ سے محبت	۴۰۷
۹-اہل ایمان کی عزت وتکریم	۴۱۱
فرشتوں سے معزز لوگ	۴۱۲
مسلمانوں کی ناحق بے عزتی کی ممانعت ..	۴۱۳
۱۰-اہل ایمان کی آپس میں محبت	۴۱۴ ...
کامل مومن بننے کے لیے آپس میں محبت کرنے کی شرط	۴۱۵
محبت کے ساتھ مصافحہ سے مغفرت	۴۱۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپس میں اتحاد و شفقت	۴۱۶
باب نمبر ۱۶	
محبت رسول ﷺ کے فوائد اور فیوض و برکات	۴۱۷
فیوض و برکاتِ نبی اکرم ﷺ کی بارش	۴۱۹
جملہ فوائد و اصلاح احوال	۴۲۱
حضور اکرم ﷺ کی ذات نے	
امت کو مالا مال کر دیا گیا	۴۲۲
باپ سے زیادہ شفقت کا حصول	۴۲۳
آپ ﷺ تا ابد سراپائے خیر ہیں	۴۲۴
برکاتِ رسول ﷺ کے متعلق	
صحابی رسول ﷺ کا قول	"
دشمنوں پر غلبہ	۴۲۵
اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ	۴۲۶
عطائے دین کامل	۴۲۷
اجر و ثواب میں اضافہ	۴۲۸
عطائے جمعۃ المبارک	"
عبادات سے گناہوں کی بخشش	۴۲۹
اجر و ثواب کے چشمے	۴۳۰
عطائے لیلۃ القدر	۴۳۱
ناسمجھی میں کردہ گناہوں پر تخفیف	"
نیک اعمال پر دس سے سات سو گنا ثواب ...	"
ملت اسلامیہ پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں	

مضمون	صفحہ
کی صلوٰتیں	۴۳۲
گناہوں کی بخشش کا ذریعہ	"
اقتداء مصطفیٰ ﷺ سے گناہوں کی بخشش.	۴۳۳
عذابِ الٰہی سے پناہ	۴۳۴
تزکیۂ نفس اور علم و حکمت کا حصول	۴۳۵
قربِ رسول ﷺ سے قربِ الٰہی کا حصول	۴۳۷
اللہ تعالیٰ کی محبوبیت	۴۳۹
جلوۂ حق کا مشاہدہ	۴۴۰
جان و مال اور عزت کا تقدس	"
رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ...	"
افضل امت	۴۴۳
قیامت کے روز گزشتہ امتوں پر گواہی	۴۴۴
برزخی زندگی میں محبت رسول ﷺ کا فائدہ...	"
کثیر لوگوں کو نعمتِ ایمان کا حاصل ہونا	۴۴۵
جنت میں امت محمدیہ ﷺ کی کثرت	۴۴۶
قیامت کے روز اوّل حساب و کتاب	۴۴۷
روز آخرت مشکل مقامات پر امت کی غمخواری	۴۴۸
جنت میں بہترین اجر	"
جنت میں غرباء کی کثرت	۴۴۹
ستر ہزار اولیاء کا بغیر حساب جنت میں داخلہ	"
دعائے رسول ﷺ سے بغیر حساب	
جنت میں داخلہ	۴۵۰
ستر ہزار والوں میں ہر ہزار کے ساتھ	

مضمون	صفحہ
ستر ہزار کا دخول جنت	۴۵۱
صالحین امت کے لیے اذن شفاعت	
جنت میں دائمی رفاقت	۴۵۳
حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا عقیدہ	۴۵۴
امن کی حویلی اور بخشش کا دسترخوان	۴۵۵
جنت کی بشارت	۴۵۶
جنت میں اعلیٰ درجات کا حصول	۴۵۷
باب نمبر ۱۷	
حضور ﷺ کے اوصاف محبوبانہ	۴۵۹
حضور ﷺ کے فضائل وخصائل کا	
شمار ممکن نہیں	۴۶۰
۱-ثبوت مصطفیٰ ﷺ	۴۶۲
حدیث سے آیت میثاق کی تشریح	"
تفسیر ابن کثیر میں وضاحت	۴۶۳
حضرت آدم علیہ السلام کا حضور ﷺ	
کے وسیلہ سے دعا فرمانا	"
عالم ارواح میں انبیاء کرام سے حضور ﷺ	
کی نبوت کا میثاق	۴۶۴
توراۃ وانجیل میں ذکر خیر الوریٰ	۴۶۶
۲-معصومیت مصطفیٰ ﷺ	۴۶۸
۳-حقیقت مصطفیٰ ﷺ	۴۶۹
۴-عبادات مصطفیٰ ﷺ	۴۷۲
سب سے زیادہ شکر گزاری کا شرف	"

مضمون	صفحہ
۵-زیارت باری تعالیٰ کا شرف	۴۷۳
۶-ماحی باطل	۴۷۵
مشرکین کی عیب جوئی سے حفاظت	۴۷۶
آپ ﷺ کا رُعب	"
آنحضرت ﷺ کے معجزات	۴۷۷
۷-حضور ﷺ کے جسمانی وظاہری خصائل مبارکہ	۴۷۸
امام قسطلانی کا بیان	"
امام ابراہیم بجوری کا ارشاد	
جلوۂ جاناں	۴۷۹
چشمان ودہن مبارک	۴۸۱
پنڈلیاں اور چشمانِ مبارک	"
دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو	۴۸۲
ہتھیلی مبارک کی نرمی	"
قلبِ مصطفیٰ ﷺ	"
موئے مبارک	۴۸۴
مہر نبوت	"
۸-جمالِ مصطفیٰ ﷺ	۴۸۵
چہرۂ انور کی چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک	۴۸۶
چودھویں رات کے چاند کی طرح	
چہرۂ مبارک کی خوبصورتی	"
چاند کی طرح خوبصورت چہرۂ مبارک	"
چاند سے خوبصورت جمال مبارک	۴۸۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
چہرۂ مصطفیٰ ﷺ میں سورج کا عکس بننا	۴۸۸
چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی طلوع آفتاب سے تمثیل	۴۸۹
تجھ سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں ہے...	۴۹۰
ڈھالی ہوئی چاندی کی مثل سفید و چمکتا چہرہ.	۴۹۱
سونے کی طرح چمکتا' چہرۂ مبارک	"
چہرۂ مبارک سے نور کی برسات	۴۹۲
چہرۂ مبارک گویا قرآن کا ایک ورق	۴۹۳
پھول کی مثل کھلا ہوا چہرۂ مبارک	۴۹۴
بے مثل حسن و جمال	"
حضور ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا	۴۹۵
سچا چہرۂ مبارک دیکھ کر قبول ایمان	۴۹۶
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مشابہ	
چہرۂ مبارک	۴۹۷
چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی نماز میں آخری جھلک	
کا ایک منظر	۴۹۸
صحابہ کرام کی نماز سے سلام پھیرتے	
وقت چہرۂ مصطفیٰ ﷺ پر نظر	۵۰۰
حسن سرکار کو نظر بھر کر دیکھنے کی کسی میں	
ہمت نہ تھی	۵۰۱
حسن کل	۵۰۲
جمالِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق تقاضائے ایمان ..	"
خوشبوئے بدن محبوب خدا ﷺ	۵۰۳
رات کے وقت خوشبوئے مصطفیٰ	
سے پہچان مصطفیٰ ﷺ	۵۰۴
تبسم مصطفیٰ ﷺ	۵۰۵
جلال مبارک	۵۰۶
۹-حضور ﷺ کا خاندان	... ۵۰۸
۱۰-سیرت مصطفیٰ ﷺ	.....۵۰۹
آپ ﷺ کی صداقت	۵۱۳
آپ ﷺ کی سخاوت	۵۱۴
حضور ﷺ کی شجاعت و بہادری	"
رسالت مآب ﷺ کا خلق عظیم	۵۱۶
۱۱-حضور ﷺ کا سراپائے رحمت	... ۵۱۸
فرمایا مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے	۵۱۹
۱۲-علوم مصطفیٰ ﷺ	.... "
قرآن کی آیات کی روشنی میں	
علوم مصطفیٰ ﷺ	۵۲۱
علوم کی عطا اور فضل عظیم	"
انشراح صدر	۵۲۲
ہر خشک و تر کا علم سینۂ مصطفیٰ ﷺ میں ہونا.....	
قیامت تک واقعات سے آگاہ فرمانا	۵۲۳
بخاری کی روایت	۵۲۴
قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی خبر	۵۲۵
علومِ غیبیہ کی عطا	۵۲۶
زمین پر ہوتے ہوئے جنت و دوزخ کا مشاہدہ.	۵۲۷
حضور ﷺ غیب بتانے میں بخیل نہیں	۵۲۹
حضرات عمر و عثمان کی شہادت کی خبر دینا	"
پرانی قبر میں دفن شدہ سونے کی خبر	۵۳۰
جہنم سے نکل کر آخر میں جنت میں	
جانے والے کا علم	۵۳۱

مضمون	صفحہ
علماء سلف کے اقوال	۵۳۲
فخر موجودات حضور ﷺ کا اختیار مبارک	"
حرام وحلال فرمانے میں اختیارات	۵۳۳
وادیٔ مکہ کو سونا بنانے کی پیشکش	۵۳۵
خزائن کی کنجیوں کی عطا	۵۳۶
حضور ﷺ کے ذریعے اللہ کی عطا	۵۳۷
دوزخ وجنت کی کنجیاں	۵۳۸
حضور کی عطا کے متعلق صحابہ کرام کا بیان	"
جو حضور ﷺ عطا فرمائیں وہ لے لو	۵۳۹
بارگاہِ نبوی میں ضرورتمندوں کی سفارش کی ترغیب	۵۴۰
آپ ﷺ کی عطا کا ایمان افروز واقعہ	۵۴۱
حضور ﷺ کا انعام فرمانا	۵۴۲
حضور ﷺ کی امت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں حاکمیت	"
مومنوں کے دینی اور نجی معاملات میں اختیار	۵۴۳
آگ کی اطاعت	"
آپ ﷺ کی حاکمیت کی تسلیم سے تکمیل ایمان	۵۴۴
حیات ووصال میں اختیار	۵۴۵
احکام دین کے متعلق اختیار	۵۴۶
۱۴-حضور ﷺ کے سرتاج شفاعت	۵۴۷
شفاعت کے لیے انبیاء وصالحین کی آپ کے پاس حاضری	۵۴۸
سب سے پہلے اذنِ شفاعت	۵۵۳
حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق لوگ	۵۵۳
سرکارِ دوعالم کی گناہگاروں کیلئے شفاعت	۵۵۴
اہل کبائر کی شفاعت	۵۵۴
امت کے ایک فرد کی شفاعت سے بے پناہ افراد کی بخشش	۵۵۵
علماء وشہداء کی شفاعت	۵۵۶
حجر اسود کی شفاعت	"
۱۵-قیامت کے روز انبیاء کی گواہی	۵۵۷
حضور ﷺ کا وصف امام الانبیاء	۵۵۹
انبیاء کرام کی شفاعت کا شرف	"
پریشانی کے عالم میں انبیاء کرام کے لیے خوشخبری	۵۶۰
عزت وکرامت کی کنجیوں کی عطا	"
سب سے زیادہ معزز ہستی	"
اولادِ آدم کی سرداری کا منصب	۵۶۱
مقامِ محمود پر سرفرازی	"
عطائے حوضِ کوثر	۵۶۲
حوض کوثر کی وسعت اور آبِ کوثر کی ماہیت	۵۶۳
دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا پانی	۵۶۳
آب کوثر سے پیاس کا بجھ جانا	۵۶۴
حضور کا تا قیامت آنے والے محبین کو حوض کوثر سے سیراب فرمانا	۵۶۵
حضور ﷺ کا حوضِ کوثر پر پیش رو ہونا	۵۶۶
جنت کا آپ کیلئے سب سے پہلے کھلنا	۵۶۷
حضور ﷺ کا جنت میں اعلیٰ مقام	"
تعارف مؤلف از ڈاکٹر محمد اسحاق رحمانی	۵۶۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

اے میرے پروردگار! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو ہمیشہ سے اَلْحَیُّ الْقَیُوْم ہے۔ تیری حمد وثنا میں ساری کائنات کا ذرّہ ذرّہ مشغول ہے۔ تیری تسبیح وتحلیل ساتوں آسمان کے چپہ چپہ پر نوری مخلوق کر رہی ہے۔ تو ہر قسم کی غفلت ونیند سے پاک ہے۔ تو نے اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق خود ہی قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ تیرے بندے تیری توحید پر ایمان رکھتے ہیں اور تیری بندگی میں کسی کو بال برابر بھی شریک نہیں کرتے۔ تیری پاک بارگاہ میں انبیاء و مرسلین کی پاک جبینیں سیس نواتی ہیں اور سیدالانبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ تیری بندگی کی اور تیری بندگی کے ذوق سے اپنی امت مرحومہ کو محو لذت کیا۔

اس ہستیٔ مبارک پر بے شمار درود وسلام ہوں کہ جن کے نور مبارک کو سب سے پہلے تخلیق فرمایا گیا اور جس مبارک ہستی کا اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنے نبیوں سے خود میثاق لیا اور فرمایا کہ جب تمہیں دنیا میں کتاب وحکمت سے نواز دیا جائے اور پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لے آئیں جو تمہاری تصدیق کریں تو تم ان پر ایمان لے آنا اور ان کی مدد کرنا اور جس ذات مبارک کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں فرمائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خوشخبری دی، جن کی آمد سے پہلے بنی اسرائیل ان کے وسیلے سے اپنے دشمنوں پر فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کے متعلق فرمایا وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

Marfat.com

الْکٰفِرِیْنَ ۔اور وہ ان کی آمد سے قبل کفار پر ان کے وسیلے سے فتح کی دعا مانگا کرتے تھے پھر جب وہ تشریف لے آئے جسے انہوں نے پہچان بھی لیا مگر انکار کر دیا پس کفار پر اللہ کی لعنت ہو۔ (پ ا البقرہ:۸۹)

وہ ہستی مبارک جس نے بھولے ہوئے انسانوں کو خدائے وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ کی بندگی کی لذت سے آشنا کیا۔ انہیں ظلم و جہالت کے اندھیروں سے نکالا۔ انہیں بندہ و آقا کی تمیز سے بچایا انہیں ذہنی غلامی سے نجات دلائی اور اخلاق حسنہ سے مزین کیا انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کا اپنی سنت کے ذریعے عملی طور پر خوگر بنایا اور ذلت سے نکال کر حرمت کعبہ کی طرح معزز بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی اپنے محبوب بندہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ملت اسلامیہ پر فرض کر دیا اور دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کو ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت سے وابستہ کر دیا ہے۔ وہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی کہ جس نے مشرکوں کو جام توحید پلا کر ایک طرف تو انہیں اس بت پرستی سے نکالا جو صدیوں سے ان کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی تو دوسری طرف ان کو تمام رشتوں ناطوں کی محبت سے آزاد کر دیا جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین تھے۔ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی وہ جذبہ تھی جس نے اصحاب رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خونی رشتے داروں سے بدر اور خندق وغیرہ کے مواقع پر مرنے یا مارنے پر تیار کر دیا۔ اسی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں مدینہ منورہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی فضاء خوب پروان چڑھی اور وہ اہل ایمان کے قلوب و ارواح میں سرایت کر گئی۔ اسی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمے سے سیراب ہو کر دو قسم کے گروہ گزشتہ ہر دور میں امت کو اس سے سیراب کرتے رہے۔ پہلا گروہ آئمہ، فقہا، محدثین، مفسرین کا اور دوسرا گروہ صوفیاء، اولیا اور اتقیاء کا تھا جو ہر دور میں رہا اور ملت اسلامیہ پر جب بھی آزمائش، ابتلا اور زوال کا دور آیا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دونوں گروہ میدان عمل میں کود پڑے۔ بدعملی و گمراہی کی

Marfat.com

لہروں اور دشمنان اسلام کی تباہ کاریوں میں دونوں گروہ امت کیلئے حضر وقت ثابت ہوئے۔

دور جدید میں ایک طرف تو فرد کو مغربی کلچر اپنی پوری آب وتاب سے مائل کر رہا ہے تو دوسری طرف فکر و تعلیمی محاذ پر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نابود کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ دین سے دوری و بدعملی، تعیش و ہوس پرستی اور دیگر تمام خطرات سے اس وقت ہی نبرد آزما ہونا ممکن ہے کہ جب ملت اسلامیہ سوز صدیق رضی اللہ عنہ اور عشق بلال رضی اللہ عنہ کی روش کو اپنالے کیونکہ اس پرفتن دور میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مسلمان اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچ کر اپنے ایمانوں کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضور سید عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے بندہ ناچیز نے اس کتاب میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مرتب کیا ہے جس میں صحابہ کرام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے واقعات مستند کتب کے حوالے سے درج ہیں۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت، فرضیت، علامات، تقاضے، ارکان، فوائد تفصیل سے درج کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی محبت اور اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تحریر کردیئے گئے ہیں۔ آخر میں، میں جناب جاوید فقری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کئی مفید مشورے دیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے میرے لئے دینی، اور دنیاوی سعادتوں کا ذریعہ بنالے، آمین۔

صوفی محمد نواز

8 اگست 2004 بروز اتوار

Marfat.com

فرمانِ رسول

''اے نبی محترم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے! اگر
۱۔تمہارے باپ اور ۲۔تمہارے بیٹے اور ۳۔تمہارے بھائی اور
۴۔تمہاری عورتیں اور ۵۔تمہارا کنبہ اور ۶۔تمہاری کمائی کے مال اور
۷۔وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور ۸۔تمہارے پسند کا
مکان، یہ چیزیں اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد
سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو
راہ نہیں دکھاتا۔'' (توبہ: 9/24)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''اور تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک
کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اور اس کے والدین اور دوسرے
تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری کتاب الایمان)

Marfat.com

باب نمبر ۱

محبت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کی اہمیت

محبت کیا ہے؟: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اس کی اہمیت، فرضیت، علامات، تقاضے، ارکان بیان کرنے سے پہلے لفظ محبت کا معنی و مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تشریحات بہت مناسب ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں محبت کی مختلف تعبیریں کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت حبہ سے ماخوذ ہے اور حبہ کے معنی تخم کے ہیں جو زمین پر گرتا ہے۔ لہٰذا حَب کا نام حُب رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اصل حیات اسی میں ہے جس طرح اشجار و نباتات میں حَب یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے اور مٹی میں چھپایا جاتا ہے پھر اس پر پانی برستا ہے آبیاری کی جاتی ہے۔ سورج چمکتا ہے گرم و سرد موسم گزرتا ہے لیکن زمانہ کے تغیرات اسے نہیں بدلتے جب وقت آتا ہے تو وہ تخم اُگتا ہے۔ پھل و پھول دیتا ہے اسی طرح جب محبت کا بیج دل میں جگہ پکڑتا ہے تو اسے حضور و غیبت، بلا و ابتلاء، مشقت، راحت و لذت اور فراق و وصال کوئی چیز نہیں بدل سکتی۔

نیز اہل لغت یہ بھی کہتے ہیں کہ محبت، حب سے مشتق ہے اور حب وہ دانہ ہے جس میں پانی بکثرت ہو اور اوپر سے وہ ایسا محفوظ ہو کہ چشموں کا پانی اس میں داخل نہ ہو سکے۔ یہی حال محبت کا ہے کہ جب وہ طالب کے دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو اس کا دل اس سے پر ہو جاتا ہے پھر اس دل میں محبوب کے کلام کے سوا کوئی جگہ نہیں رہتی۔

۹۱۲۶

یہ بھی کہتے ہیں کہ حب ایسا نام ہے جو محبت کی صفائی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اسی لئے اہل عرب، انسان کی آنکھ کی سفیدی کی صفائی کو "حبۃ الانسان" کہتے ہیں۔ جس طرح دل کے نکتہ کی صفائی کو حبۃ القلب کہتے ہیں دل کا نکتہ محبت کی جگہ اور آنکھ کی سفیدی دیدار کا مقام ہے۔ اسی معنی میں یہ مقولہ ہے کہ دل اور آنکھ دوستی میں مقارن و متصل ہیں۔ اور اسی معنی میں یہ شعر ہے

القلب یحسد عینی لذت النظر
والعین یحسد قلبی لذت الفکر
دل اس پر رشک کرتا ہے کہ آنکھ کو لذت دیدار ملی
اور آنکھ اس پر رشک کرتی ہے کہ دل کو لذت فکر ملی

لان غیشان القلب عندالاشتیاق الی لقاء المحبوب ۔ دوست کا دل دوست کے دیدار کے اشتیاق میں ہمیشہ مضطرب رہتا ہے جس طرح اجسام روح کی مشتاق ہیں یا جسم کا قیام روح کے ساتھ ہے اسی طرح دوستی کا قیام محبت کے ساتھ ہے اور محبت کا قیام محبوب کے وصال اور اس کی رویت میں ہیں۔

محبت اصل حیات ہے۔ محبت دل کیلئے بمنزلہ طعام اور پانی کے ہے۔ یہ جوہر ہر ایک کے دل میں ہے۔ کوئی تو بادہ محبت سے سرشار ہے اور کوئی غلبہ سے مخمور ہے۔ محبت سے خالی دل ویرانہ ہے۔ کوشش سے محبت کی جاسکتی ہے نہ ختم ہوسکتی ہے۔ محبت کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جنس کی جنس کے ساتھ محبت، یہ میلان طبع ہے اور نفس کی تسکین ہے اس میں محبوب کو چھونے اور اسے حسی طور پر قریب کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔

۲۔ غیر جنس سے محبت، یہ اپنے محبوب کی کسی صفت سے سکون و قرار حاصل کرنے کا نام ہے یعنی آواز، دیدار وغیرہ۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق محبت:

محبت اللہ کا عطیہ ہے، تحفہ ہے، عنایت ہے۔ اس میں بندہ کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ یہ اسی

وقت پائی جاتی ہے جب پردہ غیب سے مشیت ایزدی چاہتی ہے۔

لغت کے امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق: کسی چیز کو اچھا اور مفید سمجھ کر اس کا ارادہ کرنا اسے چاہنا محبت ہے۔ محبت لذت کیلئے بھی ہوتی ہے جیسے میاں بیوی کی محبت نفع اندوزی کیلئے بھی کی جاتی ہے۔ کھانے کی اشیاء سے مال سے۔ محبت فضل وشرف کی وجہ سے بھی کی جاتی ہے یعنی کسی عالم دین یا ولی کامل سے محبت کرنا۔

حضرت سید محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق: محبت ایک کشش ہے جو کسی کو کسی کی جانب کھینچتی ہے۔ کسی میں حسن وخوبی کی جھلک دیکھنا اور اس کی جانب دل کا مائل ہوجانا۔ دل میں اس کی رغبت، اس کا شوق، اس کی طلب وتمنا اور اس کیلئے بے چینی کا پیدا ہونا۔ اس کے خیال میں شب و روز رہنا، اسی کی طلب میں تن من دھن سے منہمک ہونا، اس کے فراق سے ایذا پانا، اس کے وصال سے سیر نہ ہونا، اس کی رضا میں اپنی رضا، اس کی ہستی میں اپنی ہستی کو گم کر دینا یہ محبت ہے۔

بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ گنج شکر کے نزدیک: محبت ایک آگ ہے جو صرف درویش کے دل میں قرار گزیں ہوتی ہے۔ اس آتش سے بڑھ کر کوئی آتش نہیں ہے۔ اگر درویش عالمِ سکر میں ایک آہ کھینچے تو دوزخ کی آگ بجھا دے۔ کیونکہ اس آگ کے سامنے کوئی آگ سر اٹھانے کے قابل نہیں۔ اگر سر اٹھائے تو تباہ ہوجائے۔

مؤلف کے مطابق: مذکورہ بالا محبت کی تعریفوں سے واضح ہوگیا ہے کہ محبت ایک قلبی جذبہ ہے جو محبّ کے دل میں محبوب کیلئے پیدا ہو۔ جس کی بنا پر اسے اپنے محبوب سے منسلک ہر چیز خوش تر لگتی ہے۔ اس کی شدت سے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہنے لگتی ہیں۔ فراق محبوب، محبّ کے لیے گراں لگتا ہے جبکہ وصل محبوب سے دل کو سکون ملتا ہے۔ محبّ کو محبوب کا ہر وصف اور اس کی صورت سب سے اچھی لگتی ہے۔ محبت کا وہی

Marfat.com

جذبہ محبّ کو محبوب کے ہر حکم پر مصائب والم سے سامنا کرنے پر اکساتا ہے حتیٰ کہ اس کے حکم پر وہ خونی رشتے ناطوں سے الگ ہونے پر تیار ہو جاتا ہے۔

حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بیان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بارے میں اہل علم اور صوفیاء عظام نے مختلف اقوال صادر فرمائے ہیں مگر ان کا مفہوم ایک ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے کہ:

مجھے دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب تر ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محبت ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعتقاد ہے جس کے تحت امتی اجراء سنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استعانت چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداء سے نفرت رکھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری فرماتے ہیں:

محبت میں وہ صادق ہے کہ والد اور خویش واقرباء سے قطع تعلقی کر کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محبّ وہ شخص کہ کلام الٰہی پر عمل کرے اور دوستی حق میں صادق ہو۔ (انیس الارواح ص 56)

ان مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ چیز ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبّ کو اس نہج پر پہنچا دے کہ اس کے دل میں دنیا و مافیہا کی ہر

Marfat.com

چیز سے زیادہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ ہلاکت آمیز پیاس میں بھی ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبّ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اگر اس محبت کی راہ میں رشتے دار خویش و اقارب بھی رکاوٹ بنیں ان سے قطع تعلقی کرنا پڑے تو فوراً ان سے قطع تعلق ہو جائے مگر دل سے حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوزش کو کم نہ ہونے دے بلکہ جب کبھی یہ محبت جان کا نذرانہ طلب کرے تو اپنی جان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنیادیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے سلسلے میں عقل چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے۔ ہاں عقل و شعور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے آداب سیکھے جائیں اور دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار بٹھایا جائے اور ایمان کی بنیاد پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے ظاہری اور باطنی کمالات کی تصدیق کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ بات شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اعتراف کیا جائے۔

حضرت امام ابو محمد عبدالجلیل اندلسی قصری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تین مقامات میں تقسیم کیا ہے جن کی وضاحت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مقام اسلام میں محبت: مقام اسلام میں ظاہر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان سے محبت کا اظہار کیا جائے۔ تمام اعضاء کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور سنن کی مدد کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور صلوۃ و سلام میں کثرت سے کام لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے دشمنوں سے زبان سے سختی کی جائے۔ اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی اتباع کی جائے اور خواہشات نفس اور سنت کے خلاف بدعات کی ممانعت کی جائے۔ یہ مقام اسلام اور عالم جسد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ کَانَ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ

(ابن عساکر، ۱۴۵/۳)

جس نے میرے طریقے سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

مقام ایمان میں محبت: دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے اس قدر معمور ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئی سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی محبوب ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس فرمان ہے:

وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا

(المسلم کتاب الایمان)

وہ شخص ایمان کی حلاوت و مٹھاس پالے گا جس نے ہر شئے سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی۔

مقام احسان میں محبت: عقل یہ غور و فکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق پر کتنی بزرگی، فضیلت قدر و منزلت عطا کی ہے پھر انسان اپنے ظاہر و باطن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب تعظیم توقیر اور عزت کرے۔

فَاِنَّہٗ مُعَظَّمٌ مُوَقَّرٌ فِیْ جَمِیْعِ الْعَوَالِمِ مِنْ اَسْفَلِ الْعَالِمِ اِلٰی اَعْلَاہُ اِلٰی مُحِلُّہُ الْکَرِیْمُ الَّذِیْ ھُوَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین میں اسفل سے لے کر اعلیٰ مقام (جو قاب قوسین او ادنیٰ ہے) تک معظم اور صاحب توقیر ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت: حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ یہی بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کی اہم بنیاد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ کا رسول و محبوب ترین بندہ سمجھ کر کی جائے تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہوگی۔ لہٰذا جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بڑھتی جائے گی اسی قدر اس بندے کے دل میں محبت

الٰہی پیدا ہوتی جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے محبت اسے معبود برحق خالق و مالک حقیقی سمجھ کر کی جائے کیونکہ وہ احد وصمد اور لاشریک ذات ہے۔ وہ کون سا فائدہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہمیں میسر نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہی کے ذریعے ہمیں ہدایت ملی اور دین ملا جس پر عمل پیرا ہونے سے عرفان حق حاصل ہو جاتا ہے اور عبادت کا وہ ضابطہ ملا کہ جس پر اللہ جل شانہ کی رضا کا دارومدار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ قرآن کریم کا ملنا اس امت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔ دنیا میں اگر کوئی کسی پر احسان کر دے تو آدمی اپنے محسن کا بندۂ بے دام بن جاتا ہے۔ پس اگر کسی کے احسانات کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے تو بازن الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نوع انسانیت پر بالعموم اور ملت اسلامیہ پر بالخصوص احسانات کثیرہ کرنے والا کون ہے؟ پس یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ دین و دنیا اور عقبیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات نے امت مسلمہ کو خوب فیض یاب فرما دیا ہے پس ان کثیر احسانات کا تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے تقاضے پورے کئے جائیں۔

اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا پر محبت: اللہ تعالیٰ نے جو کمالات و محاسن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جمع فرما دیئے ہیں وہ کسی اور نبی یا رسول کو عطا نہیں کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو قسم کے کمالات ہیں۔

۱-- ظاہر کمالات

۲- باطنی کمالات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری کمالات پر اس دور میں کئی کتب تحریر کی گئی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت، بسالت، تدبر، حکمت، سیاست کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ثابت کیا گیا ہے۔ یہ قابل اعتراف حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے ظاہری خصائل مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافہ کرتے ہیں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی و اخروی اوصاف ہر محبّ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو کمال تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کو کامل کرنے کیلئے تریاق و نسخہ کیمیا ہیں مگر بعض تعقل پسند انہیں غیر ضروری سمجھ کر یکسر چھوڑ دیتے ہیں اور طرح طرح کی عقلی دلیلیں دے کر اپنے حلقہ اثر کو طفل تسلیاں دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہی ملت اسلامیہ کو موجودہ' زوال و پستی سے نکال کر اوجِ ثریا تک پہنچانے کی قوت رکھتی ہے۔ اس لئے گزشتہ ادوار میں علماء حق اور صوفیاء عظام نے اہل اسلام کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے کیلئے ان مٹ کوششیں کیں۔ اگرچہ اسلام پر ابتلاء و آزمائش کے کئی ادوار آئے مگر ان ادوار میں اولیاء کاملین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اتباع کو اس طرح مسلمانوں کے دلوں میں نقش کیا کہ جس کو ہزاروں کی تعداد میں اغیار کی منظّم تحریکیں بھی ماند نہ کر پائیں مثال کے طور پر ہندوستان میں تقریباً دو سو سال تک انگریزوں کا اقتدار رہا مگر اسی دور میں کئی جلیل القدر صوفیاء عظام نے پہلے سے بھی زیادہ نگاہ وسعی سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے لوگوں کو مالا مال کیا اور اس دور میں اولیاء تونسہ شریف، چورہ شریف، مکان شریف اور دیگر سلاسل کے صوفیاء عظام نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں اولیاء کرام کی خدمات کا اختصار سے ذکر اس کتاب میں کر دیا گیا ہے۔

اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے بارے میں بنیادی فرق یہی ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار اس کی خالص بندگی کے ذریعے ہوگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کہ اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی

Marfat.com

کرو۔ (المؤمن:۱۴) یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی و پرستش میں مخلوق میں سے کسی کو بال برابر شامل نہ کرے اور اس کی صفات پر ایمان رکھے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ نبی محترم کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ ہے۔ (احزاب:۶) یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول و بندۂ خاص سمجھ کر دنیا کی تمام چیزوں اور یہاں تک اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز بنایا جائے۔ اللہ کے حکم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو بھی اپنی جان سے زیادہ ترجیح دی جائے تو پھر امت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کامل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اظہار فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اپنے بے پناہ فضل و کرم کا اظہار فرمایا ہے (جس کا ذکر ہم نے اس کتاب کے دوسرے باب میں قدر تفصیل سے کیا ہے) اللہ تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی امت کے قلوب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور توقیر کے اضافے کا باعث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت دین و دنیا کے کسی معاملے میں جدا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پرستش و بندگی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے اقرار کو شامل کیا گیا ہے۔ اس لئے اسلام کی اصل روح و بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ہے۔ علامہ اقبال نے اس بات کو اپنے ایک شعر میں بڑے جامع انداز میں بیان کیا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک محبت کے ذریعے رسائی حاصل کر کیونکہ اصل دین یہی ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک تک رسائی حاصل نہ کی

Marfat.com

تو تم میں اور ابولہب میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

حضور ﷺ کے احسانات کی بناء پر آپ ﷺ سے محبت: آدمی عام طور پر اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور اپنے محسن کے احسانات سے گرویدہ ہو کر اس کی طرف مائل بہ محبت ہو جاتا ہے۔ ملت اسلامیہ کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کس کی ہستی ہو سکتی ہے جس نے امت مسلمہ پر دین و دنیا میں بے شمار احسانات کئے ہوں۔ وہ فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جس نے ملت اسلامیہ کو اخلاقیات، دینیات، سیاسیات، معاشیات، الغرض دنیاوی زندگی کے ہر پہلو پر ایک عالمگیر دستور حیات دیا اور اخروی زندگی میں دائمی فلاح سے ہمکنار فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب کے آخری باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند روحانی، بدنی، اخلاقی اور اُخروی اوصاف کو قرآن کریم اور مستند احادیث کی روشنی میں درج کر دیا ہے تاکہ محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصاف محبوبانہ کو پڑھ کر طمانیت قلب کا سامان بنائیں اور اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علو کے پھریرے اپنے قلب میں نقش کر کے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قلوب میں بٹھا لیں اور مشیت الٰہی کے مطابق محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ایمانوں کو معمور کر کے اپنے ایمانوں کو محفوظ و مامون کر لیں۔

Marfat.com

باب نمبر۲

اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل میں سے اپنے بندہ خاص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب و کلام میں محبت کا وہ انداز اختیار فرمایا ہے جو دیگر انبیاء کرام سے نہیں فرمایا گیا۔ جب دوسرے نبیوں سے کلام فرمایا تو ارشاد فرمایا یا موسیٰ یا عیسیٰ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمایا تو ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ یعنی اے نبی محترم، اے کمبل والے، اے چادر والے وغیرہ۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندہ خاص سے انتہائی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر، زمانہ اور عمر مبارک کی قسمیں یاد فرمانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رضا و بخشش کا عطا فرمانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کو اپنے دست قدرت پر بیعت فرمانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کفایت و حمایت لازم فرمانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا بلند فرمانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی گواہی دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجر عظیم کی خوشخبری دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار و منافقین کے اعتراضات کا جواب دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک فرمانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فضل عظیم کی خبر

Marfat.com

دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آخرت کو بہتر بنانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنوں سے حفاظت اور ان پر غلبہ عطا فرمانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت محبوبیت سے سرفراز فرمانا، اللہ تعالیٰ کی بے حد اور انتہائی محبت کے انعامات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول بتائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات میں آواز پست کرنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کے آداب بیان فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امت کی مائیں بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیعت سے نجاست دور کر کے خوب پاک وصاف فرما دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دی، الغرض امن و جنگ، گھر اور باہر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم ہی فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جنس کی ہم جنس سے محبت کی طرح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت معبود کی عبدہٗ سے محبت ہے۔ جہاں ایک طرف تو بندہ و خاص کے قیام و رکوع و سجود اور عاجزی کی انتہا ہے تو دوسری طرف معبود برحق کی طرف سے قبولیت اور عطاؤں کی انتہاء ہے۔ دونوں طرف سے محبت پاکیزہ و مقدس ہے اور ایسی بابرکت و معطر ہے جس کا کوئی مخلوق میں سے کما حقہ ادراک نہیں کر سکتا اور نہ ان دونوں کے درمیان راز و نیاز کی کہنہ کو کوئی پا سکتا ہے کہ جس کے بارے میں معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص کی طرف وحی فرمائی، جو وحی فرمائی (نجم: ۱۰) پس اللہ تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایسے معطی کی محبت ہے کہ جس نے اپنے ارادہ، اختیار اور مشیت سے اسے اختیار کیا اور جو کوئی اس معبود و عبدہ کے درمیان تعلق عبدیت پر مبنی محبت میں تفریق کرنے کی سعی لاحاصل کرے گا یا اس کا انکار کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور وہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا کا انکار کر کے اپنی عاقبت برباد کرے

Marfat.com

گا۔(نساء:۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے جس انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اظہار فرمایا وہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبین کیلئے بہترین ضابطے بھی بن گئے اور اس سے محبان باوصفا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کا پاکیزہ سلیقہ بھی مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی کامل محبت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اہل ایمان کیلئے فرض کردی۔ اس کے تقاضے بتائے اور اس کی علامات و ارکان وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیئے کیونکہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت امت کیلئے فرض ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خصوصی انعامات کا اقرار بھی ضروری ہے۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو تسلیم کرنا بھی شامل ہے۔ اس لئے اس کتاب میں کئی مقامات پر اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندراج کیا گیا ہے جبکہ آخری باب میں اوصاف محبوبانہ کے عنوان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اہم اوصاف کا ذکر قرآن اور احادیث کی روشنی میں کردیا گیا ہے تاکہ اہل محبت انہیں پڑھ کر اپنے ایمان کو جلا بخش سکیں۔

(۱) **اے محبوب تیری عمر کی قسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)**: اللہ جل شانہ اپنے تمام بندوں میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت فرماتا ہے اور اس بات کا اس نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر اظہار فرمایا جیسے کہ فرمایا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری ساری حیاتِ مبارک کی قسم، یعنی تیری زندگی کا لمحہ لمحہ ہماری بارگاہ میں مقبول و محبوب ہے اور جتنی قدر و منزلت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں ہے اتنی کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام ملائکہ، انبیاء و مرسلین سے کسی کی حیاتی کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر جب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا:

Marfat.com

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ○ (پ 14 سورہ حجر: ۱۵/۷۲)

اے محبوب! آپ ﷺ کی جان کی قسم وہ اپنے نشے میں محو ہیں

یعنی اے محبوب ہمارے ہاں تو تیری ذات مبارک محبوب تر ہے۔ مگر کفار جو سرکشی کے نشے میں ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں گمراہی میں ڈبکیاں کھانے دیجئے۔

یہی بات صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بڑے محبت بھرے انداز میں فرمائی ہے۔

مَا حَلَّفَ اللّٰهُ بِحَیَاةِ اَحَدٍ اِلَّا بِحَیَاةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم یاد نہ فرمائی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم اٹھائی ہے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

(رواہ ابن مردویہ)

تیرے زمانے کی قسم: اللہ تعالیٰ نے تمام قرائن و زمن میں سے اس زمانے کو افضل کردیا جس زمانے میں اپنے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا ہے اور جن نفوس قدسیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کیلئے منتخب فرمایا انہیں انبیاء کے بعد تمام امتوں سے افضل افراد بنا دیا پس فرمایا:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ (پ ۳۰ عصر ۱،۲)

(اے محبوب! تیرے) زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے۔

اکثر مفسرین نے اس بات کی تصریح کی ہے عصر سے مراد زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جیسے کہ صاحب مواہب و زرقانی نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان اقدس کی قسم اٹھائی ہے۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

تیرے رب کریم کی قسم: جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت

Marfat.com

و بندگی کا حق ادا فرمایا یہ مقام کسی دوسرے کو میسر نہ آسکا۔ اور جس راز و نیاز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بندگی کی وہ کسی اور پر نہ کھلا جو سوز و گداز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سلسلے میں اختیار فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ نے اعتماد کا اظہار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی پر ناز فرمایا۔ اس تعلق پر اعتماد فرماتے ہوئے اسی تعلق کی قسم کھا کر تمام مسلمانوں کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کاملہ سے ایمان کامل کو مشروط کر دیا اور فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (نساء:۶۵)

تیرے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک کہ تجھے اپنا حاکم نہ بنالیں

تیرے شہر کی قسم: شہر تو سارے اللہ تعالیٰ کے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے شہروں میں سے خصوصیت کے ساتھ اس شہر کی قسم یاد فرمائی جس شہر میں اللہ کی محبت کو دل میں بسائے اس کا محبوب جلوہ گر ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے شہر محبوب کی قسم کھانے کے ساتھ یہ وضاحت کردی کہ اے محبوب اس شہر کی قسم اس لئے ہے کہ اس شہر میں تو بس رہا ہے۔ پس فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

(سورۃ البلد ۳-۱/۹۱)

مجھے اس شہر مکہ کی قسم کہ اے محبوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شہر میں رہائش رکھتے ہیں اور تمہارے والد کی قسم اور اولاد کی قسم۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارگاہ الٰہی میں اس مقام کے قدر شناس تھے۔ اس لئے امیر المومنین حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَغْتَ مِنَ الْفَضِیْلَۃِ عِنْدَہٗ تَعَالٰی

یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان بے شک آپ ﷺ

Marfat.com

اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابٍ قَدَمَيْكَ فَقَالَ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ

(۱۹۶۔فصل ۴) مواہب لدنیہ لامام قسطلانی مقصد سادس

اللہ کے ہاں اس فضیلت اور مرتبہ پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں شریفین کی خاک پاک کی قسم اٹھائی ہے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا: لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ

اللہ تعالیٰ کی لحن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

مخلوق میں سے کوئی بندہ اس مقام پر فائز نہیں ہوا کہ جس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز فرمایا گیا اور جس قدر محبت اور توجہ سے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کو سنتا ہے کسی اور چیز کو نہیں سنتا۔ اس بات کی گواہی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّجْهَرَ بِهٖ

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید۔ ۲۳۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اتنی توجہ سے اور کسی چیز کو نہیں سنتا جتنی توجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم پڑھنے کو سنتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی نے کہا کہ اس سے مراد آواز سے قرآن کریم پڑھنا ہے۔

محبوب کے انداز استراحت کا ذکر خیر فرمانا:

اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز استراحت سے پیار ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمبل مبارک اوڑھ کر محو استراحت تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا بڑی پسند آئی اور اس کا ذکر اپنے پاک کلام میں کر دیا تاکہ تا قیامت آنے والے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں بیان کردہ حلیہ مبارک کو قرآن کے ساتھ اپنے قلوب پر نقش کر لیں۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اے چادر اوڑھنے والے رات کے کچھ حصہ

Marfat.com

نِّصْفَهٗٓ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً ۔ (پ۲۹ سورۃ المزمل:۱-۴/۷۳)

میں قیام فرمالیا کریں۔ نصف رات یا اس سے بھی کم کرلیا کریں۔

نیز ایک اور جگہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ (سورۃ المدثر:۱/۷۴)

اے کمبل اوڑھنے والے!

ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ مبارک اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب تر ہے نیز فرمایا ساری ساری رات سجود وقیام کے بجائے نصف رات یا اس سے بھی کم قیام وعبادت فرمایا کریں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ ساری ساری رات کا قیام تو مشقت ہے جبکہ محبوب سے مشقت نہیں کروائی جاتی بلکہ اس پر تو بغیر مشقت کے عطائیں کی جاتی ہیں

تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا نہ ناراض ہوا: ایک مرتبہ کچھ عرصہ کیلئے وحی کا سلسلہ موقوف ہوا تو مشرکین کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ یہ بات مشرکین کی زبانوں سے ابھی نکلی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی رضا کا اظہار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دائمی حمایت سے نواز دیا اور فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اس نے تمہیں نہ چھوڑا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناراض ہوا۔ یہی بات قرآن کریم کے الفاظ کی صورت میں سنئے:

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ○ (الضحیٰ ۳-۲)

اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ربّ نے چھوڑا نہیں ہے اور نہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ناراض ہے۔

یہاں بھی اہل محبت مفسرین نے وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى سے مراد محبوب کی زلفیں مراد لی ہیں کہ وَالضُّحٰى سے مراد چہرہ اقدس ہے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول حدیث پاک میں یوم بیان ہوا ہے۔

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جُنْدُبًا يَقُوْلُ اَبْطَاَ جِبْرَيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ قَدْوُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَاسَجٰى مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَاقَلٰى

(شرح مسلم ج ۵ کتاب الجہاد: ۴۵۴۱)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے آنے میں تاخیر ہوگئی، مشرکین کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ): قسم ہے روز روشن کی اور قسم ہے رات کی جب وہ اپنے گیسو پھیلا لے! اے نبی محترم ﷺ تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔

محبوب کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے اللہ کے دست قدرت پر بیعت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت فرماتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب صحابہ کرام نے جہاد میں جان فدا کرنے کی بیعت دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہیں یہ مژدہ سنایا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک پر بیعت کرنے والوں تم کتنے خوش نصیب ہو کہ تمہاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت دراصل اللہ تعالیٰ کے دست قدرت پر بیعت ہے اور جب بیعت رضوان لینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو بیعت کرنے والے صحابہ کے ہاتھوں کے اوپر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سب کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج

(پ۲۶ سورۃ فتح: ۱۰/۴۸)

بے شک اے محبوب ﷺ جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں حقیقت میں ان کی بیعت اللہ سے ہے۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

Marfat.com

اس طرح جب غزوہ بدر میں عین جہاد کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں کچھ کنکریاں لے کر کفار کی جانب پھینکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (احزاب)

آپ ﷺ نے کنکریاں نہ پھینکی جب آپ ﷺ نے کنکریاں پھینکیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکیں

اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار کا یہ طریقہ بھی بہت پیارا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے عمل کو اپنا عمل فرما رہا ہے۔

اے نبی محترم ﷺ تیرے لئے اللہ کافی ہے: دنیا کے تمام منکرین، کفار اور اعداء مل کر بھی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس سفلی قوتیں ہیں جبکہ تمام قوتوں کا مالک و خالق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور وہ اکیلا ہی دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کافی ہے۔ اس لئے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ دینے والا ہے اور آپ ﷺ کی کفایت کرنے والا ہے جیسے کہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (پ۱۰ سورۃ انفال ۶۴)

اے نبی محترم اللہ آپ ﷺ کیلئے کافی ہے اور ان مومنون کیلئے بھی جو آپ ﷺ کے فرمانبردار ہیں۔

بلکہ اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں کی کفایت و کارسازی کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مغلوب نہ کر سکے گا اور جو ایسا کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود خائب و خاسر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں غلبہ اپنے رسولوں کیلئے لکھ دیا ہے اور فرمایا: لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ ضرور ضرور میں غالب رہوں گا اور میرے تمام رسول۔ (المجادلہ: ۲۱/۵۸)

Marfat.com

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس بات سے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے خلاف میری مدد کا وعدہ فرمایا اور فرشتوں کے لشکر جہاد میں حمایت کیلئے بھیجنے کا مژدہ سنایا ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَّا يَغْسِلُهُ الْمَآءُ تَقْرَؤُهُ نَآئِمًا وَّيَقْظَانَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ

(مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا)۔

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا اور اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے سوا تمام عرب اور عجم کے لوگوں سے ناراض ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تم کو آزمائش کیلئے بھیجا ہے اور تمہارے سبب سے دوسروں کی آزمائش کیلئے، میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ تم اس کو نیند اور بیداری میں پڑھو گے۔ تم ان سے جہاد کرو، ہم تمہاری مدد کریں گے، تم خرچ کرو ہم تم پر خرچ کریں گے، تم ایک لشکر بھیجو ہم اس سے پانچ گنا لشکر بھیجیں گے۔ اپنے اطاعت گزاروں کو لے کر اپنے نافرمانوں کے ساتھ جنگ کرو۔

اے محبوب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کر دیا: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرمائی تو محبت کے تقاضے کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو اتنا اونچا فرما دیا کہ اب اس میں کوئی کمی نہ کر سکے گا۔ جب خود پروردگار عالم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان کی بلندیوں سے بھی زیادہ رفعت دے رہا ہے تو کون ہے جو اس ذکر کو ختم کرے۔ عرش پر متمکن رب تعالیٰ اپنے عرش پر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے اور فرشتوں کی بھی ڈیوٹیاں لگا دی گئی ہیں

Marfat.com

اور خود فرما رہا ہے:

وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ ○ (سورۃ الم نشرح:۴/۹۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر عبادت میں رکھ کر اسے ارفع کر دیا ہے۔ اب جہاں پروردگار عالم کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے یعنی اے محبوب جہاں ہماری توحید و بندگی کا اقرار کیا جائے گا وہاں تیری رسالت و نبوت اور رحمت کا ذکر کیا جائے گا اور جو تیرا ذکر چھوڑ کر میرا ذکر کرے گا اس کی کوشش کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

یہی بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائی ہے۔

لَاُذْكَرُ فِيْ مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيْ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِيْ وَلَمْ يَذْكُرْكَ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(درمنثور۔ ج۸ ص۴۰۱)

انبیا کرام کا ذکر خیر عبادت ہے: اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کا ذکر خیر عبادت ٹھہرا دیا ہے۔ اس لئے ان کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات قرآن کریم میں درج فرمائے یعنی جو قرآن میں ان کے واقعات کی تلاوت کرے گا تو اسے ہر حرف پر دس نیکیاں عطا کی جائیں گی جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ)

انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، ان کے فضائل بیان کرنا ان کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان

Marfat.com

فضائل وحالات بیان کرنا ان کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ

انبیاء و مرسلین کا ذکر عبادت ہے، صالحین (اولیاء) کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

(السراج المنیر ج۲ص۲۹۹للعزیزی)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

بِمُجَرَّدِ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ يَحْصِلُ لِلْقُلُوْبِ الْاِطْمِيْنَانُ وَالسَّكِيْنَةُ

محض ذکر حضور اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقت نزول رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

(شرح شفا للقاری ج۱،ص۱۴۲)

امام شیخ عبدالعزیز دیرینی متوفی ۶۹۴ ہجری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَضَائِلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰى وَمُعْجِزَاتُهٗ وَمَنَاقِبُهٗ وَمَحَاسِنُهٗ لَا تَسْتَقْصٰى فَبَالِغْ وَاَكْثِرْ لَنْ تُحِيْطَ بِوَصْفِهٖ وَاَيْنَ الثُّرَيَّا مِنْ يَدِ الْمُتَنَاوِلِ نِعْمَ ذِكْرُهٗ يَزِيْدُ فِى الْاِيْمَانِ وَيَضِئُ الْقُلُوْبَ وَالْاِسْرَارِ بِاَنْوَارِ الْعُرْفَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ مُحَبَّتَهٗ مَشْرُوْطَةً بِمُحَبَّتِهٖ وَطَاعَتِهٖ

حضور کے فضائل شمار سے زائد ہیں اور آپ ﷺ کے معجزات اور مناقب اور محاسن کی انتہا نہیں تو حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ بیان کر۔ تو ہرگز ان کی وصف کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ ثریا کہا اور شامل ہونے والے کا ہاتھ کہاں۔ ہاں حضور کا ذکر ایمان بڑھاتا ہے اور قلوب واسرار کو نور عرفان سے منور کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو حضور کی

مَنُوْطَةٌ بِطَاعَتِهٖ وَذِكْرَهٗ مَقْرُوْفًا بِذِكْرِهٖ وَبَيْعَتِهٖ مَقْصُوْدَةٌ بِبَيْعَتِهٖ

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۵)

محبت سے مشروط کیا اور اپنی اطاعت کو ان کی تابعداری سے لازم کیا اور اپنے ذکر کو ان کے ذکر سے ملایا اور اپنی بیعت کو مقصود بنایا ان کی بیعت سے۔

(۶)

اللہ تعالیٰ کا محبوب پر صلوٰتیں بھیجنا: اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور محبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ظاہر کرنے کیلئے لاتعداد فرشتوں کو بھی اس کام پر مامور کر دیا ہے۔ اس موقع پر حضرت علامہ عالم فقری دامت برکاتہم عالیہ کی تحریر بہت موزوں ہے جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

تقاضائے محبت ہے یہی کہ محبوب کی ہر دم تعریف کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب اور سیّد الانبیاء ہیں۔ حبیب کبریا ہیں تاجدار عرب وعجم ہیں۔ شفیع المذنبین ہیں۔ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ سراج منیر ہیں۔ ساقیٔ کوثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ محبّ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے نور کی تخلیق کر لی تو پھر اپنے محبوب کی تعریف میں مصروف ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر درود بھیجنے لگا اور جب اللہ اپنے محبوب کی محبت میں منتہیٰ کو پہنچا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق یعنی ملائکہ اور انسانوں کو بھی حکم دے دیا کہ تم بھی میرے محبوب کی تعریف کرو جس طرح میں کر رہا ہوں۔ اس حکم کے تحت انسانوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ضروری ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی محترم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو!

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ تم بھی آپ (ﷺ) پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔ (سورہ احزاب:۵۶/۳۳)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو مشقت میں نہ پڑے: جب پیغام قرآن کے مخلوق تک پہنچانے کا مرحلہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے انکار اور بے رخیوں کو دیکھ کر مغموم ہوجاتے کہ یہ لوگ پروردگار کے پیغام حق کو سننے سے بیزار کیوں ہیں اور کہیں یہ اپنے کفر و انکار کی بنا پر جہنم کا ایندھن نہ بن جائیں۔ یہ تفکرات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر غمزدہ کردیتے۔ مگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح تعلیمات قرآن کے سلسلے میں غمزدہ رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا تو فرمایا:

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ طٰہٰ اے محبوب ہم نے یہ قرآن آپ (ﷺ) پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ (ﷺ) مشقت سے دوچار ہوجائیں۔ (پ۱۶طٰہٰ ۱/۲۰)

یعنی اے محبوب! قرآن اس لئے تو نازل نہیں فرمایا گیا کہ آپ ﷺ ہمہ وقت غمگین رہیں اور مشقت پر مشقت اٹھائیں اور فرمایا:

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (طٰہٰ:۳) بلکہ یہ تو ڈرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔

یعنی آپ ﷺ بالکل غمزدہ نہ ہوں۔ آپ ﷺ کا کام تو پیغام پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی کوشش کو مشکور فرمائے گا۔

قرآن حکیم کی قسم آپ ﷺ رسولوں میں سے ہیں: جب محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کا موقع آیا تو پروردگار عالم نے فرمایا مجھے قرآن حکیم کی قسم آپ ﷺ میرے رسولوں میں سے ہیں۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ یٰسین اور حکمتوں سے لبریز قرآن کی قسم بے شک آپ (ﷺ) رسولوں میں سے ہیں۔ (پ۲۲ سورۃ یٰسین:۱-۳/۳۶)

Marfat.com

خدا تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا انداز کتنا پیارا ہے کہ پہلے اس نے حکمتوں والے قرآن کریم کی قسم اٹھائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مخاطب ہوکر یہ گواہی دی۔ آپ ﷺ تو میرے رسول ہیں اور آپ ﷺ کو میں نے تمام انبیاء مرسلین پر درجوں بلندی عطا کردی ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (پ۳ بقرہ:۲۵۲)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ان میں کسی سے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند فرمادیا۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب سے بے پناہ محبت ظاہر کررہی ہیں۔

اے محبوب تو راہ حق پر ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو راہ حق قرار دیا اور فرمایا اے محبوب تو صراط مستقیم پر ہے کہیں فرمایا اے محبوب تم صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہو اور کہیں فرمایا تم صراط مستقیم کی طرف رہنمائی دیتے ہو۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (یٰسین:۴) (آپ ﷺ) سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہیں۔

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (المومنون۔۷۳) اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (الشوریٰ۔۵۲) اور بے شک آپ (ﷺ) سیدھی راہ کی طرف رہنمائی دیتے ہو۔

آپ ﷺ تمام جہانوں کیلئے بشیر ونذیر ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ہرگز پسند نہ فرمایا رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی دوسرا رسول آئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو کما حقہ بیان فرمایا اور فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ اور اے محبوب ہم آپ (ﷺ) کو تمام

Marfat.com

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَ ○

(پ۲۲-سباء:۲۸/۳۴)

انسانوں کے لئے بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ اللہ اس سے لاعلم ہیں۔

یعنی اے محبوب وہ بندہ خوش نصیب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خوشخبری حاصل کرے اور وہ بدنصیب ہے جو نافرمانی کر کے جہنم رسید ہو جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اے محبوب تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو اپنے فضل سے نوازا تو مخلوق میں سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فضل و کرم کی انتہا فرما دی۔ کائنات میں کسی فرشتے یا رسول کو یہ مقام نہیں عطا کیا گیا جو مقام فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی محبت و عطا کے تمام دروازے کھول دیئے اور فرمایا:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يَضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○

(النساء:۱۱۳)

اور اے محبوب! اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے تھے کہ تمہیں دھوکہ دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

یعنی اے محبوب جو تجھے دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا وہ خود دھوکے کا شکار ہو جائے گا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب و حکمت اور علوم کے خزانے عطا

Marfat.com

کردیئے اور تم پر اللہ تعالیٰ کا بے حساب و عظیم فضل و کرم ہے جس کے سامنے دنیا و مافیہا کی ہر چیز ہیچ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

اِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○

وہ مگر تیرے رب کی رحمت ہے بے شک آپ (ﷺ) پر اس کا فضل کبیر ہے۔

(بنی اسرائیل: ۸۷)

اگر اس فضل کو کوئی سمجھ سکتا ہوتا تو ضرور اس کی حد بیان فرما دی جاتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنے فضل کی عطا کو عظیم اور کبیر کہہ کر بیان فرمایا اور پوری کائنات میں اتنا کرم و فضل اور کسی پر نہیں کیا گیا تا کہ جب کوئی اس فضل و کرم کو بیان کرنے لگے یا سمجھنے لگے تو اس کا شمار و احاطہ نہ کر سکے اور فقط عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سراپا ادب و تسلیم بن جائے۔

اجر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ترین بندے اور رسول سے مخاطب ہو کر فرمایا:

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○

اور آپ (ﷺ) کیلئے بے حد اجر ہے۔

(پ ۳۰-الضحیٰ ۳)

جو اجر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تیار کر رکھا ہے اسے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اگر محدود ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا۔ اگر کسی شمار میں ہوتا تو اس کی حد بیان کر دی جاتی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے دنیا میں جو کوئی اہل ایمان نیکی کرے گا اس کا اجر آپ ﷺ کو اس سے پہلے عطا کیا جاتا ہے۔ اس لئے کون آپ ﷺ پر برسنے والی رحمتوں کا شمار کر سکتا ہے۔

اے محبوب ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے بہتر ہے: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا اعلیٰ مقام عطا فرما دیا ہے۔ ساری ملت اسلامیہ کے اعمال کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچایا جارہا ہے اور دن بدن آپ ﷺ کے درجات بلند کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ اور آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ حال ہے کہ وہ ہر آنے والی گھڑی میں آپ ﷺ کی رفعتوں میں اضافہ فرما رہا ہے اور یہ بات قرآن کریم میں بھی درج کردی تاکہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کے ایمانوں میں تروتازگی پیدا ہوجائے کہ وہ جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس کا اللہ بھی محبّ ہے۔

چہرۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: عین نماز کے اندر سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور میں یہ خیال آرہا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ہم پر کرم فرما وہ بیت اللہ شریف ہمارا قبلہ بنا دے اور یہ آرزو لئے بار بار عین نماز میں ذات الٰہیہ کی طرف چہرۂ مبارک کرکے دیکھ رہے ہیں نہ جانے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کس مقام پر ایسا عمل فرما رہے تھے۔ اس لئے یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب لگی تو اللہ تعالیٰ نے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عین نماز میں ہی فرما دیا ہے کہ:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (پ۲ بقرہ ۱۴۴)

ہم تمہارے چہرے مبارک کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور آپ (ﷺ) کو اس قبلہ کی طرف لوٹا دیں گے۔ جس کی طرف رخ موڑنا آپ (ﷺ) کی رضا ہے پس اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ چہرہ رسول ﷺ کے آسمانوں کی طرف اٹھنے کے انداز کا ذکر کیا اور پھر آپ ﷺ کی دلی تمنا کو نماز میں پورا

Marfat.com

فرمادیا۔ پس اے امت مسلمہ تم خوش ہوجاؤ کہ تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی چاہت کو اللہ تعالیٰ نے پورا فرمادیا۔

اس واقعہ کے متعلق مسلم کی روایت یہ ہے:

عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَنَزَلَتْ قَدْنَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَالْمَسْجِدِالْحَرَامِ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلُّوْارَكْعَةً فَنَادٰى اَلَا اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْحُوِّلَتْ فَمَالُوْا كَمَا هُمْ نَحْوَالْقِبْلَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ''لاریب ہم آپ ﷺ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ہم ضرور آپ ﷺ کو اس طرف پھیر دیں گے جس جانب کو قبلہ بنانے پر آپ ﷺ راضی ہیں، اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے۔'' بنوسلمہ میں سے ایک شخص جارہا تھا اس نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں دیکھا حالانکہ وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ اس نے باآواز بلند کہا کہ قبلہ

(مسلم ج۲ کتاب المساجد ح ۱۰۸۲)

تبدیل ہوچکا ہے، یہ سن کر وہ لوگ اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

اعداء محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتراضات کا جواب: محبوب سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ محبوب کے اعداء، محبّ کے بھی دشمن ہوتے ہیں اور محبّ صادق اپنے محبوب کے اعداء کے جوابات دے کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بناء پر کفار و اعداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتراضات کا خود جواب دیا ہے تاکہ ساری کائنات جان لے کہ رسول اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم پر اعتراض وتنقید اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر سخت ناراض ہوتا ہے اور اگر وہ باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی لعنت برساتا ہے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر کے اپنے عذاب میں گرفتار کرتا ہے۔ جب کفار ومشرکین ومنافقین نے آپ ﷺ کو شاعر، کاہن اور مجنوں کہا تو اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میرے محبوب کے متعلق کوئی ایسے نازیبا الفاظ کہے جن کا آپ ﷺ کی ذات سے دور کا بھی تعلق نہیں تو اللہ تعالیٰ نے کمال محبت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا دفاع فرمایا اور کفار ومشرکین کے اعتراضات کی تردید کی اور فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ط (یٰسین۔۶۹)

اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط (الحاقۃ۔۴۱)

اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاہن نہیں:

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ (الطور:۲۹)

تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ط

اور نہ کسی کاہن کی بات۔ (الحاقۃ۔۴۲)

جبکہ منافقین کی گستاخیوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت ناراض وغضبناک ہو کر فرمایا:

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (منافقون:۴/۶۳) اللہ انہیں ہلاک کرے یہ سمجھ نہیں رکھتے

یعنی اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ جس ہستی مبارک پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کو ختم کیا ان سے اللہ تعالیٰ کو کتنی محبت ہوگی۔ یہ اس کا پاس کر کے بھی اپنی زبانوں سے اس ہستی مبارک کی ذات واوصاف پر تنقید کرنے سے نہیں رکتے۔ اور مسلسل بے ادبی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ یہ کتنے گمراہ ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ کہا وہ اصل میں ہلاک ہو ہی گئے۔

Marfat.com

ان کا جنون سے کیا تعلق: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ کی عظمت کو میں کیسے بیان کروں کہ جب کفار نے آپ ﷺ کی طرف جنون کی نسبت کی تو آپ ﷺ کا رب کریم انہیں جواب دے رہا ہے کہ احمقوں! میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون سے کیا واسطہ وہ تو حق لے کر تشریف لائے جو ناپاک لوگوں کو اچھا نہیں لگتا اور فرمایا:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○ (پ۱۸ مومنون:۷۰/۲۳)

کیا یہ کہتے ہیں کہ انہیں جنون ہے بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور ان میں سے اکثر کو حق اچھا نہیں لگتا۔

ن اور قلم کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں نہیں: سبحان اللہ، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ن اور قلم کی قسم یاد فرما کر فرمایا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○

ن اور قلم کی قسم اور جو لکھتے ہیں اس کی قسم ہے۔ آپ ﷺ اپنے رب کے کرم سے مجنون نہیں۔ (پ۲۹ قلم ۱ تا ۳)

تمہارے صاحب بہکے ہوئے نہیں: اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والے بندوں سے فرما رہا ہے کہ اے میرے بندو! وہ جن کا تم کلمہ پڑھتے ہو ان کی اتباع کرتے ہو۔ ان سے محبت کا اظہار کرتے ہو اور وہ تو تمہاری فلاح و بہبود کیلئے حریص ہیں اور تمہارا مشقت میں پڑنا انہیں گوارا نہیں۔ ان پر میرا یہ کرم ہے کہ وہ نہ گمراہ ہوئے اور نہ راہ راست سے ہٹے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ○ (النجم۔۲) تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

سبحان اللہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتنا فضل الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہکاوے اور ہر قسم کی بے راہ روی سے برأت فرما دی تاکہ ملت اسلامیہ کو معلوم ہو جائے کہ ان کے صاحب سے ہر قسم کے بہکاوے کو کوئی علاقہ نہیں ہے بلکہ ان کی شان یہ ہے کہ وہ تو اپنی مرضی سے بات بھی نہیں کرتے۔ ان کا کلام

بمطابق وحی الٰہی ہوتا ہے۔ فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى لا عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ہیں۔ یہ قرآن تو وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ انہیں زبردست قوتوں والے نے سکھایا ہے جو طاقتور ہے۔

(پ ۲۷ نجم ۳ تا ۶/۵۳)

(۱۵)

اے محبوب تیرے دشمن ہر بھلائی سے محروم ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے غیض و غضب کا ان لوگوں پر اظہار فرمایا جنہوں نے اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی نازیبا الفاظ کہے اور جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محروم کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا بول بھالا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو دونوں جہان میں ہر قسم کی حقیقی خیر و بھلائی سے دور کر دیا اور فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

بے شک آپ ﷺ کا دشمن ہر خیر و بھلائی سے محروم ہے۔

(پ ۳۰-کوثر: ۳/۸۰۲)

اور جب ابولہب علیہ لعنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے بارے میں انتہائی گستاخانہ الفاظ منہ سے بکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور ہلاک ہوا اور جو مال اس نے کمایا تھا اس کے کام نہ آیا۔ عنقریب اسے شعلے مارتی ہوئی آگ میں داخل کر دیا جائے گا اور اس کی بیوی ایندھن اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

(سورہ لہب)

اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں خواہ وہ کافر ہوں یا منافقین یا

اغیار کے لے پالک ہوں اللہ تعالیٰ ان سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہوئی ایذا رسانیوں پر گرفت فرما کر واصل جہنم کرے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○ یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا ط اَحْصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ ○ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ○

(المجادلہ:۵-۶)

بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی، ذلیل کے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کیلئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کرتوت جتاء دے گا۔ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

محبوب کی اعداء سے حفاظت: محبوب کو اعداء کے حوالے نہیں کیا جاتا بلکہ محبوب کی ہر مقام پر حفاظت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کمال رحمت و محبت کا اظہار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا خود ذمہ اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اعداء سے مامون کر دیا۔ فرمایا:

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط

(المائدۃ۔۶۷)

اے محبوب! (ﷺ) اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ فرمائے گا۔

ایک دفعہ ابوجہلم نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں گردن روند دوں گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ مسلم کی روایت میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَھْلٍ ھَلْ یُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْھَہٗ بَیْنَ اَظْھُرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ کیا حضرت محمد

Marfat.com

كُمْ قَالَ فِقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ
وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ
لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اَوْلَاُ عْفِرَنَّ
وَجْهَهٗ فِى التُّرَابِ قَالَ فَاَتٰى
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ يُصَلِّىْ زَعَمَ لِيَطَاَعَلٰى رَقَبَتِهٖ
قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّاوَهُوَا
يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِىْ بِيَدَيْهِ
قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِىْ
وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًامِّنْ نَّارٍوَّهَوْلاً
وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْدَنَا مِنِّىْ
لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا
قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَانَدْرِىْ
فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَوْشَىْءٌ
بَلَغَهٗ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ
رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى
اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى
اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى
اَوْاَمَرَبِالتَّقْوٰى اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ
وَتَوَلّٰى (يَعْنِىْ اَبَاجَهْلٍ) اَلَمْ يَعْلَمْ

مصطفیٰ (ﷺ) تمہارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں؟ کہا گیا ہاں! اس نے کہا لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو میں (العیاذ باللہ) ان کی گردن کو روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملاؤں گا پھر جس وقت رسول اللہ (ﷺ) نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ (ﷺ) کے پاس گیا اور آپ (ﷺ) کی گردن روندنے کا ارادہ کیا۔ وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک پچھلے پاؤں لوٹا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز سے بچ رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی اور ہول اور بازو تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ لیتے۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے یا کسی طریقہ سے انہیں معلوم ہوا (ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ انسان بلاشبہ ضرور سرکشی کرتا ہے کیونکہ اس

Marfat.com

بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی کَلَّالَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ کَلَّا تُطِعْہُ زَادَ عُبَیْدُاللّٰہِ فِیْ حَدِیْثِہٖ قَالَ وَاَمَرَہٗ بِمَا اَمَرَہٗ بِہٖ وَزَادَابْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ یَعْنِیْ قَوْمَہٗ

(مسلم ۷ کتاب صفات المنافقین: ۶۹۳۷)

نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے، بے شک آپ (ﷺ) کے ربّ کے طرف ہی لوٹنا ہے، کیا آپ (ﷺ) نے اس کو دیکھا ہے جو ہمارے بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، آپ (ﷺ) بتایئے کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ کا حکم دیتا (تو بہتر نہ تھا۔) آپ (ﷺ) بتایئے کہ اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچے گا کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ سب کو دیکھ رہا ہے؟ یقیناً اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی اور گناہ گار ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ مجلس میں اپنے مددگاروں کو پکارے، ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہرگز نہیں! آپ (ﷺ) اس کی اطاعت نہ کریں۔

آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو راضی کردے گا: محبوب سے محبت کی انتہا یہ ہے کہ محبّ محبوب کے قول، فعل تقریر پر اپنی رضا نچھاور کردے۔ یہ مقام بھی پروردگار عالم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردیا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو اہل اسلام کیلئے قانون کا درجہ عطا کردیا اور آپ ﷺ کو اپنی رضا کے اس مرتبہ پر فائز کیا ہے جو کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے محبت بھرے لہجے میں فرمایا:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ○

(پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ: ۱-۵/۹۳)

اور عنقریب آپ (ﷺ) کو آپ (ﷺ) کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ (ﷺ) راضی ہوجائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور میں امت کے گناہگاروں کا غم بھی تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الٰہی کے سوا تو کبھی کوئی بات نہیں کرتے اور اذن الٰہی سے متجاوز نہیں ہوتے۔ اس لئے قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے عاصیوں کا غم رکھا تا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کی غمخواری فرمائیں اور دعا فرمائیں تو میں انہیں بخشش دوں تا کہ جب بندوں کی بخشش و شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہو تو وہ آپ ﷺ کی تعظیم و محبت کا تہہ دل سے اقرار کریں اور روز محشر تمام مخلوقات میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم بلندیوں پر لہرائے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے کتنی محبت ہے اور انہیں بارگاہ خداوندی میں کس قدر وجاہت حاصل ہے اور جو امت میں سے سچے محبین ہیں وہ قیامت کے روز اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی یہ سب کرم نوازیاں دیکھ کر عش عش کر اٹھیں اور پچاس ہزار سال کا دن محبوب کی رفعتوں کو ملاحظہ کر کے چند ساعات کی طرح گزر جائے۔ ایک دن آپ ﷺ اپنی امت کے متعلق بہت مغموم تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ کو یہ مژدہ سنایا کہ ہم آپ ﷺ کی امت کے معاملے میں آپ ﷺ کو راضی کر دیں گے۔ اس کے متعلق مسلم شریف کی روایت یہ ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمِرو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَلاَقَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ اِبْرَاهِیْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اٰلَایَةَ وَقَالَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اے رب

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ وَبَكٰى فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍوَّرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَايُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَالَهُ فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَاَعْلَمُ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَاجِبْرَيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍفَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ ۔

میرے! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کردیا ہے جو شخص میرا پیروکار ہوگا وہ میرے راستہ پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو اس کو بخشنے والا مہربان ہے اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے پھر حضور ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے

(مسلم ج ا کتاب الایمان ح ۴۰۷)

جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کو خبر دی حالانکہ اللہ تعالیٰ خود جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل سے کہا اے جبرائیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ ﷺ کی امت کی بخشش کے معاملہ میں ہم آپ ﷺ کو راضی کردیں گے اور آپ ﷺ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

(یہ حدیث متعدد وجوہ سے مقام مصطفیٰ کی عظمتوں پر دلالت کرتی ہے اور اس کے

Marfat.com

علاوہ دیگر فوائد پر بھی مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعتِ محبوبیت عطا فرمانا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے ارفع مقامِ محبوبیت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو تمام انبیاء مرسلین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیا گیا۔ گزشتہ انبیاء میں سے کسی کو اللہ نے جدالانبیاء کے لقب سے نوازا اور کسی کو اپنا خلیل بنایا اور جو اس کے نام پر ذبح ہونے کیلئے راضی ہوا اسے ذبیح اللہ کا لقب ملا اور جس سے براہ راست کلام فرمایا وہ کلیم اللہ کے لقب سے سرفراز کیا گیا اور جسے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اسے روح اللہ کا لقب عطا کیا مگر جو خلعت و سرفرازی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی وہ محبوبیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتا ہے اس لئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی قسم کھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ محبوبانہ کا قرآن میں ذکر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارک کو تا قیامت تمام انسانوں کیلئے ہدایت کاملہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت سے لوگوں کو اپنا محبوب بنانے کا وعدہ فرمایا اور صرف انہی عبادات و طاعت سے اپنی ولایت کو مخصوص فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ادا کی جائیں جبکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض و عناد کی روش کو اختیار کیا اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ تحویل قبلہ اور عبادات و طاعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو شرف قبولیت عطا فرمایا پس محبوب وہ ہے جس کے اسوہ سے اللہ محبت کرے اور اس کے اسوہ کو اپنی محبت کا دستور اٹل مقرر کر دے جبکہ خلیل وہ ہے جو ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر تن من دھن قربان کر کے لذت آشنائی سے لطف اندوز ہو اور اسے اپنے رب کی ربوبیت و معبودیت کی راہ میں کوئی چیز اچھی نہ لگے وہ سراپا محبت و بندگی بن جائے اور اس کے تعلقِ بندگی میں کسی کو کوئی خبر و دخل نہ ہو اور اس کا قلب ہر وقت اپنے رب کی بارگاہ میں مقامِ حضور پر فائز ہو۔ اگر یہ

Marfat.com

معنی خلیل کے کئے جائیں تو یہ مقام خلعت بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے رب جل شانہٗ کے ساتھ مقام دوستی میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب بھی ہیں اور خلیل بھی۔

فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنے مقامِ محبوبیت کا ذکر بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس کے متعلق روایات یہ ہیں:

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً وَّ مُوْسٰی نَجِیًّا وَّاتَّخَذَنِیْ حَبِیْبًا ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ وَ نَجِیِّیْ

(بیہقی مواہب وزرقانی جلد۵ صفحہ ۲۷۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسیٰ کو نجی (رہانی پانے والا۔ رازدار) بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل ونجی پر ترجیح دوں گا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلاَ وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ۔

خبردار (میرے غلاموسن لو) میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۳-۵۱۴ باب فضائل سیدالمرسلین)

صحابہ کی محفل میں اعلان محبوبیت: ایک روز صحابہ کرام انبیاء کرام کے ذکر میں محفل جمائے بیٹھے تھے اور گزشتہ جلیل القدر انبیاء کے القابات اور اعزازات کا ذکر خیر ہو رہا تھا کہ اسی دوران مقصودِ کائنات حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبوبیت کے اعلیٰ منصب کا ذکرِ خیر فرمایا۔

Marfat.com

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً وَّقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَ مُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذَالِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَ هُوَ كَذَالِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذَالِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهُ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، یہاں تک کہ کچھ نزدیک پہنچے تو انہیں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل ٹھہرایا دوسرے نے کہا کہ حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اسکی طرف کی روح ہیں چوتھے نے کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے چنا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے۔ اور تعجب کرنا کہ حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت موسیٰ سے مناجات کی باتیں کیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا تھا اور وہ ایسے ہی ہیں لیکن آگاہ رہو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا

Marfat.com

الْجَنَّةَ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَافَخْرَوَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ ۔

(ترمذی، دارمی۔ مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ۵۵۱۳)

اور قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانے والا میں ہوں جس کے نیچے حضرت آدم اور ان کے سوا سارے انبیاء ہوں گے اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور قیامت کے روز سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور سب سے پہلا میں ہوں جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل کردے گا اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اگلے پچھلے لوگوں سے عزت والا ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

عَنْ عَمْرِوبْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنِّي قَائِلٌ قَوْلاً غَيْرُ فَخْرٍ اِبْرَهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَ مُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِّنْ ثَلٰثٍ لَّايَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلاَ يَسْتَاصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلاَ يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَلَةٍ

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سب سے آخری ہیں اور قیامت میں سب سے سبقت لے جانے والے ہیں اور میں یہ بات بغیر کسی فخر کے کہتا ہوں کہ ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ صفی اللہ ہیں لیکن میں حبیب اللہ ہوں اور قیامت کے روز لواء الحمد میرے ساتھ ہوگا اور میری امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا لیا ہے اور تین آفتوں سے انہیں و بچا دیا ہے اور انہیں قحط

(دارمی مشکوٰۃ، سوم کتاب الفتن ح ۵۵۱۴) — سے نہ مارے، دشمن ان کی جڑ نہ کاٹ ڈالے انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے۔

علامہ ابن اثیر کے مطابق خلیل و حبیب میں فرق: علامہ ابن اثیر متوفی ۲۰۲ ہجری خلیل اور حبیب میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْخِلَّةُ بِالضَّمِ الصَّدَاقَةِ وَالْمُحَبَّةِ الَّتِیْ تَخَلَّلَتِ الْقَلْبُ فَصَارَتْ خِلَالِہٖ اَیْ فِیْ بَاطِنِہٖ وَالْخَلِیْلُ الصَّدِیْقُ فَخِیْلَ بِمَعْنِیْ فَاعِلٍ وَقَدْ یَکُوْنُ بِمَعْنِیْ مَفْعُوْلٍ وَّاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِاَنَّ خِلَّتَہٗ کَانُسِ مَقْصُوْرِہٖ عَلٰی حُبِّ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَیْسَ فِیْھَا لِغَیْرِہٖ مُتَّسِعٌ وَّلَا شِرْکَۃَ مِنْ مَّحَابِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَّحَلَّ شَرِیْفَۃَ لَا یَنَالُھَا اَحَدٌ بِکَسَبٍ وَاِجْتِھَادٍ فَاَنَّ الطِّبَاعَ غَالِبَۃٌ وَّاِنَّمَا یَخُصُّ اللّٰہَ بِھَا مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِہٖ مِثْلَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامٌ عَلَیْہِ وَمَنْ جَعَلَ الْخَلِیْلَ مُشْتَقًّا مِّنَ الْخِلَّۃِ وَھِیَ الْحَاجَۃُ وَالْفَقْرُ اَرَادَ اَنْ اَبْرَأَ مِنَ الْاِعْتِمَادِ وَالْاِفْتِقَارِ اِلٰی اَحَدٍ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی

خلت کا معنی گہری دوستی اور سچی محبت ہے۔ ایسی محبت جو دل میں سرایت کر جاتی ہے حتیٰ کہ محبّ کا وصف باطن بن جاتی ہے۔ خلیل گہرے اور سچے دوست کو کہتے ہیں۔ یہ محبّ اور محبوب دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ اس حدیث کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی ذات میں مضمر تھی۔ اس محبت میں کسی اور کی گنجائش تھی نہ اس میں دنیا اور آخرت کی پسندیدہ چیزوں میں سے کسی کی شرکت تھی۔ یہ ایک عظیم وہبی کیفیت ہے جس کے حصول میں ارادہ اور کوشش کا دخل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس نعمت سے نوازتا ہے جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سرفرازی عطا کی بعض لوگوں نے کہا کہ خلیل خلت بمعنی احتیاج سے ماخوذ ہے۔ اس صورت میں حدیث کا

Marfat.com

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَبْرَأُ اِلٰی کُلِّ خِلٍّ مِّنْ خِلَّتِهٖ فَتَحَ الْحَاءَ وَبِکَسْرِهَا وَهُمَا بِمَعْنِی الْخِلَّةِ وَالْخَلِیْلُ وَمِنْهُ الْحَدِیْثُ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لَّاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ ۔ (نہایہ ج ۲ ص ۷۲ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعلیان ایران ۱۳۶۴ ہجری)

معنی ہے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر اعتماد کرنے اور اس کی طرف محتاج ہونے سے بری ہوں یعنی صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں اور اسی کا محتاج ہوں۔ اس معنی میں یہ حدیث ہے۔ ''اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔''

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیل کا ان دونوں معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود خلیل ہیں۔ اس اعتبار سے خلیل کا معنی سچی اور گہری محبت کرنے والا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْرَأُ اِلٰی کُلِّ خَلِیْلٍ مِنْ خُلَّةٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلاً وَاِنَّ صَاحِبُکُمْ لَخَلِیْلُ اللّٰهِ (ترمذی جلد ۲ ابواب المناقب ۱۵۸۹)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر خلیل کی دوستی سے آزاد ہوں اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل (دوست) بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے کو بناتا اور تمہارا ساتھی تو اللہ کا دوست ہے۔

علامہ علی قاری مکی کے مطابق خلیل وحبیب کا مفہوم:

وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ اَیْ مُحِبُّهٗ وَمَحْبُوْبُهٗ قَوْلُهٗ وَلَا فَخْرَ قَالَ الْحَبِیْبِیْ قَرَاَ وَلَا مَا ذَکَرَ مِنْ فَضَائِلِهِمْ بِقَوْلِهٖ وَهُوَ کَذٰلِكَ ثُمَّ نَبَّهَ عَلٰی اَنَّهٗ فَضَّلَهُمْ وَاَکْمَلَهُمْ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا میں اللہ کا حبیب ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا محب اور اس کا محبوب ہوں۔ امام حبیبی نے فرمایا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وھو کذالك وہ ایسے ہی

وَجَامِعٌ لِّمَا كَانَ مُتَفَرِّقًا فِيْهِمْ فِى الْحَبِيْبُ خَلِيْلُ وَ كَلِيْمُ وَمُشَرِّفُ وَاعْلَمْ اَنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ الْخَلِيْلِ وَالْحَبِيْبِ اِنَّ الْخَلِيْلَ مِنَ الْخُلَّةِ اَىْ الْحَاجَةُ فَاِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اِفْتِقَارُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِتَّخَذَهُ خَلِيْلاً وَّالْحَبِيْبُ فَعِيْلٌ بِمَعْنِى الْفَاعِلِ مَفْعُوْلِ فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِبٌّ وَمَحْبُوْبٌ وَّالْخَلِيْلُ مُحِبٌّ لَّا لِغَرْضِ وَحَاصِلِهِ اَنَّ الْخَلِيْلَ فِىْ مَنْزِلَةِ الْمُرِيْدِالسَّالِكِ الطَّالِبِ وَالْحَبِيْبُ فِىْ مَنْزِلَةِ الْمُرَادِ الْمُجْذُوْبِ الْمَطْلُوْبِ اللّٰهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُنِيْبُ ○ وَلِذَا قِيْلَ الْخَلِيْلُ يَكُوْنُ فِعْلُهُ بِرَضَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْحَبِيْبُ سَيَكُوْنَ فَعَلَ اللّٰهُ بِرِضَا ○ قَالَ تَعَالٰى فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ وَقِيْلَ الْخَلِيْلَ مَغْفِرَتُهُ فِىْ

ہیں۔ فرمایا کر انبیاء سابقین کے مذکورہ فضائل کی تصدیق فرمائی پھر الا وانا حبیب اللہ فرما کر اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ میں ان سے افضل و اکمل ہوں اور ان کے متفرق کمالات کا جامع ہوں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کیونکہ جو حبیب ہوتا ہے وہ خلیل اور کلیم اور شرف و بزرگی والا بھی ہوتا ہے اور یقین کر کہ بے شک خلیل اور حبیب کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلیل خلۃ (بمعنی حاجت) سے بنا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج تھی۔ اسی وجہ سے اللہ نے ان کو خلیل بنایا۔ اور حبیب فعیل کے وزن پر اسم فاعل واسم مفعول کے معنی میں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبّ بھی ہیں اور محبوب خدا بھی۔ اور خلیل اپنی حاجت وضرورت کی وجہ سے اپنے محبوب کا محبّ ہوتا ہے اور حبیب بلاغرض و بلاطمع محبّ کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ خلیل بمنزلہ ومرید سالک اور طالب کے ہے اور

Marfat.com

حَدِّالطَّمِعِ كَمَا قَالَ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَلِیْ وَالْحَبِيْبُ مَغْفِرَتُهٗ فِیْ مَرْتَبِهٖ لِيَقِيْنٍ كَمَا قَالَ تَعَالٰی لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ وَالْخَلِيْلُ قَالَ وَلَا تُخْزِنِیْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ وَالْحَبِيْبُ قَالَ تَعَالٰی فِیْ حَقِّهٖ يَوْمَ لَا يُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَالْخَلِيْلُ قَالَ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِيْنَ وَقَالَ لِلْحَبِيْبِ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" وَالْخَلِيْلُ قَالَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ نَعِيْمٍ" وَالْحَبِيْبُ قَالَ لَهٗ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" وَالْاَظْهَرَ فِی الْاِسْتِدْلَالِ عَلٰی اَنَّ مَرْتَبَةَ مَحْبُوْبِيَّتِهٖ فِیْ دَرَجَةِ الْكَمَالِ قَوْلُ ذِی الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

حبیب بمنزلہ مراد مجذوب اور مطلوب کے ہے۔ اللہ اپنے قرب کیلئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے۔ اسے جو رجوع لائے (شوریٰ ۱۳) اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام رضا خداوندی کے مطابق ہوتا ہے اور حبیب وہ ہے کہ اللہ کا کام اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔" (بقرہ ۱۴۴) اور فرمایا ہے "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔ (صفحہ ۵)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیل کی مغفرت (انبیاء کرام کی مغفرت سے یہ مراد نہیں کہ ان کے گناہ ہوئے ہیں تو ان کی بخشش ہوتی ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں۔ یہاں غفران و مغفرت سے مراد (۱) فنافی اللہ (۲) یا ترک اولیٰ کی مغفرت (۳) یا امت کی مغفرت وغیرہ ہے۔ حد طمع میں ہے جس طرح حضرت ابراہیم نے کہا اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں (ترک اولیٰ یا متشابہات سے ہے کماقال الامام النابلسی فی

Marfat.com

مثلہ قیامت کے دن بخشے گا۔ (شعراء۸۲) اور حبیب کی مغفرت مرتبہ یقین میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (فتح ۲) اور خلیل نے کہا اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔ (شعراء ۸۷) اور حبیب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور اَن کے ساتھ ایمان والوں کو (تحریم ۸) اور خلیل نے عرض کی اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں (شعراء ۸۴) اور حبیب کیلئے فرمایا ہے ''اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔'' (الانشراح ۴) خلیل نے عرض کی اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔ (شعراء ۸۵) اور حبیب کے متعلق یوں فرمایا ہے اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا رتبہ کمال درجہ میں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول روشن دلیل ہے۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (آل عمران ۳۱) (مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۵ صفحہ ۳۲۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی وضاحت: حضرت شیخ عبدالحق محدیث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء عارفین نے حبیب اور خلیل کے فرق میں بہترین بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف محتاج و مفتقر تھے تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا ہے اور حبیب فعیل کے وزن پہ ہے۔ فاعل یا مفعول کے معنی میں تو حضور علیہ السلام بے وساطت غرض محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی اور فرمایا کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام خدا کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ خدا کا کام جس کی رضا کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور خلیل کبھی محبوب کی ملاقات کی طرف جلدی نہیں کرتا۔ جیسا کہ آیا ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا خدا سے پوچھو کہ کیا حکم ہے۔ جلدی آنا ہے یا کچھ دیر سے۔ اور حضورت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَخْتَرْتُ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اور دعا میں عرض کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ النَّظْرَ اِلٰی جَلَالِ وَجْھِكَ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ اور خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ اور حبیب کی مغفرت حد یقین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِیَغْفِرَلَكَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ اور خلیل نے عرض کیا: وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ اور حبیب سے فرمایا: یَوْمَ لَایُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ شیخ فرماتے ہیں بلکہ اس پر زائد یوں فرمایا: وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ خلیل نے فرمایا: اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ اور حبیب سے فرمایا: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَھَدٰی ۔ خلیل نے عرض کیا: اِجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور حبیب سے فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ خلیل نے عرض کیا وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ اور حبیب سے فرمایا: اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۔ خلیل نے عرض کیا: وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور حبیب سے فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَكُمْ تَطْھِیْرًا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱)

(۱۲) **اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا مشتاق ہے:** جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ قریش کے ایک آدمی نے ان کے والد محترم علی بن حسین کے پاس آ کر کہا کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں۔ آپ نے کہا کیوں نہیں۔ ہمیں ابوالقاسم کی حدیث سنایئے۔ کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت دکھانے اور پوچھنے کیلئے بھیجا ہے۔ حالانکہ وہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہے۔ فرماتا ہے کہ حال کیا ہے؟ فرمایا کہ اے جبرائیل! میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرائیل! میں اپنے آپ کو تکلیف میں پاتا ہوں۔ پھر دوسرے روز حاضر بارگاہ میں ہوکر یہی عرض کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا جو پہلے روز دیا تھا۔ پھر تیسرے روز حاضر بارگاہ ہوکر یہی عرض کیا جو پہلے روز کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب سابق جواب دیا پھر ایک اور فرشتہ آیا جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے اور وہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے اور ہر فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اور اس بارے میں پوچھا۔

ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰى اٰدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَاْذِنُ عَلٰى اٰدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِىْ اِلَيْكَ فَاِنْ اَمَرْتَنِىْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَكَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِىْ اَنْ اَتْرُكَهٗ تَرَكْتُهٗ فَقَالَ وَتَفْعَلُ يَامَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِيْعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِاشْتَاقَ اِلٰى

پھر حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ ملک الموت ہیں۔ آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ نہ انہوں نے آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت طلب کی اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے۔ انہیں اجازت دے دیجئے۔ پس آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر عرض گزار ہوئے یا محمد ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا ہے، اگر آپ ﷺ اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو قبض کرلوں گا اور اگر چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو

Marfat.com

لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَلَكِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِا للّٰهِ فَاثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ (بیہقی)

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح: ۵۷۱۸)

چھوڑ دوں گا۔ فرمایا کہ اے ملک الموت! تم ایسا کرو گے؟ عرض گزار ہوئے۔ ہاں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور حکم فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا حکم مانوں۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عرض گزار ہوئے۔ یا محمد ﷺ ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا، کرو جو تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ پس انہوں نے روح قبض کرلی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا تو کاشانۂ اقدس کے ایک گوشے سے آواز سنی گئی۔ اے گھر والو! تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ اللہ کیلئے ہر مصیبت میں صبر کرنا ہے اور فوت ہونے والے کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والی چیز کا بدلہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسی سے امید رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام''۔

Marfat.com

باب نمبر۳

قرآن کی روشنی میں

فرضیت محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اہل ایمان پر فرض فرما دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تمام فرائض اسلام سے پہلا فریضہ ہے۔ اس محبت کے بغیر کسی اہل اسلام کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو تمام خونی و غیر خونی رشتوں ناطوں اور مادی اشیاء سے فوقیت دی ہے۔ یعنی دنیا و مافیہا کی ہر چیز اہل ایمان کے سامنے ہیچ ہو جبکہ اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کے اندر دنیا کی آٹھ چیزوں کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کا حکم اس طرح دیا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ	اے محبوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیں اگر
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور
وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا	تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا	تمہارے خاندان کے لوگ اور تمہارا کمایا
وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ	ہوا مال اور تمہاری تجارت جس میں نقصان
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ	کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ
فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ	مکانات اگر یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے

Marfat.com

وَاللّٰهُ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ (ف ا توبہ ۹/۲۴)

رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے تمہیں پیاری لگتی ہوں تو پھر اس وقت کا انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ جائے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یعنی اگر تمہیں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، خاندان، تجارت، مکانات اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارے ہیں تو پھر اللہ کے امر یعنی عذاب و آزمائش کا انتظار کرو اور جو ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان نہ کرے گا وہ اہل ہدایت میں سے نہیں ہوگا بلکہ فاسقوں میں سے ہوگا۔

جان سے زیادہ محبت کرنے کا حکم: دنیا میں ہر آدمی افراتفری کے اس عالم میں صرف اپنی جان کو ہی فوقیت دیتا ہے جب ہر طرف موت کے خطرات منڈلا رہے ہوں وہ ایسے حالات میں پہلے اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور پھر کسی اور کے متعلق سوچتا ہے۔ اس لئے کہ جان ہر ایک کو تمام چیزوں سے اچھی لگتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ایسے حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو ترجیح دیں ورنہ ان کے ایمان کامل نہ ہوں گے۔

مَاكَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَايَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (پ۱۱-توبہ: ۹/۱۲۰)

اہل مدینہ اور اس کے آس پاس رہنے والے دیہاتیوں کیلئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ ترجیح دی۔

یہ آیت کریم غزوہ تبوک میں نہ شامل ہونے والوں کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو شدید گرمی اور طویل سفر سے واسطہ پڑا تھا لہٰذا پیچھے رہنے والوں کو اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ وہ دنیاوی مصائب کو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی راہ میں نہ آنے دیں ور جب کبھی جان کی قربانی کا موقع آئے تو مشکلات سے نبرآزما ہوتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیں جو ان کیلئے بہت بہتر

ہوگا۔ پھر اس آیت میں تا قیامت آنے والے اہل ایمان کیلئے بھی واضح حکم ہے کہ وہ اپنی جان سے زیادہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کو فوقیت دیں۔ اس آیت کے بعد والے حصے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی خوشخبری دی ہے کہ اللہ کی راہ میں جو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکلیف پہنچے گی اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بھی صلہ دے گا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نچھاور کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تکالیف پر صبر کرنا عظیم صالح عمل ہے۔

محبت میں اپنی جانیں قربان کرنے کا عملی مظاہرہ: جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت اپنے لوں لوں میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بسا چکے تھے۔ اس لئے وہ اس انتظار میں رہتے تھے کہ جونہی انہیں اللہ کے حبیب کی اطاعت و محبت میں جان قربان کرنے کا موقع ملے تو وہ اس سے استفادہ کر کے ابدی عظمتوں کو حاصل کر لیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝

(پ۵-نساء۴/۶۶)

اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھروں سے باہر نکل جاؤ تو ان میں سے بہت ہی کم لوگ اس پر عمل کرتے اور اگر بے شک وہ اس حکم پر عمل کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے تو یہ ان کیلئے بہتر ہے اور زیادہ ثابت قدمی کا ذریعہ بنتا۔

اگرچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی جانوں کا نذرانہ خود اپنے ہاتھوں سے پیش کرنے کا حکم نافذ نہ کیا صرف اظہار فرمایا کہ اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو تو اس پر کم لوگ ہی عمل کرتے مگر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو عرض کیا حضور ﷺ! اگر حکم ہو تو صدیق اس پر عمل کر کے جان کا نذرانہ پیش کرے جبکہ دیگر محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سراپا تسلیم و رضا بن کر یہ الفاظ کہے (لَوْ فَعَلَ رَبُّنَا لَفَعَلْنَا) اگر ہمارا رب ہمیں جانیں قربان

کرنے کا حکم دے گا تو ہم جانیں قربان کر دیں گے۔

محبت ہو تو ایسی ہو: اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وہ لوگ کرتے ہیں جو ہر اس رکاوٹ کو پامال کر دیتے ہیں جو ان کی محبت کی راہ میں حائل ہو۔ وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حائل ہونے والے والدین، بیٹے، بھائی و خاندان کو چھوڑ چھاڑ کر خالص ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے بلکہ وہ حقیقی معنوں میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی اہل عشق کے عشق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط (پ ۲۸ مجادلہ: ۲۲/۵۸)

اے محبوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے لوگ نہ پائیں گے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہوں پھر وہ ایسے لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالفین ہیں چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان کے لوگ ہوں۔

اسی آیت کریمہ کے اگلے حصے میں اس بات کی تصریح فرمائی اے لوگو! ذرا میری اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں میرے مخالف والدین، بیٹوں، بھائیوں اور اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر تو دیکھو پھر میں تمہیں یہ انعام دوں گا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ ۲۸ مجادلہ: ۲۲/۵۸)

یہی وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان پختہ کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے۔

یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ایسا پختہ فرما دے گا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا اور ہر موقع پر اللہ اپنی طرف سے روح کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا تمہیں کبھی تنہائی و

Marfat.com

بے سروسامانی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ اخروی و دائمی زندگی میں پرسکون باغات میں جگہ دے گا۔

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط (پ ۲۸ مجادلہ: ۲۲/۵۸)

اور انہیں باغوں میں داخل کرلے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں وہ اس میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے

اس کے بعد ان پر مزید اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا کی خلعت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور ان پر کبھی ناراض نہ ہوگا اور انہیں اللہ اپنے لشکر میں شامل فرمالے گا جس میں سے انہیں کوئی نکال نہ سکے گا اور انہیں دنیا و آخرت میں فلاح عطا کرے گا۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ ۲۸-مجادلہ: ۲۲/۵۸)

اللہ ان پر راضی ہے اور وہ اللہ پر راضی یہی لوگ اللہ کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بے شک اللہ کا گروہ ہی فلاح پائے گا۔

ترغیب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ترغیب بڑے احسن انداز میں دی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے رؤف ہیں رحیم ہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ وہ تمہارے صاحب بھی ہیں وہ تمہارے دوست بھی ہیں۔ ان کی تمہارے ساتھ ان وابستگیوں کا لحاظ یہی ہوسکتا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرو۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ○

بے شک تمہارے دوست اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے

Marfat.com

(پ۴-مائدہ:۵/۵۵) ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی و محبت سب سے بڑا عمل ہے۔ یہ دوستی تمہیں دنیا میں ان کی اطاعت پر کمر بستہ کردے گی اور تم اعمال صالحہ نماز و زکوٰۃ وغیرہ کی توفیق سے نواز دیئے جاؤ گے اور حقیقی طور پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے خیر خواہ ہیں تو اس خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ تم بھی ان سے محبت کرو اور اس محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء کرام کو بھی اپنا دوست سمجھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مومنوں پر حق ان کی جانوں سے زیادہ ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرما دی ہے کہ اے ایمان والو! میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تمہاری جانوں سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا اس حق کو اچھی طرح پہنچان لو اور اپنے روح و وجدان میں اچھی طرح بسا لو اور سن لو۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

(پ۲۱-احزاب:۳۳/۶)

نبی معظم ایمان والوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور نبی معظم کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اے اہل ایمان! یہ جو دنیا میں نعمتِ ایمان میسر ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہوا ہے۔ وہ سب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری سے عطا ہوا ہے۔ یہ وہ احسانات عظیمہ ہیں جو میں نے تم پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کئے ہیں۔ ان احسانات کا تقاضا ہے کہ تم اپنی جانوں سے بھی زیادہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو اپنی مائیں سمجھو۔ اس حقیقت کا اظہار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان الفاظ میں کیا ہے:

Marfat.com

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ

(ابوداؤد جلد۲ کتاب الخراج ۱۱۸۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہیں ''میں مسلمانوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں لہٰذا جو مال چھوڑے تو وہ اس کے گھر والوں کیلئے ہے اور جو قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے تو بچوں کی ذمہ داری مجھ پر اور (وہ قرض) مجھ پر ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جان سے زیادہ محبت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق تھے۔ جوں جوں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے گئے ان کے رگ و پے میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوگئی اور جب انہی اپنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ صادق سے پتہ چلا ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب میں اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردوں تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً جان نثار کرنے کا فیصلہ کرلیا اور ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے تاقیامت آنے والے محبین کو ایثار نفسی کا عملی درس دے دیا۔ محبّ ومحبوب کے درمیان ہونے والا یہ خوبصورت مکالمہ کتب حدیث میں یوں درج ہے۔

عَنْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّامَعَ النَّبِّى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَهٗ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّامِنْ نَفْسِىْ .

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ ۔ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ فَاِنَّہٗ الْاٰنَ وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاٰنَ یَاعُمَرُ ۔

(بخاری جلد۳ کتاب الایمان والنذر حدیث ۱۵۴۱)

گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے اپنی جان کے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات نہیں بنے گی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب تک میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ خدا کی قسم، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی پیارے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر بات اب بنی ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو ایک اور اپنے ارشاد میں اپنی جان سے زیادہ محبت کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ

(مسند احمد، کنز العمال ج ۱ ص ۳۴)

تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا چراغ زندگی گل بھی ہو جائے تو کوئی ڈر نہیں ہے مگر دل سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ کبھی نہیں بجھنا چاہئے۔ اس لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ ہما او دیں است
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

Marfat.com

فرضیت محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بزبانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اپنی محبت کو اہل ایمان کیلئے لازم وفرض قرار دیا ہے اور مختلف مقامات پر اپنی محبت کا درست مفہوم سمجھا دیا ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے عظیم سرمائے سے محروم نہ رہے۔ وہ اس دنیا میں اخلاص و ایمان کی کسوٹی پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کرے اور عقل وشعور اور قلبِ سلیم سے محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درست آداب کو سیکھ لے تا کہ قدم قدم پر ان آداب و تعظیم کا خیال رکھ کر اپنے ایمان کو محفوظ کر لے اور شیاطین کے بہکاوے میں آ کر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے بچ جائے۔ لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبانِ حق ترجمان سے اپنے ماننے والوں کو والدین، اولاد اور دیگر چیزوں سے زیادہ اپنی محبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے والدین، اولاد اور دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث:۱۴)

عَنْ اَنَسٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب کہ وہ مجھ سے اپنی اولاد اور

(نسائی جلد سوم کتاب الایمان ص ۳۷۵) ماں باپ سے بھی زیادہ محبت نہ رکھے۔

یعنی جب کسی مومن کے ایمان کا یہ مقام ہوجائے گا کہ اس کے دل میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت دنیا کے تمام رشتوں سے زیادہ ہوجائے گی تو اس کا دل ہر وقت حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹمٹماتا رہے گا اور سوزِ عشق اس کے قلب سے تمام دیگر محبتیں جلا کر اسے پروانہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا دے گا تو پھر ایسے شخص کو کوئی سفلی طاقت نقصان نہ پہنچا سکے گی اور نہ موت ہی اس کیلئے ضرر رساں ہوگی بلکہ اس کیلئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مستقل چراغ بن جائے گا۔

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

لذت ایمان کا حصول: وہ ذائقہ جو بندے کو دیگر لذائذ دنیا سے بیگانہ کردے اور اسے ایسی چاشنی کا خوگر کردے کہ دنیا کی کوئی چیز اسے پسند نہ آئے۔ دنیا کی تنہائیاں اور مصائب زمانہ اس کے ذوقِ ایمان کو کم نہ کرسکیں وہ ذائقہ ایمان کا ذائقہ ہے اور ایمان کی مٹھاس کا آدمی جب رسیا ہوجاتا ہے تو دہکتے کوئلے بلال وصہیب رومی کی لذتِ ایمان میں ذرا کمی نہ کرپائے بلکہ تپتی ریت اور دہکتے کوئلے ان کی محبت سے ٹھنڈے ہوجاتے ہیں اور جو انہیں اس حالت میں سوز دروں حاصل ہوتا ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے اس کی خوب ترجمانی کی ہے۔

یار کرے جد اپنا تینوں چھٹسن ہور اشنایاں
ماں پیو سجن یاد نہ رہسن حرص نہ بھیناں بھائیاں

وہ لذت ایمان کب حاصل ہوتی ہے جب کوئی ہر چیز سے زیادہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے مقام کو پالے۔ اس لئے میرے آقا مولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے:

Marfat.com

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَبِهِنَّ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَا هُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَفِى الْكُفْرِ بَعْدَاِذْاَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَايَكْرَهُ اِنْ يُقْذَفَ فِى النَّارِ

(بخاری کتاب الایمان جلد دوم ح ۱۵، ترمذی ج ۲ ابواب الایمان ح: ۵۲۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں اس نے ایمان کا مزہ حاصل کرلیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو کسی سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے محبت کی جائے اور کفر میں دوبارہ لوٹنا ناپسند ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے نجات دی جیسا کہ اسے آگ میں پھینکا جانا پسند نہیں ہے۔

یعنی محبت کا یہ مقام حاصل تو ہوجائے مگر اس سے ہٹانے والا کفر ناپسند ہو بلکہ اسے آگ میں جل جانا تو اچھا لگے مگر راہ عشق سے پیچھے ہٹنا گوارا نہ ہو۔

اپنے خاندان و نسل سے زیادہ محبت ہو: ہر فرد اپنے خاندان اور اپنی اولاد کے جھرمٹ میں دل کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔ وہ جب اپنے اہل وعیال کی جنت میں پہنچتا ہے تو اسے عجیب قسم کی راحت ملتی ہے مگر یہ تمام راحتیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فدا ہوجانی چاہئیں اور جب یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آڑے آئیں تو سچا عاشق انہیں جوتے کی ٹھوکر سے پاش پاش کر دے کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَاَھْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَعِتْرَتِی اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ عِتْرَتِہٖ وَذُرِّیَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذُرِّیَتِہٖ

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان)

تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہو اور جب تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور جب تک میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور جب تک میری نسل اسے اپنی نسل سے زیادہ پیاری نہ ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی محبت کا اظہار اپنے اشعار میں یوں فرماتے ہیں:

وَاللّٰہِ یَاخَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ قَلْبًا مَشُوْقًا لَایَرُوْمُ سِوَاکَ

اللہ کی قسم اے بہترین خلائق میرا دل صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لبریز ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا طالب نہیں

بِکَ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَاسَیِّدِیْ وَحُشَاشَۃٌ مَحْشُوَّۃٌ بِھَوٰاکَ

میرے سرکار! میرا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی شیدا ہے اور میرے اندر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

یعنی امام اعظم بارگاہ رسالت میں عرض کر رہے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر چیز سے زیادہ سما چکی ہے اور میرا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں شیدائی ہو چکا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی چیز سے قرار نہیں پکڑتا۔ یہی وہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا معیار ہے جسے ہر محبّ صادق کو اپنا لینا چاہئے۔

<u>اپنی اولاد کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ:</u> محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک

ایسا انمول جذبہ اور خزانہ ہے کہ اس کی قدر و قیمت کا اندازہ آخرت میں ہی صحیح معنوں میں ہوگا۔ اس لئے احادیث میں مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے وہ اپنی اولاد کے قلوب کو محبت رسول سے لبریز کردیں پھول کی پتیوں سے نرم دلوں میں بڑے پرجاذب انداز میں فروغِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کریں ان کے سامنے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تعظیم و ادب کے انداز میں کریں تاکہ وہ آداب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس ہوجائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثَ خِصَالٍ خُبَّ نَبِیِّکُمْ وَحُبَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ

اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔ ۱- اپنے نبی کی محبت۔ ۲- اہل بیت نبی کی محبت ۳- تلاوت قرآن (جامع صغیر ص ۱۶)

زبان سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول محبت پر عشاق کی خوشی: جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی قلبی حالت یہ تھی کہ وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے جس کا ثبوت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(ترمذی جلد ۲ ابواب شمائل ترمذی ص ۸۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا۔

وہ تو غزوات میں اپنی جانوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر نثار کر رہے تھے مگر ایک غم انہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا کہ دنیا میں ہم کسی رکاوٹ کے بغیر جلوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دلوں کو سکون پہنچا لیتے ہیں لیکن آخرت میں حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم جلیل القدر انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہوں گے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کیسے لطف اندوز ہوں گے۔ لہٰذا وہ اپنے اس خیال کا اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اظہار کر دیتے تھے جس کا ثبوت ان روایات سے ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمُ وَلَمَّا یَلْحَقُ بِھِمْ قَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب ۱۱۰۲)

ابو وائل کا بیان ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے ملا نہیں فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

یعنی کوئی کسی قوم سے محبت تو رکھتا ہے مگر اعمال ان جیسے نہیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی محبت اسے ان کے ساتھ ملا دے گی۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَہٗ مَا اکْتَسَبَ

(ترمذی جلد ۲ ابواب الزہد حدیث ۲۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے اور اس کیلئے وہی ہے جو اس نے کمایا۔

اسی قسم کی ایک اور روایت ہے جو کہ حدیث کی تقریباً تمام کتب میں تھوڑے تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ موجود ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر

Marfat.com

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ

ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَااَعْدَدْتَ لَهَا

تونے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔

قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صَلٰوةٍ وَالَاصَوْمٍ اِلَّااِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کیلئے نہ تو بہت نمازیں پڑھی ہیں اور نہ ہی زیادہ روزے رکھے ہیں۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا اور تو بھی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔

(بخاری ج ۳ کتاب الادب ح ۱۱۰۳)

خوشی کی انتہا: جب اس سائل نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ میں نے نماز اور روزہ کی کثرت سے قیامت کی تیاری نہیں کی جبکہ بخاری کی روایت میں کثرت صدقہ کا بھی اس نے ذکر کیا پھر عرض کیا کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں جواب ملا تو اپنے محبّ کے ساتھ ہوگا۔ اس پر صحابہ کرام رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کو بے پناہ خوشی ہوئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم اعمال کے لحاظ سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل نہیں کر سکتے ہاں یہ بات درست ہے کہ ہمارے دل اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سوختہ ہو چکے ہیں اور اب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرما دی ہے کہ تم اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہو گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی اس خوشی کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرْحُهُمْ بِهَا (ترمذی جلد۲ ابواب الزہد ح ۲۶۹ - بخاری جلد۳ کتاب الادب ح: ۱۱۰۳)

اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو کسی اور بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ اس بات سے خوش ہوئے۔

اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سوز میں فرمانے لگے:

اَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمِلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ (بخاری جلد۲)

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور امید ہے کہ مجھے اسی محبت کی بناء پر ان کا ساتھ مل جائے گا اگرچہ میرے اعمال ان مبارک ہستیوں جیسے نہیں ہیں۔

ہر محبّ کیلئے محبوب کی رفاقت کا انعام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے اور کچھ نصیحتیں کیں اور اس کے بعد فرمایا:

یَا مَعَاذُ اِنَّكَ عَسٰی اَنْ لَّا تُلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا اَوْ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ

اے معاذ! شاید تیری اب میرے ساتھ ملاقات نہ ہو ہاں تجھے میری مسجد اور قبر انور

بِمَسْجِدِیْ هٰذَا اَوْ قَبْرِیْ فَبَکٰی مُعَاذُ جَشَعًا لِّفِرَاقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کی زیارت ضرور ہوگی۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے زاروقطار رونے لگے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے وجد کو ملاحظہ فرمایا تو ان الفاظ میں تسلی دی:

ثُمَّ الْتَفَتَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ الْمُتَّقُوْنَ مِنْ کَانُوْا اَوْحَیْثُ کَانُوْا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کی طرف چہرہ مبارک کرکے فرمایا میرا قرب متقی لوگوں کو حاصل رہے گا خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں کے رہنے والے ہوں۔

(مسند امام احمد، جلد ۵: ۲۳۵)

معلوم ہوا کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی وہ زینہ ہے جو محبین کو تاقیامت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت عطا کرتا ہے خواہ کوئی ہو۔ دنیا میں کہیں بھی رہتا ہو اور کسی بھی زمانہ سے تعلق رکھتا ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب ۴

علاماتِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

① کثرت ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: محبّ صادق کی یہ پہچان ہے کہ وہ اکثر اپنے محبوب کی یاد میں رطب اللسان رہتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے اوصاف و واقعات کا ذکر کر کے اپنے سکون قلب کا سامان بناتا ہے۔ اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ مَنْ ذِکْرَہٗ — جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اپنے محبوب کا اکثر ذکر کرتا ہے۔
(جامع صغیر جلد ۲ صفہ ۱۶۰)

کثرت ذکر محبوب، محبّ کو اندھا بہرہ کر دیتا ہے۔ اس کے قلب سے محبوب کے سوا ہر چیز کی محبت نابود ہو جاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُبُّکَ لِلشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ — یعنی تجھے کسی چیز کی محبت ہو جائے تو وہ حب تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی۔
(جامع مسانید امام اعظم، ابوداؤد، مشکوٰۃ باب المفاخرۃ)

یہ علامت مشتاقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال کے ساتھ موجود تھیں اور وہ اپنے محبوب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بڑے رقت آمیز انداز میں کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انصار کی ایک مجلس میں گئے تو دیکھا کہ سب لوگ رو رہے ہیں، سبب پوچھا تو بولے کہ ہم کو سرکار کی مجلس یاد آ گئی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر)

دردِ دل سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد: صحابہ کرام کتنے کیف و مستی میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اور جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا۔ اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جمعرات کا دن کیا؟ بولے اسی دن آپ ﷺ کے مرض وصال میں شدت آئی تھی۔

(مسلم کتاب الوصیہ باب ترک الوصیہ لمن لیس لہ شی یوصی فیہ)

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے: صحابہ کرام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بڑے پرسوز انداز میں کرتے تھے حتیٰ کہ جب وہ رات کے وقت بستر پر سونے کیلئے جاتے تو بڑے سوز و گداز سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے اور ان سے اپنی نسبت کا ذکر بڑے رقیق انداز میں کرتے تھے۔

خالد بن معدان کی لڑکی حضرت عبدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

مَا كَانَ يَأْوِىْ اِلٰى فِرَاشٍ اِلَّا وَهُوَ	یعنی میرے والد حضرت خالد بچھونے پر نہ
يَذْكُرُ مِنْ شَوْقِهٖ اِلٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ	لیٹتے مگر وہ شوق محبت سے حضور صلی اللہ علیہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى	وسلم اور آپ ﷺ کے اصحاب مہاجرین و
اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ	انصار میں سے ایک ایک کا نام لے کر ذکر
وَالْاَنْصَارِ يُسَمِّيْهِمْ وَيَقُوْلُ هُمْ	کرتے رہتے اور فرماتے وہ اصول دین

Marfat.com

اَصْلِیْ وَ فَصْلِیْ وَاِلَیْهِمْ یَحِنُّ قَلْبِیْ
طَالَمَا شَوْقِیْ اِلَیْهِمْ فَعَجِّلْ رَبِّ
قَبْضِیْ اِلَیْكَ حَتّٰی یَغْلِبُهُ النَّوْمُ

میں میری اصل ہیں اور فرع مجتہدین میں میری فرع ہیں یا وہ میرا حسب نسب ہیں۔ میرا دل انہیں کا مشتاق ہے۔ ان کی ملاقات و دیدار کا شوق لمبا ہو چکا۔ اے اللہ اب مجھے جلدی دنیا سے اٹھا لے۔ بس یہی کہتے ان کو نیند آ جاتی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے — کھلے آنکھ صلی علیٰ کہتے کہتے
دم نزع جاری ہو میری زبان پر — محمد محمد خدائے محمد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب رات کے وقت سونے کیلئے بستر پر آتے تو ان کی حالت دیدنی ہوتی تھی۔ رات کے چند لمحات بھی محبوب کے بغیر گزارنے دوبھر ہو جاتے اور وہ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے اور جب صبح ہو جاتی تو شربت دیدار سے اپنے من کو ٹھنڈا کرتے۔

مشکل میں یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے کہا گیا:

اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ یَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ

یعنی جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو یاد کر۔ ان کا ذکر کر یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ تو وہ خوب چیخے یعنی اونچی آواز سے یہ ندا کی یا محمداہ تو ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹- رواہ ابن السنی فی)

تعظیم ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم: محبت کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ محبوب کا ذکر تعظیم سے کیا جائے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ:

وَمِنْ عَلَامَاتِهٖ مَعَ كَثْرَتِ ذِكْرِهٖ

اور علامات حب سے ہے کہ کثرت ذکر

تَعْظِيْمِهٖ لَهٗ وَتَوْقِيْرِهٖ عِنْدَ ذِكْرِهٖ وَاَظْهَارِ الْخُشُوْعِ وَلِانْكِسَارِ مَعَ سَمَاعِ اِسْمِهٖ

(شفا جلد۲ صفحہ ۲۱)

کے ساتھ ذکر کرکے وقت تعظیم وتوقیر کرنا آپ ﷺ کے نام پاک زبان پر لانے کے وقت خشوع و انکساری کا ظاہر کرنا چاہئے۔

حضرت اسحاق نے فرمایا کہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرتے اور ان کے بال کھڑے ہوجاتے اور وہ روتے رہتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ذکر اس کتاب میں ارکان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں وضاحت سے کیا گیا ہے۔

۲- وصال محبوب

ہر محبّ صادق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ اپنے محبوب سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔۔ صحابہ کرام اکثر وصل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پانے کیلئے ذوق وشوق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضری دیا کرتے تھے۔

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَوْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهٗ اَرْسَلَ وَالِدَتُهٗ اُمَّ عَبْدٍ تَنْظُرُ اِلٰى هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَلَّهٗ وَسَمِعْتُهٗ فَتُخْبِرُ بِذَالِكَ فَيَتَشَبَّهُ بِهٖ

(مسند امام اعظم کتاب الفضائل ص ۲۹۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ نبوت میں تشریف لاتے تو یہ اپنی والدہ ام عبد کو اندر بھیجتے۔ اس مقصد سے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکینہ و وقار اور سیرت وہئیت کو دیکھیں لہٰذا وہ آکر ان کو (عبداللہ کو) اس کی خبر کرتیں اور حضرت عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل طیبہ کے مطابق عمل کرتے۔

جب ۷ ہجری میں قبلہ اشعریین میں سے حضرت ابوموسیٰ وغیرہ مدینہ شریف کو آئے تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے:

غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّةِ مُحَمَّدًا وَّحِزْبَهٗ ہم کل دوستوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے دوستوں سے ملیں گے۔

(زرقانی علی المواہب بحوالہ امام احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی قدر دور مقام عالیہ میں رہتے تھے۔ اس لئے روزانہ آپ ﷺ کے فیض صحبت سے متمتع نہ ہو سکتے تھے، تاہم یہ معمول کرلیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی حضرت عتبان بن مالک کو بھیجتے تھے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں۔

(بخاری کتاب العلم باب التاوب فی العلم)

ذوق وشوق میں اضافہ: محبت میں اضافہ کا یہ بھی اچھا گُر ہے کہ چند دن کے بعد اگر محبوب سے ملاقات کی جائے تو اس سے محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول صحابہ کرام کو خود سکھایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا چند دن کے بعد زیارت کر محبت بڑھا

وصال نبی ﷺ کے بعد آنے والے لوگوں میں ذوق وصل رسول ﷺ: ہجر محبوب میں بے تاب ہونا محبت کی ایک اہم علامت ہے۔ یہ علامت جن میں بھی فروغ پا جائے وہ سچے طالب محبوب ہوں گے۔

سرور کائنات کی محبت تا قیامت آنے والے اہل ایمان کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ قربان جائیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ انہوں ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے عاشقوں کے ذوق ہجر و ملاقات کو محسوس کر کے اسے شرف پزیریت بخشا

Marfat.com

جو بعد میں آنے والے عشاق کیلئے بھی ایک عظیم خوشخبری ہے جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٍ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یُوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ اَرَآنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ ۔ وَمِثْلُہٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ

میری پردہ پوشی کے بعد میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہوں گے۔ ان میں ہر ایک یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل وعیال فدا و قربان کر کے مجھے دیکھ لیتا۔

(اخرجہ القاضی عیاض فی الشفا جلد۲-صفحہ ۱۷)

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بے دیکھے اس قدر دلوں میں ذوق ملاقات بسائے ہوئے ہیں کہ اگر ظاہری طور پر انہیں یہ وصل محبوب مال و اولاد کی قربانی دے کر بھی میسر آ سکتا ہو تو وہ اس سے بھی دریغ نہ کریں۔ اس محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بھی عطا فرمایا ہے کہ ایسے لوگ میرے محبّ ہی ہوں گے۔

شربتِ دیدار: حجۃ الوداع میں مشتاقان دیدار نے آفتاب نبوت کو ہالے کی طرح اپنے حلقے میں لے لیا، بدو آ کر شربت دیدار سے سیراب ہوتے تھے اور کہتے تھے یہ مبارک چہرہ ہے۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب المواقیت) 1742

چہرۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آنکھیں کسی کو نہ دیکھیں: علامہ خضر جی فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی میں ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ایک عاشق نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اسے اندھا کر دے تا کہ وہ دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہو گیا۔ (نسیم الریاض جلد۳ صفحہ ۳۵۰)

Marfat.com

۳۔محبوب سے قلبی لگاؤ

مشتاقان محبوب ہر وقت اپنے محبوب کی آتش محبت اپنے دلوں میں سلگائے رکھتے ہیں۔ ان کے محبوب سے طبعی میلان اور جذب و کیف میں کبھی کمی نہیں آتی۔ وہ محبوب کے سوز و ساز میں ہر وقت لرزاو ترساں رہتے ہیں۔ جب محبت کی اس علامت کو محبن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتے ہیں تو ہم ان کے ایمان کی داد دیئے بغیر نہیں رہتے۔ آیئے ایسے ہی ایک مشتاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے محبوب سے قلبی لگاؤ دیکھئے۔

وَفِیْ حَدِیْثٍ آخِرْ کَانَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ لَا یُطَرِّفُ فَقَالَ مَا بَالُكَ قَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَتَمَتَّعُ مِنَ النَّظْرِ اِلَیْكَ فَاِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَفَعَكَ اللّٰہُ بِتَفْضِیْلِہٖ فَاَنْزَلَ اللّٰہَ ۔ الآیة

(شفا شریف جلد۲ صفحہ ۱۷)

ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ ﷺ کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا۔ پلک جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا حال ہے۔ کہا میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ ﷺ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا (تو اس وقت دیدار سے محروم ہوں گا) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ والی آیت اتاری۔

اس عاشق زار نے اپنی قلبی تمنا کا اظہار بڑے خوبصورت انداز میں کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تو آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے آخرت میں ہم اپنے ذوق کی آبیاری کس طرح کریں گے تو اس محب کی قسمت کیا کہنا جسے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخروی رفاقت کا مژدہ مل گیا اسی طرح ایک اور صحابی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی داستان محبت بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو دردمند عاشق نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ رُخِ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہوجاتا ہے۔فوراً زیارت سے اس کو تسلی دیتا ہوں۔اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہوگا۔اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہوجائیں گی۔فراق وہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دلِ ناتواں سے برداشت نہ ہوسکے گا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا سن کر خاموش ہوگئے۔ یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام یہ مژدہ لے کر تشریف لائے کہ ہم اطاعت گزار عاشق کو جنت میں جدائی کا صدمہ نہیں پہنچائیں گے بلکہ انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت (ورویت) میسر ہوگی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں چشم صدیق کا ابلنا: قلب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب سے اس قدر والہانہ لگاؤ تھا کہ وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی باریک باتوں کو بھی پہچان جاتے تھے جبکہ دیگر یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے راز کو نہ سمجھ پاتے تھے۔اس لئے جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے کنائے میں اپنے معبود برحق کی طرف واپسی کا ذکر کیا تو یارِ غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے ان کی آنکھیں آئندہ پیش آنے والے ہجرِ محبوب کی تڑپ میں بے اختیار ٹپکنا شروع ہوگئیں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قلبی محبت پر تصدیق ثبت کی اور عاشق صادق کی جان نثاری کو شرف قبولیت بخشا۔

عَنِ ابْنِ اَبِیْ الْمُعَلّٰی عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ یَوْمًا فَقَالَ اِنَّ رَجُلاً خَیَّرَهُ رَبُّهُ بَیْنَ اَنْ یَعِیْشَ فِیْ الدُّنْیَا مَاشَاءَ اَنْ یَعِیْشَ وَیَاْکُلُ فِیْ الدُّنْیَا مَاشَاءَ اَنْ یَاْکُلَ وَبَیْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ فَاخْتَارَلِقَاءَ رَبِّهٖ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلاتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا الشَّیْخِ اِذْذَکَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً صَالِحًا خَیَّرَهُ رَبُّهُ بَیْنَ الدُّنْیَا وَلِقَاءِ رَبِّهٖ فَاخْتَارَلِقَاءَ رَبِّهٖ قَالَ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمُهُمْ بِمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ بَلْ تَفْدِیْكَ بِآبَائِنَا وَاَمْوَالِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنَ النَّاسِ اَحَدٌاَمَنَّ اِلَیْنَا فِیْ صُحْبَتِهٖ وَذَاتِ یَدِهٖ مِنْ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لاَتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلاً وَلٰکِنْ وُدُّوَاِخَاءُ اِیْمَانٍ مَرَّتَیْنِ

حضرت ابن ابی معلّٰی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اختیار دیا کہ جب تک چاہے دنیا میں رہ کر جو چاہے کھائے یا اپنے رب کے پاس آ جائے۔ تو اس نے رب سے جا ملنے کو پسند کیا۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے کہا تمہیں اس شیخ پر تعجب نہیں ہوتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیک آدمی کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں رہنے یا اپنے رب سے ملاقات کرنے کا اختیار دیا تو اس نے رب کی ملاقات کو ترجیح دی۔ راوی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ اور مال آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پر جان و مال کے ذریعہ ابوقحافہ کے بیٹے سے زیادہ کسی نے احسان

Marfat.com

اَوْثَلاثَاً وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ

(ترمذی جلد۲ (ابواب اعناقب ح ۱۵۹۳)

نہیں کیا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابن قحافہ کو بناتا لیکن مجھے ان سے محبت اور اخوت ایمانی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی اور تمہارا ساتھی تو اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔

اس وقت قسمت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اوجِ کمال کی بلندیوں کو چھونے لگی جب اللہ کے حبیب و خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے میلان قلبی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا دل تو اللہ تعالیٰ کے قرب میں محو ہے اور میں اس کا خلیل ہوں مگر مجھے صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت پر مکمل اعتبار ہے اور مجھے بھی ان سے محبت ہے اور اُن کے ساتھ اخوت ایمانی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلبی لگاؤ کا ایک منظر:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و اتباع میں قلبی کیفیت کیا تھی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے:

ابو حنیفہ عن حماد عن ابراھیم عن الاسودان عمر بن الخطاب دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِكَاةٍ شِكَاهَا فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى عِبَادَةِ قِطْوَانِيَّةٍ رَمَزَ فَقَةٍ مِّنْ مُّوْفٍ حَشُّوْهَا اَذْخَرَ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كِسْرٰى وَ قَيْصِرُ عَلَى الدِّيْبَاجِ فَقَالَ يَا عُمَرُ اَمَا تَرْضٰى اَنْ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ ﷺ کو مرض کی شکایت تھی تو آپ ﷺ کو ایک قطوانی کھردری چادر پر لیٹا ہوا پایا یا اون کا تکیہ لگائے ہوئے جس کا بھرت اذخر گھاس کا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تَكُوْنُ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَكُمُ الْاٰخِرَةُ ۔
ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ مَسَّهٗ فَاِذَا هُوَ فِیْ شِدَّةِ الْحُمّٰی فَقَالَ تُحَمُّ هٰذَا وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ فَقَالَ اِنَّ اَشَدَّ هٰذَا الْاُمَّةِ بَاءً نَبِيُّهَا ثُمَّ خُيِّرَ ثُمَّ الْخُيِّرَ وَكَذَالِكَ كَانَتِ الْاَنْبِيَآءُ قَبْلِكُمْ وَالْاُمَمُ

کسریٰ اور قیصر تو دیباج پر ہیں اور آپ ﷺ اس پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کافروں کیلئے دنیا ہو۔ اور تمہارے لئے آخرت۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو چھوا تو آپ ﷺ کو سخت بخار تھا تو بولے آپ ﷺ کو ایسا سخت بخار ہے حالانکہ

(مسند امام اعظم کتاب الرقاق۔ ص ۳۵۹)

آپ ﷺ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس امت میں سخت مبتلائے بلا اس کے نبی ہیں پھر ان سے کمتر نیک پھر ان سے کم تر نیک اور یہ حال تم سے پہلے۔ انبیاء علیہم السلام اور امتوں کا تھا۔

(دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا بہتر نہیں کہ ان کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔)

جہاں محبوب وہیں محبّ: فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم جن راہوں سے گزرتے تھے ان راہوں سے بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک آتی تھی۔ ایک دن رسالت مآب مدینہ کے کسی باغ میں تشریف فرما تھے۔ عین اسی وقت یار غار کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تڑپ نے بے تاب کر دیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے ایک باغ میں پہنچے۔ شاید یہی مہکِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس مقام تک لے آئی یا ان کے عشق و تجسس نے انہیں اس مقام تک پہنچا دیا مگر محبت سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پر ذوق سفر رائیگاں نہ گیا۔ نہ جانے صدیق رضی اللہ عنہ کے عشق نے انہیں کتنا اندر ہی اندر نڈھال کر دیا تھا لہٰذا باغ کے دروازے پر دستک دی۔ مخبرِ صادق کو پہلے ہی

معلوم تھا کہ یار غار آ رہا ہے۔ اس لئے دربان سے فرما دیا گیا جو دروازہ پر دستک دے رہا ہے اس کے لئے دروازہ کھولو اور اسے جنت کی خوشخبری بھی دو۔ اس دن یہ جنت کی خوشخبری حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی ملی۔ پورا واقعہ یوں ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَآئِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَاقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰہَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا ھُوَعُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک باغ کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پس ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پس میں نے انہیں وہ بشارت دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پس میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں نے انہیں بتا دیا۔ پس انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا پھر ایک آدمی نے دروازہ کھولنے

Marfat.com

(بخاری دوم کتاب الانبیاء ج ۸۹۰) کیلئے کہا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں نے انہیں بتا دیا۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

۴۔ ذات رسول اللہ ﷺ سے محبت

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت سے محبت کرنے کا حکم ہے۔

آپ ﷺ اپنے ساتھ قرآن و سنت کی صورت میں ہدایت لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی ذات سے محبت ہو کیونکہ بعض اوقات ماتحت اپنے افسر سے بغض و عناد رکھنے کے باوجود اطاعت کرتے ہیں۔ اس طرح کی اطاعت زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں منافقین نے کی۔ انہوں نے مال بھی خرچ کیا کئی غزوات میں بھی حصہ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازیں بھی ادا کیں مگر ان کے دلوں میں ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے ادبی کے جذبات موجود تھے۔ لہٰذا وہ کفار سے بدتر ٹھہرے اور ان کا انجام بھی برا ہوا۔ اس کے برعکس صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ وہ قدم قدم پر ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرتے تھے چونکہ ان کے دل حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو چکے تھے اس لئے غلبہ حال کی بناء پر ان کی زبان سے سچی بات کے جذبات چھلک پڑتے تھے۔

یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں: ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے خصائص حمیدہ و جاذبیت تھی کہ اکثر نوجوان صحابہ کرام آپ ﷺ سے محبت کے جذبات کا اظہار آپ ﷺ کے حضور میں کر دیتے تھے۔ حضرت صفوان ایک

Marfat.com

سچے محبّ تھے۔ان کا واقعہ کتبِ حدیث میں یوں درج ہے۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیں۔میں آپ ﷺ سے بیعت ہوتا ہوں۔صفوان نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنِّیْ اُحِبُّكَ (قَالَ) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ میں آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔فرمایا

(شفا شریف جلد۲-صفحہ۱۶-رواہ الترمذی والنسائی) محبّ محبوب کے ساتھ ہوگا۔

محبوب کریم ﷺ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے محبت کا ایک دلکش منظر:

یوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے عشاق ہی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہیں خالق کائنات جل شانہ کے حکم سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے مگر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل جو ایک جرأت مند خوبرو نوجوان تھے وہ والضحیٰ والیل کی زلفوں والے کے اسیر و جانثار تھے۔ان کی قسمت جاگ اٹھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّكَ اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق نے عرض کیا:

وَاَنَا اُحِبُّكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَاتَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِیْ كُلِّ صَلٰوةٍ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو بلاناغہ ہر نماز میں کہا کیجئے (رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)

(نسائی جلد اول کتاب القبلہ ص ۱۰۴)

Marfat.com

ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا انوکھا انداز: وہ منظر بڑا نرالہ تھا کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے۔ اہل مدینہ کی اس خوشی کو قلمبند کرنا ممکن نہیں۔ جب ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے شاید ہی تاریخ میں کسی رہنما کا اس کے چاہنے والوں نے اس گرمجوشی سے استقبال کیا ہو شاید ہی کسی سے اس کے چاہنے والوں نے اسے اپنے درمیان پا کر اتنی مسرت اور وفورِ شوق کا اظہار کیا ہو۔ اہل مدینہ کا ہر روز مدینہ سے باہر آ کر صبح انتظار کرنا اور اسی محبوب کی آمد پر اس کی مہمانی کا شرف حاصل کرنے کیلئے دل و زبان سے پرخلوص آرزوئیں لانا اور ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں مدینے میں لانا ان کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بین دلیل ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح درج ہے۔

فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ لَيْلاً فَتَنَازَعُوْا اَيُّهُمْ	پھر ہم رات کے وقت مدینہ پہنچے۔ لوگ
يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	اس پر آپس میں جھگڑنے لگے کہ رسول اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْزِلُ عَلٰى بَنِى	صلی اللہ علیہ وسلم کس کے پاس ٹھہریں
النَّجَّارِ اَخْوَالِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ	گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
اُكْرِمُهُمْ بِذَالِكَ فَصَعِدَالرِّجَالُ	بنونجار کے پاس ٹھہروں گا جو عبدالمطلب
وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ	کے ماموں ہیں۔ میں (صلی اللہ علیہ وسلم)
الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِى الطُّرُقِ	اپنے قیام سے ان کی عزت افزائی کروں گا
يُنَادُوْنَ يَامُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	پھر تمام مرد اور عورتیں اپنے اپنے مکانوں پر
يَامُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	چڑھ گئے اور لڑکے اور غلام راستوں میں
(مسلم کتاب الزھد والرقاق ص ۹۹۰)	نعرے لگا رہے تھے۔ یا محمد یارسول اللہ یا
	محمد یارسول۔

Marfat.com

ماضی کے دشمن کے دل میں ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت:
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ چاشنی ہے کہ جب یہ غیر کے دل میں پیدا ہوجاتی ہے تو وہ اقرار محبت کئے بغیر نہیں رہتا۔ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ہندہ زوجہ ابوسفیان ایک طرف تو دشمنی میں آ کر غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبا گئی مگر جب آپ ﷺ کی صداقت کی کرن اس کے تاریک سینے میں پیدا ہوئی تو اسیر ایمان ہوکر کہنے لگی۔

''یارسول اللہ! روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ میری نگاہ میں آپ ﷺ کے اہل خیمہ سے زیادہ مبغوض نہ تھے لیکن آج میری نگاہ میں روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ آپ ﷺ کے اہل خیمہ سے زیادہ محبوب نہیں۔'' (صحیح بخاری، باب ذکر ہند بنت عتبہ)

ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی ٹھنڈک: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں آپ ﷺ کا دیدار کرتا ہوں تو

طَابَتْ نَفْسِیْ وَقُرَّتْ عَیْنِیْ — میرا دل خوش ہوجاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں۔ (مسند امام احمد)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ﷺ مجھے میرے جان و مال و اولاد اور اہل خانہ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔

وَلَوْلَا اِنِّیْ اٰتِیْكَ وَاَرَاكَ لَرَیْتَ اَنْ اَمُوْتُ (مواہب لدنیہ جلد۲ ص۹۴) — اگر میں آپ ﷺ کو ہر روز نہ دیکھ سکوں تو میری موت واقع ہوجائے۔

سبحان اللہ

ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ انداز: کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشتاقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کو فرط محبت میں چوم لیتے تھے۔ ان کا یہ عمل ان کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے تھا۔

Marfat.com

حضرت زراع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے:

فَاَخَذْنَابِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ تَقَبَّلْهَا (بخاری فی الادب المفروض ص ۱۴۴)

تو ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

حضرت ابن جدعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اَمَسَسْتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ قَالَ نَعَمْ (بخاری فی الادب المفروض)

کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ ملایا؟ فرمایا ہاں تو انہوں نے ان کے ہاتھ کو چوم لیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا خواب پورا کرلو۔ وہ والہانہ انداز میں آگے بڑھے اور پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ (شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۴)

حب بھی بڑی نرالی چیز ہے۔ سو بہانوں سے محبّ کو اپنے محبوب کے وصل پر اکساتی ہے اور جب اسے محبوب سے وصال ہوجائے تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین بھی کسی نہ کسی موقع کی تلاش میں رہتے کہ کسی طرح انہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی بدن سے مس ہوکر استفادہ حاصل کرنے کا موقع مل جائے کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس پیکر نورانی سے مس ہونے کی برکت سے ہمارے دین و دنیا میں خیر و برکت ہوگی۔

حضرت اسید بن حضیر ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے۔ ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی سے کونچ دیا۔ انہوں نے اس

کا انتقام لینا چاہا۔ آپ ﷺ اس پر راضی ہو گئے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے بدن پر کرتا ہے حالانکہ میرے بدن پر کرتا نہیں۔ آپ ﷺ نے کرتا بھی اٹھا دیا، کرتے کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے لپٹ گئے۔ کروٹ کو بوسہ دیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ! یہی مقصود تھا۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرام کے مذکورہ بالا واقعات اس بات کا بین ثبوت ہیں ہیں کہ انہیں اتباع قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی جسے کسی پیمانے سے ماپنا مشکل کام ہے کیونکہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی انہیں قرآن کی آیات کے معنی ومفہوم سمجھ میں آئے اور اسی ذاتِ کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتوں کی پوجا سے چھڑا کر شب وروز میں تنہائی کے لمحات میں اپنے رب کریم جل شانہ کی عبدیت کے ذائقہ کا رسیا بنایا اور اللہ کے نام پر اپنا تن من دھن قربان کرنے کیلئے چوکس ومستعد کر دیا اور ان قربانیوں اور شہادتوں نے انہیں عرش الٰہی کی سیاحت کے مقام پر فائز کر دیا۔ وہ شہادت کے بعد جنت کی فضاؤں میں شادمانی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کئی صحابہ کرام کے جنت میں خوش وخرم ہونے کے متعلق اپنے محبین کو آگاہ کیا جس سے ان کی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں اور اضافہ ہوا۔

ان کی نسبت کا انکار ممکن نہیں: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی راہ میں حائل ہونے والی ہر چٹان کو پاش پاش کر دیتے تھے اور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی انہیں ہر مادی منفعت سے اعلیٰ تر تھی جس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عاص بن وائل سے قرض لینا تھا۔ میں نے اس کے پاس جا کر تقاضا کیا۔ اس نے مجھ سے کہا میں تم کو اس وقت

Marfat.com

تک قرض واپس نہیں کروں گا جب تک تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرو۔ میں نے اس سے کہا:

فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّیْ لَنْ اَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ

میں اس وقت تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کروں گا جب تک کو تو مر کر دوبارہ اٹھایا نہ جائے۔

محب صادق نے کیا خوب جواب دیا اگر تم مر کر دوبارہ بھی اٹھ پڑو جو کہ اس دنیا میں تمہارلئے ناممکن کام ہے میں پھر بھی آپ ﷺ کا دامن نہ چھوڑوں گا وہ عاص بن وائل تھا۔ اس نے کہا جب میں مر کر دوبارہ اٹھایا جاؤں گا تو میرے پاس مال اور اولاد ہوگی۔ اس وقت میں تمہارا قرض ادا کردوں گا۔

قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا اور کہا مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کو لکھ لیں گے۔ ہم اس کے قول کے وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔

(مسلم ۲ ج کتاب صفات المنافقین ۶۹۳۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین خواہشات: ایک مرتبہ فخر موجودات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔“

۱- خوشبو، ۲- نیک خاتون، ۳- نماز (جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تین چیزیں ہی پسند ہیں۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس

Marfat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْفَاقُ مَالِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ يَّكُوْنَ اِبْنَتِيْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (منہیات ابن حجر: ۲۱-۲۲)

کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمالیا اور ان کی تینوں خواہشات پوری فرمادیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو سفر و حضر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل رہی حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کے ساتھ انہیں اخروی رفاقت بھی عطا ہوگئی۔ جب بھی موقع آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے وقف کردیا۔ اس کا اعتراف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان الفاظ میں فرمایا:

اِنَّ مَنْ اٰمَنَ النَّاسُ عَلَيَّ فِيْ مُحَبَّةٍ وَّمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ (صحیح البخاری، ۱:۵۱۶)

سب سے زیادہ میری رفاقت اختیار کرنے والے اور مجھ پر مال خرچ کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کی تیسری خواہش بھی پوری ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا عظیم شرف حاصل ہوا۔

۵- امت مصطفیٰ ﷺ کی خیر خواہی چاہنا

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ ہر محبّ آپ ﷺ کی امت سے شفقت کرے۔ حسب و نسب، غربت و امارت، رنگ و زبان کی بنا پر ان سے کینہ و بغض اختیار نہ کرے۔ اسلاف کا احترام کرے۔ ان پر تنقید

Marfat.com

نہ کرے اور بچوں سے شفقت سے پیش آئے۔ اس لئے کہ فرمان نبوی ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ امت مسلمہ سے خیر خواہی کرے کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی خیر خواہی مطلوب ہے۔ اس لئے آپ ﷺ ہر مسلمان سے دوسروں کی خیر خواہی کی بیعت لیا کرتے تھے۔ (ترمذی ۱:۱۹۹۱)

نیز تین بار فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کی۔ فرمایا اللہ اور اس کی کتاب، ائمہ اسلام اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی۔ (ترمذی ۱:۱۹۹۰)

مسلمانوں سے خیر خواہی کا معیار کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مقرر کر دیا ہے:

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ.

(بخاری ج اول کتاب الایمان ج ۱۲)

تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک کامل ایماندار نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے

۶- صاحب فقر صادق ہونا

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کا کسی پر عظیم عطیہ ہے جو اس محبت سے کیف و سرور کا خوگر ہو جاتا ہے اسے زہد و تقویٰ، عبادت، ریاضت بھی عطا کر دیا جاتا ہے۔ فقر و فاقہ اس لئے آتا ہے تاکہ محب کا تزکیہ نفس ہو جائے اور اس کے قلب سے غیر کی محبت نکال دی جائے۔ فقر کا ذوق دروں اسے سب سے مستغنی کر دے اور وہ ہر قسم کے حالات میں لذت آشنائی کا پیکر بن جائے چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی محبت و دوستی اللہ تعالیٰ کی محبت و دوستی کا زینہ ہے۔ اس لئے اس محبّ کو فقر کی کسوٹی میں پرکھ کر کندن کر دیا جائے اور اس کی روح لذائذ دنیا سے کنارہ کش ہو کر دریائے معرفت میں غوطہ زن ہو جائے اور اللہ کے قرب کے دروازے اس پر کھول دیئے جائیں کیونکہ فقر صادق ہی بندے کو اللہ و رسول کی محبت کے باطنی آداب سکھاتا ہے جس کے بعد اس پر قرب الٰہی کے کیف و اسرار کا انکشاف کیا جاتا ہے۔

مخبر صادق رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک موقع پر اپنی ذات مبارکہ سے محبت کے دعویدار کو فقر و آزمائش کیلئے تیار رہنے کا حکم دیا تھا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ فَقَالَ اُنْظُرْ مَاتَقُوْلُ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِيْ فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ فَاِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوچو! کیا کہہ رہے ہو۔ کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہو۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر کیلئے تیار ہو جا کیونکہ میرے ان کی طرف فقر سیلاب کی طرح اپنی منزل کی طرف تیز دوڑنے سے بھی جلدی آتا ہے۔

(ترمذی جلد ۲ ابواب الزہد ۲۳۲)

ترمذی شریف کی دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِنَّ الْفَقْرَ اِلٰى مَنْ يُحِبَّنِيْ مِنْكُمْ اَسْرَاعَ مِنَ السَّيْلِ مِنْ اَعْلَى الْوَادِ وَالْجَبَلِ اِلٰى اَسْفَلَهٗ

جو شخص مجھ سے محبت رکھے اس کی جانب فقر اس تیزی کے ساتھ آئے گا جس طرح پہاڑ کی چوٹی سے پانی نیچے کی جانب تیزی

(رواہ ترمذی) سے آتا ہے۔

فقر سے مراد امتحانات و آزمائشیں ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر آتے ہیں۔ مگر جن افراد پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے انہیں ذوق یار میں کسی آزمائش پر بالکل گھٹن تک محسوس نہیں ہوتی کیونکہ وہ آتش عشق سے حصول لذت میں محو ہوتا ہے۔

۷- محبت کی دیگر علامتیں

محبت کی دیگر شرائط قدرے وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں ارکان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے کے الگ الگ ابواب میں درج کردی گئی ہیں۔

۸- اہم شرطِ محبت - محبوب میں سوزِ مشتاقی اور محبین پر شفقت کا ہونا

یہ بھی اہم دستور محبت ہے کہ اس سے محبت کی جاتی ہے جو اپنے پروانوں پر نگاہ شفقت ڈالے تو ان کے دل موہ لے جس کے سخن دلنواز جب منہ سے پھول کی پتیوں کی طرح جھڑیں تو اپنے مشتاقوں کے قلب و روح میں تڑپ پیدا کردیں جس محبوب کی خوشی اپنے چاہنے والوں کی خیر و بھلائی میں ہو جس کی آغوش رحمت اتنی وسیع ہو کہ اس میں تمام مغموم دیوانوں کیلئے سامان راحت ہو اس وقت بھی اپنے خیر خواہوں کو یاد رکھے جس وقت اس پر عظیم نعمتوں کی برسات ہو رہی ہو جو اپنے مستانوں کو خوشی و مسرت میں دیکھ کر باغ باغ ہو جائے اور اپنے غمزدہ ہمنواؤں کے غم کو کافور کرنے کا ذریعہ بنے جو دنیا کے دھتکارے ہوئے لوگوں کا ملجا و ماویٰ بن جائے جو اس وقت بھی اپنے پیروکاروں کا

Marfat.com

حامی و شافع بنے جبکہ باقی سب لوگ اپنی فکر میں دلگیر ہوں جب ہم ایک کامل محبوب کی یہ خوبیاں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں وہ تمام اوصاف جو محبین کے دلوں کو خیرہ کردیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے پیکر کامل ہیں جبکہ خالق کائنات نے امت مسلمہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خوبیوں سے ان الفاظ میں آگاہ فرمارہے ہیں:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ۱۱-توبہ: ۹/۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تم ہی میں سے ہیں اور تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ وہ تمہاری خیر و بھلائی کے بہت حریص ہیں وہ مومنوں پر مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

ارے تکلیف میں تم پڑو لیکن اس کا اثر ان پر ہوتا ہے اور وہ تمہاری فلاح و بہبود کیلئے بڑی حسرت رکھتے ہیں اور وہ اپنی عطاؤں سے مومنوں کو مالا مال کررہے ہیں ان کیلئے سراپا رحم ہیں۔

محبین کیلئے رحمت کے پر بچھانے والے: اللہ جل شانہ پر قربان جائیں جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کیلئے اپنی رحمت کے وسیع پر بچھانے کا حکم دیا ہے تاکہ غموں سے نڈھال ماننے والوں کو ان رحمت کے پروں تلے کیف و سرور کی سوغات مل جائے۔ جن کے نیچے دنیا کی ہر پریشانی کی دوا اور دعا عطا ہوجائے اور جب کوئی اطاعت و محبت سے ان کے نیچے آئے تو گویا جنت نظیر سکون پالے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعراء۔۲۱۵)

اور اے محبوب (ﷺ) پیروی کرنے والے مومنوں کیلئے اپنی رحمت کے پر بچھا لیجئے۔

یعنی جب میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اپنی رحمت و شفقت کا دامن

Marfat.com

پھیلائے ہوئے ہے تو تم بھی انہیں اپنا رؤف ورحیم آقا سمجھ کر اپنے دلوں کا تارا بنالو۔

امت کیلئے ایک مقبول دعا کا ایثار: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو دنیا میں ایک مقبول دعا دی تو تمام گزشتہ انبیاء کرام نے انہیں دنیا میں استعمال کرلیا۔ لیکن آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں کہ جب ایک مقبول دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی تو آپ ﷺ نے اسے اپنی امت کیلئے محفوظ کرلیا اور وہ دعا آپ ﷺ اس دن اپنی امت کے حق میں استعمال کریں گے کہ جب بندہ اپنے تمام عزیز واقارب سے فرار حاصل کرے گا۔ قرآن کریم نے اس دن کے ماحول کی بڑے نرالے انداز میں یوں منظر کشی کی ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ''جس دن آدمی اپنے بھائی سے، اپنے ماں باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹے سے بھاگے گا۔ (عبس ۳۴-۳۶) نیز فرمایا اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ قیامت کے دن دوست دشمن بن جائیں گے سوائے متقین کے۔ (زخرف ۶۷/۴۳) جب خونی رشتے ناطے کوئی فائدہ نہ دیں گے مادیت کی بنا پر اکٹھے ہونے والے لوگ دشمن ہوجائیں گے تو اس دن ایک ہستی ایسی بھی ہوگی جو اپنی ذات پر اپنے خالق کریم کی طرف سے ہونے والے دعا کی صورت میں انعام کو اپنی امت کے غمزدوں کیلئے استعمال کرے گی۔ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل متن یوں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةً یَّدْعُوْبِهَا فَاُرِیْدُاَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

(مسلم ج ۱ کتاب ایمان: ح ۳۹۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو ایک دعا کا حق دیا جاتا ہے (جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حتمی طور پر قبول فرماتا ہے) میں نے اپنی اس دعا کو خرچ نہیں کیا بلکہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے محفوظ رکھا ہے۔

دوسری روایت یوں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ فَهِیَ نَائِلَةٌ مَنْ مَّاتَ مِنْهُمْ لَایُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۱۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے۔ جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ تمام انبیاء نے اپنی اپنی دعائیں مانگ لی ہیں۔ میں نے اپنی دعا امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھی ہے اور میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اس حال میں مرا ہو کہ اللہ کے ساتھ ذرہ برابر بھی اس نے شرک نہ کیا ہو۔

اس خصوصی شفقت کا تقاضا ہے کہ امت بھی ایسے رحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہے اور اپنے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خود رفتہ کرلیں اور بدن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا زیور پہن لیں۔

حضور ﷺ کا امت کی بخشش پر خوش ہونا: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے وابستگی کا یہ حال ہے کہ آپ ﷺ یوم عرفہ کو اپنی امت کی بخشش کیلئے دعا کر رہے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ اس دن اللہ جل شانہ کی صفت غفاریت اپنے جوبن پر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے امت کے گناہوں کو سوائے ظلم کے معاف فرما دیا مگر آپ ﷺ مسلسل دعا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مظالم کو بھی معاف کرنے کا مژدہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والضحیٰ والا چہرہ مبارک اس بشارت کی خوشی سے نور افشانی کرنے گا اور لبوں پر حسین مسکراہٹیں نمودار ہوئیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جبکہ آپ ﷺ کی امت پر اللہ کا فضل ہوا۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر اس بات کا اظہار کیا کہ میری خوشی تو بندگان خدا کی بخشش میں ہے۔ لہٰذا انہیں بھی محبوب کی خوشی کا مثبت جواب دینا چاہئے اور آپ ﷺ سے مکمل ایمان و ایقان سے

Marfat.com

محبت کرنا چاہئے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ بْنِ مَرْدَاسٍ، السُّلَمِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبَ اِنِّىْ قَدْغَفَرْتُ لَهُمْ مَاخَلَاالظَّالِمِ فَاِنِّى اٰخُذُلِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ قَالَ اَىْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَغطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ الْجَنَّةَ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجِبْ عَشِيَّتَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَالَفَةِ اَعَادَالدُّعَآءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَاكُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِىْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّاللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّاعَلِمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَآئِىْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِىْ اَخَذَالتُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَيَدْعُوْبِالْوَيْلِ

حضرت عباس بن مرداس السمی، کنانہ عباس بن مرداس السلمی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے واسطے مغفرت کی دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول کی گئی اور حکم ہوا کہ میں نے مظالم کے علاوہ ان کے سب گناہ معاف کردیئے لیکن ظالم سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استدعا کی اے خدا اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو معاف کردے تو شام تک اس کی قبولیت نہ ہوئی۔ مزدلفہ کی صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستا رکھے اس مقام پر ہم نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس کو جب

Marfat.com

وَالتُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِیْ مَارَاَیْتُ مِنْ جَزْعِهٖ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب المناسک ح ۹۵)

یہ علم ہوا کہ خدا نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی مغفرت کی تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور چیخنے چلانے لگا تو مجھے اس چیخنے چلانے نے ہنسا دیا۔

امت پر اللہ کا فضل: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا کہ گناہوں کو نیکیوں کے بدلے بخش دیا اور نیکوں کی دعائیں قبول فرمائیں۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ غَدَاةَ جَمْعٍ یَابِلَالُ اسْكُتِ النَّاسِ اَوِ انْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَطَوْلُ عَلَیْكُمْ فِیْ جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مَسِیْئَكُمْ لِیُحْسِنِكُمْ وَاَعْطٰی مُحْسِنَكُمْ مَا سَاَلَ اُدْفَعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ (ابن ماجہ ابواب المناسک ح ۸۰۷)

بلال بن رباح فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جمعہ کی صبح کو فرمایا اے بلال لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مزدلفہ میں تم پر بہت بڑا فضل کیا ہے۔ فرمایا لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں کے بدلے بخش دیا اور جو نیک تھے ان کی دعائیں قبول کیں۔ اب اللہ کا نام لے کر چلو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیلئے مغموم ہونا: ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز ادا کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے تو خوش تھے مگر جب واپس آئے تو مغموم تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر میں نہ جاتا تو بہتر تھا کیونکہ امت کے اکثر لوگوں کو یہ سعادت حاصل نہ ہو سکے گی اس غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل و جان سے محبت کرنا امت پر فرض ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِیْ وَهُوَ قَدِيْرُ الْعَيْنِ طِيْبُ النَّفْسِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيَّ وَهُوَ حَزِيْنٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِیْ وَاَنْتَ قَدِيْرُ الْعَيْنِ وَرَجَعْتَ وَاَنْتَ حَزِيْنٌ فَقَالَ اِنِّیْ دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَدِدْتُّ اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ فَعَلْتُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَكُوْنَ اتْعَبْتُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے تشریف لے گئے تو خوش خوش تھے اور پھر جب واپس تشریف لائے تو غمگین تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ میرے پاس سے خوش خوش گئے تھے۔ اب آپ ﷺ غمگین ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کعبہ کے اندر گیا تھا اگر نہ جاتا تو بہتر تھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں نے اپنے اس عمل سے اپنے بعد اپنی امت کو تکلیف میں ڈال دیا ہے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود: ۸۴۸)

معراج کی رات امت سے محبت: معراج شریف کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے قرب میں اس مقام پر بلند فرمایا گیا جس پر اولین و آخرین میں سے کوئی نہ جا سکے گا۔ دربار خداوندی میں خلعت و انعام کے اس بلند درجہ پر معبود نے اپنے بندہ خاص پر اپنے کرم کے دروازے کھولے اور ان الفاظ میں اپنے محبوب بندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لامکاں پر کلام فرمایا۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ''پس اللہ نے اپنے بندہ و خاص پر وحی فرمائی جو فرمائی۔'' (النجم: ۱۰/۵۳) خلعت و کرم نوازیوں کے اس خصوصی لمحے میں بھی جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی سلامتی و رحمت اور برکات کا نزول فرماتے ہوئے یوں کلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ''اے نبی محترم! تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکات ہوں۔'' تو اس موقع پر امت کے غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے ہونے والی سلامتیوں میں اپنی امت کے صالحین کو بھی یہ فرماتے ہوئے

Marfat.com

شامل فرمالیا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ''سلامتی ہو ہم پر اور تمام صالحین اللہ کے بندوں پر۔'' کمال یہ کہ اس محبتؐ کے کلمات کو نماز میں شامل کر دیا گیا۔

معراج شریف کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعامات عطا کئے گئے۔ اس خوشی و مسرت کے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو نہ بھولے بلکہ لامکاں پر بھی پروردگار عالم کے قرب میں اپنی امت کی مغفرت کیلئے دعائیں فرمائیں جنہیں شرف قبولیت عطا کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کے جھرمٹ میں: خوشحال و باوقار لوگوں سے تو ہر کوئی لگاؤ رکھتا ہے مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قربان جائیں وہ ایسے لوگوں کی مجلسوں کی زینت بھی بنتے ہیں جنہیں سب صاحب حیثیت لوگوں نے دھتکار دیا تھا اور اپنے ماننے والوں میں سے بھی جب کہیں دو گروہ بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ غرباء کی مجلس کو اختیار کرتے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغُوْنِیْ فِیْ ضِعَفَآئِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآءِ كُمْ

(ابوداؤد)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے ضعیفوں میں تلاش کیا کرو کیونکہ تم اپنے ضعیفوں کے سبب روزی اور مدد دیئے جاتے ہو۔ (مشکوٰۃ ج ۲ کتاب الرقاق ۵۰۱۴)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ وَقَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌفِی الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌاِذْدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَنَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور فقرائے مہاجرین کا گروہ بھی بیٹھا ہوا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان میں بیٹھ گئے۔ میں اٹھ کر ان کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشِّرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍوَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْمِنْهُمْ ۔

(مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الدقاق، دارمی: حدیث ۵۰۲۶)

پاس چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقرائے مہاجرین کو وہ چیز مبارک رہے جس سے ان کے چہرے کھل جاتے ہیں کہ وہ جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ان حضرات کے رنگ نکھر گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔

غرباء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ، صہیب رومی، بلال حبشی، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ اجمعین غلاموں سے تعلق رکھنے والے افراد سے جب ملتے تو اکثر ان سے سلام لینے میں سبقت لے جاتے کیونکہ ان کی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اخلاص کی بنیادوں پر استوار تھی۔ اس بات کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ ۷ انعام: ۵۴)

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غرباء امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کوئی کم شفقت ہے کہ ان پر مہربان آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام بھیجا جارہا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرباء سے محبت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کا اعزاز فرماتے ان کے قرض ادا کرتے ان کا مقام بڑھاتے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَآءَ تْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ اِلَیْكَ حَاجَةً فَقَالَ اجْلِسِیْ فِیْ اَیِّ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ شِئْتِ اَجْلِسْ اِلَیْكِ

(ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص۸۹۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ ﷺ سے ایک کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مدینہ طیبہ کے جس راستہ میں چاہے چل کر بیٹھ میں بھی وہاں بیٹھتا ہوں۔ (یعنی جہاں چاہے مجھے اپنی ضرورت سے آگاہ کردے)

عَنْ مُصَعْبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدُ اِنَّ لَهٗ فَضْلاً عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ

(بخاری دوم کتاب الجہاد والسیر ح ۵۷)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے دل میں خیال آیا کہ انہیں ان لوگوں پر فضیلت ہے جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یاد رکھو تمہارے کمزور لوگوں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں روزی دی جاتی ہے۔

غرباء کی تیمارداری اور جنازے میں شرکت: سیدنا حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غریب عورت بیمار ہوئی تو حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کی بیمار پرسی فرمایا کرتے اور ان کا حال دریافت فرماتے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ فوت ہوجائے تو مجھے مطلع کرنا۔ وہ فوت ہوگئی اور اس کا جنازہ رات کو نکلا۔ لوگوں نے رات کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا مناسب خیال نہ کیا اور اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تم مجھے اس کی وفات سے مطلع کرنا؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تھا لیکن ہم نے آپ ﷺ کو جگانا مناسب خیال نہ کیا۔

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ

(نسائی جلد اول کتاب الجنائز ص ۵۹۱)

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے یہاں تک کہ اس کی قبر پر لوگوں کی صف جمائی اور چار تکبیریں ارشاد فرمائیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قرض دار شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھتے ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا جی ہاں! اس پر دو دینار قرض ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ دو دینار میں ادا کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔

غرباء کے قرض کی ادائیگی:

فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ

جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت سے نوازا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ہر ایک

Marfat.com

مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ

(نسائی جلد اول کتاب الجنائز ص ۲۰۳)

مسلمان پر اس کی جان سے زیادہ حقدار ہوں جو شخص قرض چھوڑ کر فوت ہو جائے وہ قرض میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ کر مر جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

مساکین کی دعوت قبول فرمانا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء و مساکین کی دعوت قبول فرما لیا کرتے تھے تاکہ معاشرے میں ان کی عزت افزائی ہو اور انہیں بھی اعتماد ہو کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے غمخوار ہیں۔ لہٰذا ہمیں دنیا و مافیہا کی کوئی غم نہیں۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى اِلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالْاِهَالَةِ السَّخَنَةِ فَيُجِيْبُ وَلَقَدْ كَانَ لَهٗ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فَمَا وَجَدَ مَا يَكُفُّهَا حَتّٰى مَاتَ

(ترمذی جلد ۲ شمائل ترمذی ص ۱۵۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی پرانی چکنائی کی دعوت دی جاتی تو بھی قبول فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمانے تک اس کو چھڑانے کیلئے کچھ نہ دیا۔ (یہ فقر اختیاری کی شان تھی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں مساکین کے جھرمٹ میں:

مساکین کو اتنی فضیلت سے نوازا کہ دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ رہنے کی دعا فرمائی۔ دنیا میں بھی ان پر زیادہ شفقت رہی اور ان کے حقوق کا اخلاقی و قانونی طور پر لحاظ فرمایا اور آخرت میں بھی ان کے ساتھ حشر کو پسند فرمایا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسکینوں سے پیار کیا کرو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھنا اور مسکنت کی حالت میں

Marfat.com

دنیا سے اٹھانا اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر کرنا۔" (ابن ماجہ دوم ابواب الزہد ح: ۱۹۱۸)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: قرآن و احادیث کے سانچے میں صحابہ کرام کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کو دیکھا جائے تو ان کی محبت قرآن واحادیث کی عملی تفسیر دکھائی دیتی ہے۔ وہ ان ماں باپ بہن بھائیوں اور اہل قرابت سے عضو معطل کی طرح کٹ جاتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کی راہ میں آئے۔ غزوات میں باپ کی مشرک بیٹے سے بھائی کی کافر بھائی اور بھانجے کی ملحد ماموں سے تلوار و نیزہ بازی سے جنگ کا مظاہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ہجرت میں بھی ایسے رشتہ داروں کو خیر باد کہہ کر دامن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوقیت دی اور جب جان نثار کرنے کا موقع آیا تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر بڑھ بڑھ کر شہادت کے جام نوش فرمائے۔ الغرض وہ ہر لحاظ سے محبت صادق کی شرائط و علامات کے مظہر بن چکے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّهُمْ فِيْ شِقَاقٍ اگر لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح اے اصحاب نبی! تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پائیں گے اور اگر روگردانی کریں گے تو گمراہی میں بھٹکتے پھریں گے۔ (پ ۱ البقرہ ۱۳۷)

صحابہ کرام کے بعد والوں کے ایمان کا ان کے ایمان کے سانچے میں ڈھلنا ضروری ہے کیونکہ ان کے ایمان وعمل کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت عطا فرمایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اتباع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

قرآن واحادیث کی روشنی میں

صحابہ کرام کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عزیز و اقارب سے زیادہ محبت: صحابہ کرام کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی محبت رچ بس گئی تھی اس لئے انہیں آپ ﷺ کے سامنے تمام رشتے دار کم تر نظر آتے تھے۔ انہوں نے ہجرت و جہاد میں کئی مواقع پر رشتوں ناطوں کو ذبح کر دیا تھا۔ غزوات بدر، احد، خندق میں تمام کافر خونی رشتہ داروں سے قتال کیا۔ ان وفا شعاروں نے ان مواقع پر اپنی تلوار کی زد میں آنے والے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے کا کوئی لحاظ نہ رکھا اور یہ بات ثابت کر دی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین عزیز و اقارب سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے مسلمان ہونے کے بعد جب یہ کہا کہ ابا جان آپ رضی اللہ عنہ ایک غزوہ میں میری تلوار کی زد میں کئی دفعہ آئے تھے مگر میں نے محبت پدری کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں ہرگز نہ چھوڑتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے ایمان کی عکاسی فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام چیزوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری محبت کس طرح کی تھی۔ فرمایا اللہ کی قسم حضور ہمیں ہمارے مالوں اور ہماری اولاد اور ہمارے باپوں اور ہماری ماؤں اور سخت پیاسے کی بہ نسبت ٹھنڈ پانی سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

صحابہ کرام کی اسی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام ماسوا سے بیگانہ کر کے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق بنا دیا۔ اسی عمل کی وجہ سے وہ پوری ملت اسلامیہ کے آئمہ، متبعین بنے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہیں تو سب کچھ ہے: حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی حب میں خواتین صحابیات کا جذبہ صحابہ کرام سے کسی طرح کم نہ تھا۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور خاوند نثار ہوتے دیکھ کر فخر محسوس کرتی تھیں۔ اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے وارفتگی کا بیان الفاظ میں کرنا ناممکن ہے کہ جسے اس کے باپ اور بھائی اور خاوند کی شہادت کی خبریں دی جارہی ہیں مگر وہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر پانا چاہتی ہے۔ جب اسے خبر دی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہیں تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ انصار کی ایک عورت کا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہوگئے۔ اس خبر کے سننے پر اس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ہے۔ (اس جملہ سے مراد اس کی یہ تھی کہ حضور صحت، عافیت اور سلامتی سے ہیں یا نہیں لیکن بطور ادب اس نے یہ نہ پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے بلکہ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ جب کسی کام کا کرنا ثابت ہو جائے گا تو زندگی دنیاوی اور صحت خود بخود معلوم ہو جائے گی۔ کیونکہ فعل کو حیات لازم ہے۔ صحابہ نے جواب دیا حضور بحمد للہ خیریت سے ہیں جیسا کہ تو پسند کرتی ہے۔ عورت نے کہا مجھے دکھاؤ تاکہ میں آپ ﷺ کی زیارت کروں۔ جب اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی عرض کرنے لگی:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

(شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۱۸۔ رواہ ابن اسحاق امام المغازی والبیہقی۔ شرح شفا جلد ۳۔ صفحہ ۳۵۳)

جب آپ ﷺ صحیح وسالم ہیں تو باپ، بھائی شوہر وغیرہ کے قتل کی ہر مصیبت نرم ہے شاق نہیں۔

مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئیں: زید بن حارثہ بچپن میں والدہ کے ساتھ اپنے ننھیال جارہے تھے کہ بنو قیس کے ڈاکوؤں نے وہ قافلہ لوٹ لیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی فروخت کر دیا گیا لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قسمت کا ستارہ چمکا وہ حضرت

Marfat.com

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت پر معمور ہو گئے اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ پر اس طرح کا دست شفقت رکھا کہ انہیں اپنی غلامی و حالت زار پر غم بھول گیا انہیں اس سعادت پر رشک آنے لگا وہ اپنی ماں کے لاڈ بھول گئے اور اپنے باپ سے زیادہ محبت ملنے پر بالکل مطمئن ہو گئے جبکہ ان کا والد ان کے فراق میں ہر وقت آنسو بہاتا تھا۔ جب انہیں زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بنو ہاشم کے گھرانے میں موجود ہیں تو ان کا باپ اور چچا آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے اگر فدیہ کی طلب ہو تو منہ مانگی دولت حاضر ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اپنی مرضی سے جانا چاہے تو آزاد ہے اور اگر نہ جائے تو میں اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ مگر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا جواب محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مشعل راہ ہے۔

حضرت زید نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ﷺ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے (تاریخ خمیس)

Marfat.com

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والدین، عزیز واقارب، وطن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر کے دو جہان کی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ انہیں مکی و مدنی حیات مبارکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔ ان کا نام تمام صحابہ کرام میں سے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے درج فرمایا اور انہیں اللہ و رسول کے حکم پر شہادت کا مرتبہ ملا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر منافق باپ خوار ہو: جب رئیس المنافقین نے غزوہ بنو المصطلق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ کہے تو اس کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی مگر اس نے قسمیں کھا کر انکار کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا۔ صحابہ میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی مگر انہیں روک دیا گیا لیکن جب اس واقعہ کی خبر منافق کے بیٹے کو ہوئی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا خادم تھا اس نے جو سلوک اپنے باپ سے کیا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ وہ جنگ سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے اس وقت تک مدینہ میں داخل ہونے نہیں دوں گا جب تک اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ یہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں باپ کی کوئی عزت و محبت دل میں نہ رہی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکا۔ (تاریخ خمیس وغیرہ)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان نثاری پر اہل خانہ کا سکون قربان: صحابہ کرام کو اپنی ازواج کے پاس رہ کر سکون کرنا بالکل پسند نہ تھا جبکہ

Marfat.com

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدید گرمی کے موسم میں جہاد میں گئے ہوں۔ وہ ایسی تمام راحتوں پر لات مار کر سخت گرمی میں معیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کو فوقیت دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی داستان سنئے:

غزوہ تبوک سخت گرمیوں کے زمانے میں واقعہ ہوا تھا۔ حضرت ابوخثمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بیویوں نے ان کی آسائش کیلئے نہایت سامان کیا ہے۔ بالاخانے پر چھڑکاؤ کیا، پانی سرد کیا ہے، عمدہ کھانا تیار کیا ہے لیکن وہ تمام سامان عیش دیکھ کر بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لو اور گرمی میں کھلے ہوئے میدان میں ہوں اور ابوخثیمہ سایہ، سرد پانی، عمدہ غذا اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ لطف اٹھائے، خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے، میں ہرگز بالاخانہ پر نہ آؤں گا چنانچہ اسی وقت زاد راہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۹ تذکرہ مالک بن قیس)

تمام معاملات میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم: صحابہ کرام کی محبت صرف جہاد وقتال تک محدود نہ تھی بلکہ وہ ہر معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ لڑکیوں کے رشتے بھی حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیتے تھے۔ سرکار کے حکم پر عمل کے دوران ہر دنیاوی مصلحت سے قطع نظر کر لیتے۔ صحابہ کرام کو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان معاملات میں غور و فکر کرنے سے بے نیاز بنا دیا تھا۔ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ ایک نہایت مفلس صحابی تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے ان کو نکاح کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ جاؤ انصار کے فلاں قبیلہ میں نکاح کر لو، وہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے یہاں فلاں لڑکی سے نکاح کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ سب نے ان کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

قاصد ناکام نہیں جاسکتا چنانچہ فوراً انہوںؓ نے ان کی تعمیل کی۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۵۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ذاتی حیثیت بالکل فنا کردی تھی اور اپنی ذات اور اپنی آل و اولاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردیا تھا۔ حضرت فاطمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ تھیں۔ ان سے ایک طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے دوسری طرف آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی جن کی فضیلت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے چاہئے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی دوست رکھے لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے جس سے چاہے نکاح کردیجئے۔

(نسائی کتاب النکاح الخطبۃ فی النکاح)

۲۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کی جاں نثاریاں

اپنی جان سے زیادہ محبت: عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کی بنیاد ہی جاں نثاری پر قائم ہوئی تھی۔ مکی دور کے تیرہ سال میں کفار کی مشق ستم نے انہیں کندن کردیا تھا تپتی ریتوں اور دہکتے انگاروں پر احد احد اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے جاں گداز نے انہیں اس نہج پر پہنچا دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں یہ موقع نہ آنے دیں گے کہ کسی دشمن کے ہاتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائیں اور وہ تماشائی بن کر دیکھتے رہیں بلکہ انہوں نے ہر موقع پر جب کہ اعداء کے ہاتھ چراغ عشق کی طرف بڑھے تو بڑے بڑے سورماؤں کو خاک و خون میں لت پت کردیا۔ عرب کے بڑے بڑے بہادر قبائل نے شمع رسالت کو بجھانے کی کوشش کی تو صہیب رومی و بلال جیسے

Marfat.com

عشاق ان پر برق آسمان بن کر برسے۔ بدر، احد، خندق اور خیبر کے میدان اور بنی ہوازن کے پہاڑی دروں میں عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء کو ایسا نشان عبرت بنایا کہ آج بھی یہ مقامات شمع رسالت کے پروانوں کو دادِ تحسین دے رہے ہیں۔ الغرض سپاہ اسلام نے ہر وہ ہاتھ کاٹ دیا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور ہر اس آنکھ کو رسوا کیا جس نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میلی نظر سے دیکھا۔ جب احد و ہوازن کے میدان کارزار میں عشق کے امتحان کا وقت آیا تو محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر تیر و تلوار اور نیزے کے وار اپنے سینوں پر لئے مگر کوئی دشمن ان کی موجودگی میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچا۔ اس دوران بے شمار وفا شعاروں نے اپنے وعدے پر لبیک کہتے ہوئے شہادت کے سرمدی جام نوش کیے۔

ہر صحابی تمنائے شہادت سے سرشار تھا۔ ان کے سامنے حضور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر مرمٹنا دائمی حیات تھی۔ اس لئے ہر محبّ کا وہی عقیدہ و عمل تھا جس کا اظہار غزوہ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا:

فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اِيَّانَاتُرِيْدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْاَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَاوَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْابَدْرًا

حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوکر کہنے لگے یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سمندر میں گھوڑے دواڑنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے دوڑا دیں گے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں برک الغماد تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم ایسا کریں گے، تب رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور وادی بدر میں اترے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اللہ و سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس عزم کا اظہار کیا کرتے تھے جو ہر صحابی کے دل کی آواز تھی:

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَنِیْ وَعِرْضِیْ — بے شک میرے ماں باپ اور میری عزت
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وَقَآءُ — سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور عزت پر قربان ہوں

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ۸ ہجری نے اس بات کو یوں بیان فرمایا:

رُوْحِیْ الْفِدَآءُ لِمَنْ اَخْلَاقَهٗ — میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد
شَهِدَتْ بِاَنَّهٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ — ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

غزوہ بدر میں جب آپ ﷺ نے کفار کے مقابلے کیلئے صحابہ کرام کو طلب کیا تو حضرت مقداد بولے ہم وہ نہیں ہیں جو موسیٰ کی قوم کی طرح کہہ دیں۔

''تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور لڑو۔'' بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے لڑیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ جاں نثار فقرے سنے تو چہرہ مبارک فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ (بخاری کتاب المغازی، باب غزوہ بدر)

شہزادیٔ کونین رضی اللہ عنہا اور اعداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حاصل ہے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ انہیں یہ بھی شرف حاصل تھا کہ ان کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عملی درس دیا۔

Marfat.com

آپ ﷺ کے اعداء نے ایک مرتبہ مکۃ المکرّمہ میں آپ ﷺ کو بیت اللہ شریف کی فضاؤں میں بھی اذیت دینے سے دریغ نہ کیا۔ عین نماز کی حالت میں ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجڑی رکھوا دی جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس وقت کفار کے علاوہ اور کوئی جان نثار وہاں موجود نہ تھا جو کفار کی اس حرکت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک سے اونٹ کی اوجڑی کو ہٹا دیتا حتیٰ کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے بڑی بہادری سے آپ ﷺ کی پشت مبارک سے اوجڑی کو ہٹا دیا اور دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب برا بھلا کہا اور امت مسلمہ کو یہ عملی درس دیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی جارہی ہو تو تم تحفظِ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کمربستہ ہوجاؤ۔ مسلم شریف کی روایت میں اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود یوں بیان فرماتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح ہوئی تھی۔ ابوجہل نے کہا تم میں سے کوئی شخص جا کر فلاں محلّہ سے اونٹنی کی اوجھ لے آئے اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جائیں تو اس کو ان کے کندھوں پر رکھ دے قوم کا سب سے بدبخت شخص عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور

فَلَمَّا سَجَدَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں
وَسَلَّمَ وَضَعَ بَیْنَ کَتِفَیْہِ قَالَ	گئے تو اس نے اس اوجھ کو آپ ﷺ کے
فَاسْتَضْحَکُوْا وَجَعَلَ بَعْضُھُمْ	کندھوں پر رکھ دیا پھر وہ آپس میں مذاق
یَمِیْلُ عَلٰی بَعْضٍ وَاَنَا قَآئِمٌ اَنْظُرُوْا	کرتے اور ہنستے ہوئے ایک دوسرے پر گر
لَوْکَانَتْ لِیْ مَنَعَۃٌ طَرَحْتُہٗ عَنْ	جاتے۔ میں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کاش مجھ

Marfat.com

ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَاجِدٌ مَايَرْفَعُ رَاْسَهٗ حَتّٰى
انْطَلَقَ اِنْسَانٌ فَاَخْبَرَ فَاطِمَةَ
فَجَآءَتْ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَطَرَحَتْهُ
عَنْهُ ثُمَّ اقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ
فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ رَفَعَ صَوْتَهٗ ثُمَّ
دَعَاعَلَيْهِمْ وَكَانَ اِذَا دَعَادَعَا ثَلَاثًا
وَاِذَاسَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَ
عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا
سَمِعُوْا صَوْتَهٗ ذَهَبَ عَنْهُمُ
الضِّحْكُ وَ خَافُوْا دَعْوَتَهٗ ثُمَّ قَالَ
اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ
وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ
وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ
وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ
وَاذَكَرَالسَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْهُ
فَوَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ
الَّذِيْنَ سَمّٰى صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ

میں اتنی طاقت ہوتی کہ میں اس اوجھ کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے اٹھا
کر پھینک دیتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سجدہ میں رہے اور اپنا سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ
ایک شخص نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کو بتایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے وہ اوجھ اٹھا کر آپ ﷺ
کی پشت سے پھینکی حالانکہ اس وقت
آپ ﷺ کمسن بچی تھیں۔ پھر آپ رضی
اللہ عنہا نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر
برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی نماز مکمل کرلی تو آپ ﷺ نے
باآواز بلند ان کے خلاف دعا کی۔
آپ ﷺ جب بھی دعا کرتے تھے تو تین
مرتبہ دعا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے
تین مرتبہ فرمایا اے اللہ! قریش پر گرفت فرما،
جب قریش نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو
ان کی ہنسی جاتی رہی اور وہ آپ ﷺ کی
دعا سے خوفزدہ ہوگئے، پھر آپ ﷺ نے
دعا کی اے اللہ! ابوجہل بن ہشام کی گرفت
فرما اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور

سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ
قَالَ اَبُوْاِسْحٰقَ الْوَلِیْدُ بْنُ عُقْبَةَ
غَلَطٌ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ۔

ولید بن عقبہ اور امیہ بن خلف اور عتبہ بن ابی معیط کی گرفت فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں شخص کا نام بھی لیا تھا لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہا۔

(مسلم ۵ ج کتاب الجہاد۔ ۴۵۳۳)

سو قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے جنگ بدر کے دن دیکھا کہ جن جن کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفت کی دعا کی تھی وہ سب بدر کے کنویں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ ابواسحاق نے کہا ولید بن عقبہ کے نام میں راوی نے غلطی کی ہے (صحیح ولید بن عتبہ ہے)

دارارقم میں زخمی محبّ کی حاضری: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کے دامن میں واقع دارارقم میں تشریف فرما تھے کہ ایک روز یار غار نے کفار کو علی الاعلان دعوت حق دینے کی اجازت چاہی اور اپنے مطالبے پر اصرار کیا تو انہیں دربار رسالت سے اجازت دے دی گئی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کی نورانی فضاء میں باآواز بلند پیغام حق سنانا شروع کر دیا جیسا کہ روایت میں آتا ہے۔

قَامَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی النَّاسِ خَطِیْبًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَّكَانَ اَوَّلُ خَطِیْبًا دَعَا اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باآواز بلند لوگوں میں تقریر کرنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے علانیہ تبلیغ کے ذریعے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا۔

(تاریخ الخمیس، ۱:۲۹۴)

جب یہ نورانی پیغام کفار مکہ کے کانوں میں پڑا تو انہوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، وہ آپ رضی اللہ عنہ کو مکوں، پتھروں اور تھپڑوں سے زدوکوب کرنے لگے حتیٰ کہ آپ رضی

Marfat.com

اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑے مگر جب کفار کو کسی نے یہ کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ابوبکر کا قبیلہ تم سے ضرور بدلہ لے گا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو آدھ موا چھوڑ کر چلے گئے۔ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو خبر دی وہ جب آئیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گرا ہوا دیکھا تو کہنے لگی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے تمہارا بدلہ ضرور لے گا۔ مگر اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا کہ

مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحفاظت و خیریت سے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ اس وقت کہاں ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دارارقم میں ہیں۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے۔

فَاِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی عَلَیَّ اِلَیْہِ اَنْ لَّا اَذُوْقُ طَعَامًا اَوْ شَرَابًا اَوْ اٰتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خداء بزرگ و برتر کی قسم میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک میں اپنے محبوب ﷺ کو ان آنکھوں سے باخیریت نہ دیکھ لوں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سہارا دے کر دارارقم میں لایا گیا جس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آتے دیکھا تو انہیں تھام لیا۔ پس اپنے عاشق زار پر جھک کر اس کے بوسے لینے لگے۔ تمام مسلمان بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرف لپکے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں دیکھ کر آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوئی۔ (تاریخ الخمیس)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ حاضرِ خدمت ہیں۔ اس کیلئے دعا فرمایئے۔ لہٰذا وہ وہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

دعا سے مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی اور وہ اس عشق میں اندر ہی اندر نحیف ہوتے گئے اور ان کا وصال ہوگیا۔

كَانَ سَبَبَ مَوْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْكَمَدِ عَلٰی رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ جِسْمُهٗ بِحُوٰی حَتّٰی مَاتَ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب غم وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراق میں آپ رضی اللہ عنہ کا جسم نہایت ہی کمزور ہوگیا تھا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے

(مسند ابی بکر۔ ۱۹۸)

دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں بھی اعداء رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ﷺ کی ذات مبارک کا دفاع کرنے کا شرف حاصل ہوا جبکہ مکہ میں ہر طرف دشمن ہی دشمن تھے اور وہ ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزار رہا کرتے تھے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی بات کہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک امتی نے اس وقت کہی تھی جبکہ فرعون کے دربار میں انہیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جارہا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

عَنْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَنِیْ بِاَشَدِّ شَیْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذَا اَقْبَلَ

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے دریافت کیا کہ مشرکین نے جو سب سے سخت سلوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا، مجھے اس کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کعبہ

عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِیْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی اَخَذَ بِمَنْکِبِهٖ وَدَفَعَهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب۔۱۰۳۷)

میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر پوری طاقت کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پرے کیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہوئے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

کیا ہم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں، یہ نہیں ہوسکتا: صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا رکھنے والوں کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ لوگ مصیبت کے وقت آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے تو سراپا تسلیم و وفا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہم آپ ﷺ کو چھوڑ دیں گے یہ ممکن نہیں۔ صلح حدیبیہ میں جب عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں آپ ﷺ کے سامنے ایسے چہرے اور مخلوط آدمی دیکھتا ہوں جو آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل پر اس طنز آمیز فقرہ نے نشتر کا کام دیا اور انہوں نے برہم ہو کے کہا، کیا ہم آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ (بخاری بات صلح حدیبیہ)

رات کے وقت پہرہ: صحابہ کرام جان لیوا سردی کی راتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے گرد پہرہ دینے کو اپنے لئے سعادت دارین سمجھتے تھے۔

ایک غزوہ میں صحابہ کرام نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا، اس شدت سے سردی پڑی کہ بعض لوگوں نے زمین میں گڑھا کھودا اور اس کے اندر گھس کر اوپر سے ڈھال ڈال دی، آپ ﷺ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آج کی شب میری حفاظت کون کرے گا؟

Marfat.com

میں اس کو دعا دوں گا۔ ایک انصاری نے کہا کہ میں یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے قریب بلا کر ان کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے۔ حضرت ابو ریحانہ نے یہ دعا سنی تو کہا کہ میں دوسرا نگہبان بنوں گا۔ آپ ﷺ نے قریب بلا کر نام پوچھا اور ان کو بھی دعا دی۔ آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے لئے پاسبان مقرر کرنا بند کر دیا۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۱۳۴)

جہاد میں دفاع ذات رسول ﷺ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نگاہ شفقت تھی اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری نظر سے اوجھل ہو گئے تو میں نے آپ ﷺ کو اوّل زندوں میں تلاش کیا۔ نہ پایا پھر شہداء میں جا کر تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے بھاگ جائیں۔ بظاہر حق تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر ناراض ہوا۔ اس لئے اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس لئے اب اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ میں تلوار لے کر کافروں کے جتھے میں گھس جاؤں۔ یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ میں نے تلوار لے کر حملہ کیا یہاں تک کہ کفار بیچ میں سے ہٹ گئے۔ میری نگاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی۔ تو بے حد مسرت ہوئی اور میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب کی حفاظت کی ہے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ ان کو روکو۔ میں نے تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور بعضوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور

Marfat.com

جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیلئے بڑھی آپ ﷺ نے پھر حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے پھر تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس جوانمردی اور مدد کی تعریف کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وانه منی وانا منه بیشک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ یعنی کمال اتحاد کی طرف اشارہ فرمایا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا وانا منکما اور میں تم دونوں سے ہوں۔ (صحابہ کا عشق رسول ص ۱۱۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے محافظ کے طور پر: ابتداء ہجرت میں آپ ﷺ ایک شب بیدار ہوئے تو فرمایا کاش آج کی رات کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہتھیار کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی۔ آپ ﷺ نے آواز سن کر فرمایا کون ہے؟ جواب ملا، میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ فرمایا کیوں آئے بولے میرے دل میں آپ ﷺ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لئے حفاظت کیلئے حاضر ہوا۔ (ترمذی کتاب الفضائل مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا نہ لگے جبکہ میں شہید ہو جاؤں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق کا کیا کہنا کہ تخت دار پر بھی مئے عشق میں مخمور کہہ رہے ہیں میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں کانٹا نہ لگے جبکہ میں عشق شاہ بطحا میں قربان ہونے سے نہیں گھبراتا۔

ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ افراد پر مشتمل دستہ اہل مکہ کی خبر لانے کیلئے بھیجا۔ راستے میں ان پر بنولحیان کے ۲۰۰ افراد نے حملہ کر دیا۔ ان میں سے چار نے تو لڑتے ہوئے شہادت کا مرتبہ پا لیا جبکہ دو افراد کو اہل مکہ کے ہاں فروخت کر دیا گیا۔ وہ حضرت زید بن دثنہ اور حضرت خبیب تھے۔ حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تاکہ وہ انہیں اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیں کیونکہ حضرت زید رضی

اللہ عنہ نے امیہ کو بدر میں واصل جہنم کیا تھا۔ صفوان نے اپنے قیدی حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کیلئے حد حرم سے باہر لے گئے تو اس کا تماشا دیکھنے کیلئے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھے جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے۔

ابوسفیان نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے یوں کہا۔

اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ پسند کرتے ہوئے کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں بیٹھو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا:

مَا رَأَیْتُ مِنَ النَّاسِ اَحَدًا یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا (شفا شریف جلد۲ صفحہ۱۹)

میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی کے ساتھ اتنا محبت والا نہ دیکھا جتنا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد ﷺ سے محبت ہے

پھر اس کے غلام فسطاس نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحاق)

شہادت کے وقت ہدیہ سلام بحضور صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت خبیب ایک عرصہ تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں کہتی ہیں کہ جب خبیب ہم لوگوں کی قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیب ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی

Marfat.com

کے سر برابر ہاتھ میں لئے ہوئے انگور کھا رہے تھے اور مکہ میں اس وقت انگور بالکل نہیں تھا۔ تختہ دار پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! ہم نے اپنے آقا و مولا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ پر عمل کیا یہاں کوئی بھی نہیں جو میرا پیغام ان تک پہنچا دے تو قادر و قیوم ہے میرا اسلام ان تک پہنچا دے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آثار وحی ظاہر ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اس کے بعد آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بتایا کہ خدا نے خبیب رضی اللہ عنہ کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ آپ ﷺ نے بشارت دی جو شخص حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار سے نیچے اتارے گا اس کا مقام بہشت ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۳۸)

عارف گولڑہ شریف حضرت سید پیر مہر علی شاہ نے اس بات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

ایہا صورت رہے شالا پیش نظر، رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھی جب ہوسی گزر، سب کھوٹیاں تھیسن تدھ کھریاں

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا ان کی بیوی نے یہ ندا کی واحزناہ ہائے غم، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسی جانکنی کے عالم میں فرمایا:

وَالطَّرْبَاہُ غَدًا نُلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَاَصْحٰبُہٗ (زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۸)

واہ خوشی کل محبوبوں سے ملوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کا دیدار کروں گا

اَلْمَوْتُ جَسَرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے۔

احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات صحابہ کرام کی شہادت: غزوہ احد میں جب مسلمانوں میں افراتفری پھیلی تو اس وقت کفار نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ

Marfat.com

مبارک پر زخم آئے اور آپ ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے۔ اس موقع پر بعض صحابہ کرام نے دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمائے۔ اس غزوہ میں کسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ۹ صحابہ (جن میں ۷ انصاری اور ۲ قریشی تھے یعنی حضرت طلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما) رہ گئے۔ اس حالت میں کفار آپ ﷺ پر دفعۃً ٹوٹ پڑے تو آپ ﷺ نے ان جاں نثاروں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ان اشقیاء کو کون میرے پاس سے ہٹا سکتا ہے؟ ایک انصاری فوراً آگے بڑھے اور لڑ کر آپ ﷺ پر قربان ہو گئے۔ اسی طرح کفار برابر آپ ﷺ پر حملہ کرتے جاتے اور آپ ﷺ بار بار پکارتے جاتے تھے اور ایک ایک انصاری بڑھ کر آپ ﷺ پر اپنی جان قربان کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ساتوں بزرگ شہید ہو گئے۔ (صحیح مسلم باب غزوہ بدر)

بقول شاعر:

جان دے دے جو عشق احمد میں
اس کا مرنا قبول ہوتا ہے

کیا خوب نصیحت: نزع کے وقت درس جاں نثاری: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ پر قربان جائیں کہ خود جان کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں جبکہ اس حلاوت و عقیدت میں اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی جام شہادت نوش کرنے کا درس دے رہے ہیں۔

ایک غزوہ میں آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حضرت سعد بن ربیع انصاری کی تلاش میں روانہ فرمایا وہ لاشوں کے درمیان ان کو ڈھونڈھنے لگے تو حضرت سعد بن ربیع خود بول اٹھے کیا کام ہے؟ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارا ہی پتہ لگانے کیلئے بھیجا ہے۔ بولے جاؤ آپ ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دو اور کہہ

Marfat.com

دو کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم لگے ہیں اور اپنے قبیلہ میں اعلان کردو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے اور ان میں کا ایک متنفس بھی زندہ رہا تو خدا کے نزدیک ان کا کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ (موطا امام کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد)

جان نکلتی رہے دید ہوتی رہے: وہ بھی کیا مقام تھا اس میں کتنی روح پرور لذت تھی کہ جب عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو رہے ہوں گے سامنے نور خدا اور چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا دید ہوتی رہی ہوگی اور جان نکلتی رہی ہوگی اس حالت میں وہ عملی درس بھی دے گئے اور عشاق کا یہی مقصد حیات ہے۔

جنگ احد کی افراتفری اور بدحواسی میں جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے گھیر لیا اور اس وقت فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے تو حضرت زیاد بن سکن چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت ادا کرنے کیلئے بڑھے ہر ایک نے جاں بازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کردی مگر ایک زخم بھی رحمت عالم کو لگنے نہیں دیا اور زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ زخموں سے چور چور ہوکر دم توڑ رہے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا منہ محبوب خدا کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کرگئی۔ (مسلم غزوہ احد)

اسی پرکیف لمحے کو بڑے خوبصورت انداز میں نظم کیا گیا ؎

تیرے قدموں پر سر ہو اور تار زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے یہی مرنے کا حاصل ہو

ڈھال ہو تو ایسی: ثماس بن عثمان رضی اللہ عنہ تو کتنا خوش نصیب ہے کہ تجھے اس وقت شہید کردیا گیا جب آپ ﷺ پر حملہ آوروں کو روکنے کیلئے تم ڈھال بن گئے۔ دشمنوں کی تلواریں اور نیزے آپ رضی اللہ عنہ پر برسے اور آپ رضی اللہ عنہ مرتبہ شہادت حاصل

Marfat.com

کر گئے اور یہ بھی بتا گئے سرورِ عالیان صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھال ہو تو ایسی ہی ہو۔

غزوہ میں حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے ان کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی۔ آپ پر غشی طاری ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کی سپر بنا لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ)

اے راہ وفا کے راہی خدا تم پر راضی: سارے اہل ایمان اس تانگ میں رہتے ہیں کہ اللہ کرے کسی وفا شعاری پر اللہ اور اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ اے سچے شہید عشق وہب بن قابوس تو کتنا خوش نصیب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کہہ رہے ہیں تو اللہ سے راضی وہ تم پر راضی۔

حضرت وہب بن قابوس ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے۔ بکریاں چراتے تھے۔ اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ احد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔ بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان کو منتشر کر دے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہب نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جم گھٹے میں گھس گئے اور شہید ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کے بعد حضور کو میں نے دیکھا کہ وہب کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے اللہ تم سے راضی میں تم سے راضی ہوں۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا باوجودیکہ اس لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زخمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کے عمل پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہب کے عمل پر آیا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔ (اصابہ، قرۃ العیون)

محبوب کا انوکھا سیاہی: دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ادب و تعظیم کا اتنا بلند آستانہ ہے جہاں وہ اپنی نیازمندی کو ان الفاظ میں پیش خدمت کرتے تھے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اللہ ہمیں آپ ﷺ پر قربان کرے مگر وہ شخص کتنا خوش قسمت ہوگا جس کیلئے یہی الفاظ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں۔ آیئے دیکھیں غزوہ احد میں انتہائی نازک وقت پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہونے والوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے اپنا ترکش ان کے سامنے بکھیر دیا اور فرمایا کہ تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سپر لے کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور تیر چلانے لگے اور اس شدت سے تیراندازی کی کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر آپ ﷺ گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تو وہ کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ گردن اٹھا کر نہ دیکھیں۔ مبادہ کوئی تیر نہ لگ جائے میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ کے سامنے ہے۔ (بخاری باب غزوہ احد)

صحابہ کرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں رفاقت کا جذبہ: اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ محبت کسی قدر عجیب ہے کہ انہیں دنیاوی زندگی میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ساتھ کا گراں قدر شرف حاصل رہا مگر ان کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ وہ اخروی و دائمی زندگی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں رہیں تاکہ انہیں وہاں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہوتی رہے جس

Marfat.com

سے ان کے دلوں کو ٹھنڈک وسکون مل سکے جس طرح وہ ذوق محبت میں دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنی آتش عشق کو فرو کرتے ہیں اسی جذبہ سے بعض عاشقان پاک طینت نے اپنے دل کی بات اپنے محبوب کے حضور کہہ دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَاِنِّیْ لَاَذْکُرُکَ فَمَا اَصْبِرَ حَتّٰی اَجِیْءَ فَاَنْظُرَ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ ذَکَرْتُ مَوْتِیْ وَ مَوْتِکَ فَعَرِفْتُ اِنَّکَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّۃَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنْ دَخَلْتُھَا لَااَرَاکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۔ فَدَعَا بِہٖ فَقَرَاَھَا عَلَیْہِ

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷-

رواہ الطبرانی وابن مردویہ۔ شرح الشفا للقاری

یعنی بے شک ایک مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کیا یارسول ﷺ آپ ﷺ مجھے میرے اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں۔ بے شک میں آپ ﷺ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے نہیں رہا جاتا میں (جب) اپنی موت اور آپ ﷺ کی پردہ پوشی کو یاد کرتا ہوں پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ ﷺ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو آپ ﷺ کو نہ دیکھوں گا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ کا انعام ہے۔ وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی ہی اچھی ہے۔ حضور ﷺ نے اس

Marfat.com

والخفاجی جلد ۳۔ صفحہ ۳۴۹) کو بلایا اور آیت (تسلی کیلئے) پڑھ کر سنائی۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا وہ حضور ﷺ کا غلام ثوبان تھا اور بعض نے کہا وہ عبداللہ بن زید تھا۔

یہ آیت کریمہ نا صرف صحابہ کرام کیلئے خوشخبری تھی بلکہ یہ آیت کریمہ قیامت تک آنے محبین مصطفیٰ کیلئے بھی تسلی و سکون کا سامان فراہم کر رہی ہے کہ وہ آپ ﷺ سے محبت کی بنا پر آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پالیں گے۔

میں تیرے ساتھ جنت میں رہا کروں: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب جاں نثاروں میں سے تھے جنہیں رات کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو، مسواک وغیرہ کی خدمت کا موقع ملا کرتا تھا۔ ایک رات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کے وقت خوش ہو کر فرمایا جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو۔ مگر قربان جائیں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ایثار و محبت پر کہ انہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکار کا جنت میں ساتھ مانگ لیا اور ثابت کر دیا میرے لئے جنت میں سرکار کے ساتھ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کے وضو کیلئے پانی لا دیا کرتا تھا اور دیگر خدمت (جامہ و مسواک وشانہ وغیرہ) بھی بجا لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سَلْ (مانگو) میں نے عرض کیا اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی میں آپ ﷺ سے بہشت میں آپ ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لئے ہے کچھ اور بھی؟ حضرت ربیعہ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو وہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو کثرت سجدہ سے میری مدد کرو۔ مطلب یہ ہے کہ خود بھی اس مقام بلند کی شان پیدا کرو اور میری عطا کی ناز پر کثرت عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت ہے۔

وازاطلاق سوال کہ فرموسل بحوالہ و تخصیص نہ کرو مطلوب خاص معلوم می شود کہ کارھمہ بدست ھمت و کرامت اوست او صلی اللہ علیہ وسلم ھرچہ خواھد ھکراخواھد باذان پروردگار خودبدید۔	سرکار نے فرمایا ''مانگو'' اس میں کسی خاص مطلب کی تخصیص نہیں کی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست عزت و قوت میں ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہیں جسے چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرمائیں۔

اس صحیح حدیث پاک کی شرح میں علامہ امام ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

يُؤْخَذُ مِنْ اَطْلاَقِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ الْاَمْرُ بِالسُّوَالِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مِلْكَهٗ مِنْ اَعْطَاءِ كُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ..... وَذَكَرَ ابْنِ سَبْعَ فِىْ خِصَائِصِهٖ وَغَيْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَقْطَعَهٗ اَرْضِ الْجَنَّةِ يُعْطِىْ مِنْهَا مَا شَآءَ لِمَنْ شَآءَ	یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا ہے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں (پھر لکھا) امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے آپ ﷺ کے نام الاٹ ہوچکی) اس میں سے جو چاہیں جس کیلئے چاہیں بخش دیں۔

مجھے جنت میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہیئے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں سے ہیں۔مکی زندگی میں توحید و عشق مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ان پر بے پناہ مظالم کئے گئے پھر مدینہ منورہ میں آ گئے تو انہیں سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمات سرانجام دینے کا شرف حاصل ہوا۔ سفر میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وضو کیلئے پانی، مسواک کا انتظام کرتے اور آپ ﷺ کی سواری کا کجاوہ کستے تھے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر بیٹھنے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا کجاوہ ام ابن عبد نے نہ کسا تھا۔ آپ ﷺ کی قربت نے ان پر حقیقت واضح کر دی تھی کہ دنیا و آخرت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی نعمت اور ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ اس لئے جب ایک مرتبہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقبول دعا کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے یہی چیزیں اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اپنی قلبی محبت کا اظہار و ثبوت فراہم فرما دیا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّ اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ اِسْمَرَ عِنْدَرَسُوْلُ اللّٰہِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ قَالَ فَخَرَجَا وَ فَخَرَجَ مَعَھُمَا فَمَرُّوْا بِابْنِ مَسْعُوْدٍ وَھُوَیَقْرَءُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَا اُنْزِلَ فَلْیَقْرَأْہُ عَلٰی قِرَاءَۃِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَجَعَلَ یَقُوْلَ لَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ فَاَتَاہ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَر یبشرَا بِہٖ فَسَبَقَ ابوبکر عُمَرِ اِلَیْہِ یبشِّرُہٗ وَاَخْبَرَہٗ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْاَمَرَہٗ بِالدُّعَا ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ابن مسعود نے فرمایا کہ یہ دونوں اصحاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور تینوں بزرگوں کا گزر عبداللہ بن مسعود پر ہوا اور وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ قرآن وان ق سے پڑھے جس سے کہ وہ اترا ہے تو اس کو چاہئے کہ ابن ام عبد کی

فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا دَائِمًا لَایَزُوْلُ وَنَعِیْمًا لَایَنْفِدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ فِیْ جَنَّةِ الْخُلْدِ

قرأت کے طریقہ پر پڑھے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سوال کرو۔ دیئے جاؤ گے۔ پھر حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے پاس ان کو خوشخبری سنانے کیلئے چلے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں پیش قدمی فرمائی اور ان کو اس امر کی خوشخبری دی۔ اور یہ خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ درجہ قبولیت کو پہنچے گی۔ اس پر انہوں نے کہا اے اللہ میں تجھ سے ایسا دیرپا ایمان مانگتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہو اور ایسی نعمتیں جو کبھی پوری نہ ہوں اور تیرے جنت الخلد میں تیرے نبی ﷺ کا ساتھ۔ (مسند امام اعظم کتاب الفضائل ص ۲۹۸)

سفر وحضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منظور نظر صحابی نے ہمیں عملاً یہ درس دیا ہے کہ جب تم پر کوئی دعا کی مقبولیت کی گھڑی آئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے نعمت ایمان طلب کرو اور دوسرا بہشت میں فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ طلب کرو۔ دراصل ایمان میں بھی تو جزو لاینفك حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اس لئے انہوں نے دنیا میں حب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں زندگی بسر کرنے کی دعا کی اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ طلب کرلیا۔ اس طرح دو جہاں کی ساری نعمتیں ان کے دامن میں آگئیں۔

Marfat.com

باب نمبر ۶

عاشقان اور زخوباں خوب تر
نگاہ کریمانہ سے دشمن بھی اسیر محبت ہو گئے

پتھر کو پھاڑنا اور لوہے کو پگلانا تو بہت آسان ہے مگر قاتل و خونخوار دشمن پر کمند محبت ڈالنا مشکل کام ہے۔ ایسے دشمنوں کو کہ جو اللہ کی شمع کو بجھانے کیلئے ہر سعی کر چکے تھے اور جن کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر پر لڑتے ہوئے اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے جن کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ وہ اب اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بہانے بدلہ لے لیں مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ خود پروردگار عالم، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام، تمام مومنین، حضور کے دوست ہیں اور تمام ملائکہ بھی آپ ﷺ کے معاون ہیں (مجادلہ:۴) اور اللہ کی قوت و اذن بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وہ اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلانے والے ہیں اور ان پر اللہ کے فضل و کرم کا یہ حال ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور آپ ﷺ پر اللہ کا عظیم فضل ہے اور وہ رحمت عالم کا تاج سر پر سجا کر تشریف لائے ہیں۔ اور علم و حکمت کی بے پناہ دولت سے انہیں نوازا گیا ہے۔ پھر ان کی حفاظت کا ذمہ پروردگار عالم نے خود لے لیا ہے جیسے کہ فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ لوگوں کے شر سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔ ان تمام انعامات کے علاوہ آپ ﷺ تو ان کی خیر خواہی کے اس قدر خواہاں ہیں جتنے وہ خود اپنے آپ کے نہ تھے۔

Marfat.com

اس لئے جب ان جانی دشمنوں پر یہ راز کھلتا کہ ہم تو بے وقوف ہیں جو اس رؤف ورحیم مجسمۂ شفقت سے عداوت رکھے ہوئے ہیں جبکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند نہتے نفوس قدسیہ کو بدر، احد، خندق، حنین میں ان سے دس گنا مسلح قوت سے بھی مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور اب جبکہ وہ اللہ کی تائید ونصرت سے مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہو رہے ہیں اگر وہ آج اپنی عداوت کی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تو انہیں کوئی روک نہ سکتا تھا۔ وہ اللہ کی قدرت سے سرکش قریش مکہ کی جڑ کاٹ سکتے تھے جیسے کہ دنیا کے دستور کے مطابق باقی سپہ سالاروں نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے ایک عظیم مثال قائم کی وہ یہ کہ اپنے جمال جہاں آرا سے سرکشوں کو لذت حب الٰہی کا خوگر بنا دیا اور اپنی نگاہ کریمانہ سے ابوسفیان جیسے سرکردہ دشمن کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور اپنے اخلاق دلبرانہ سے ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو جذبہ شہادت سے سرشار کر دیا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی عطا اور اپنی پُرسوز حکمتِ عملی سے صرف پندرہ دنوں کے اندر تمام اہل مکہ کے سرکشوں کو اسلام کے شیدائی بنا دیا کہ جن کو اگر تلوار کی دھار سے مائل بہ اسلام کیا جاتا تو شاید وہ مرنا قبول کر لیتے مگر اپنی نخوت وتکبر کو ترک نہ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے اس فضل وکرم سے جس کا اللہ نے قرآن میں یوں بیان کیا ہے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی بن

تَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ اگر تم زمین کے تمام خزانے بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ ہوتی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو الفت سے جوڑ دیا ہے۔ (انفال: ۶۳)

دشمنوں میں محبت کے جذبات: جب دشمن اسیر محبت ہو گئے تو جو الفاظ انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ومحبت کے متعلق کہے وہ تاریخ کے اوراق میں

سنہری حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخدا پہلے میرے نزدیک روئے زمین پر آپ ﷺ کے چہرے سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چہرہ نہیں تھا۔ اب آپ ﷺ کا چہرہ مجھے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم کتاب الجہاد ح:۴۴۷۴)

صفوان بن امیہ اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ بدر میں اس کا باپ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ وہ غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایڑھی چوٹی کا زور لگاتا رہا۔ مگر حنین کے موقع پر جب اس کے دل میں آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا نور چمکا اور آپ ﷺ نے اسے زر کثیر سے بھی نوازا تو کہنے لگا۔ آپ ﷺ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے۔ آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہوگئے۔ (جامع ترمذی، باب ماجاء فی اعطاء المولفۃ قلوبہم)

دشمن سردار کا شمع نبوت کا پروانہ بننا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو گرفتار کر کے لائے اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

فَقَالَ مَاذَاعِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ — اے ثمامہ! تمہارا کیا ارادہ ہے۔

اس نے کہا:

فَقَالَ عِنْدِیْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُالْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَاشِئْتَ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہے، اگر آپ ﷺ قتل کریں گے تو ایک طاقتور دشمن کو قتل کریں گے اور آپ ﷺ احسان کریں گے تو ایک شکر گزار شخص پر احسان کریں گے اور اگر آپ ﷺ مال چاہتے

ہیں تو آپ ﷺ سوال کیجئے آپ ﷺ جو مال چاہیں گے آپ ﷺ کو مل جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ کر چلے گئے، دوسرے دن پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ثمامہ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا وہی جو میں آپ ﷺ سے کہہ چکا ہوں اگر آپ ﷺ احسان کریں گے تو شکرگزار پر احسان کریں گے اور اگر آپ ﷺ قتل کریں گے تو ایک طاقتور دشمن کو قتل کریں گے اور اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو آپ ﷺ سوال کیجئے آپ ﷺ جو مال چاہیں گے وہ آپ ﷺ کو مل جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کو چھوڑ کر چلے گئے حتیٰ کہ اگلے روز پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ثمامہ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا میری وہی رائے ہے جو میں آپ ﷺ سے کہہ چکا ہوں۔ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکرگزار شخص پر احسان کریں گے، اور اگر آپ ﷺ قتل کریں گے تو ایک طاقتور دشمن کو قتل کریں گے اور اگر آپ ﷺ مال کا ارادہ کرتے ہیں تو آپ ﷺ سوال کریں آپ ﷺ جو مال چاہیں گے وہ آپ ﷺ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو کھول دو، وہ مسجد کے قریب ایک کھجور کے درخت کے پاس گیا اور غسل کر کے مسجد میں داخل ہو گیا اور کہنے لگا اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدعبده ورسوله

يَامُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَاكَانَ عَلَى	اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا پہلے
الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ	میرے نزدیک روئے زمین پر آپ ﷺ
وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ	کے چہرے سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چہرہ
اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ	نہیں تھا اور اب آپ ﷺ کا چہرہ انور
مَاكَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ	مجھے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔
دِيْنِكَ	بخدا! پہلے میرے نزدیک آپ ﷺ کے

(مسلم کتاب الجہاد: ۴۴۷۴) دین سے زیادہ کوئی دین ناپسندیدہ نہ تھا اور اب مجھے آپ ﷺ کا دین تمام دینوں سے زیادہ محبوب ہے، بخدا پہلے میرے نزدیک آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر ناپسندیدہ نہ تھا اور اب آپ ﷺ کا شہر مجھ ہے تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ ﷺ کے سواروں نے مجھے گرفتار کرلیا دراں حالیکہ میرا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا۔اب آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی شخص نے ان سے کہا کیا تم نے دین بدل لیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اور سن لو خدا کی قسم! اب تمہارے پاس اس وقت تک یمامہ سے گندم کا کوئی دانہ نہیں پہنچے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دیں۔

سینے پر دست کرم رکھ کر اپنا وفا شعار بنا لیا: فضالہ بھی انہی جانی دشمنوں میں سے تھا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند پہنچانے کا منصوبہ بنایا تھا مگر جب طواف کے دوران سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر مارا جس کی برکت سے وہ ہمیشہ کیلئے آپ ﷺ کا معتقد بن گیا۔اس کا پورا واقعہ یوں ہے:

فتح مکہ کے بعد فضالہ حرم شریف میں آیا۔ دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں مصروف ہیں۔اس نے ارادہ کیا جب میں پاس سے گزروں گا تو خنجر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرکے آپ ﷺ کی زندگی کے چراغ کو بجھا دوں گا۔ جب وہ قریب پہنچا تو مرشد برحق نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا افضالۃ؟ کیا تم فضالہ ہو عرض کیا ہاں میں فضالہ ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَاذَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَكَ؟ تم اپنے جی میں کیا گفتگو کر رہے تھے؟

Marfat.com

اس نے جواب دیا۔ کچھ بھی نہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا یہ بہانہ سن کر ہنس دیئے اور فرمایا: اِسْتَغْفِرِ اللّٰہ فضالہ! اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ پھر اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور اس کے بے چین دل کو سکون نصیب ہو گیا۔ فضالہ خود کہتا تھا بخدا۔ حضور نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر جب اٹھایا تو میرے دل کی دنیا بدل گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا جہاں سے مجھے محبوب معلوم ہونے لگے۔ اسی وقت اس نے بلا تامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست ہدایت پر اسلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ فضالہ کہتے ہیں کہ جب میں حرم شریف سے واپس گھر جا رہا تھا میرا گزر اس عورت کے پاس سے ہوا جس کے پاس بیٹھ کر میں خوش گپیاں کیا کرتا تھا۔ جب میں چپکے سے اس کے پاس سے گزر گیا تو اس نے مجھے آواز دی۔ فضالہ، آؤ باتیں کریں۔ فضالہ نے جواب دیا نہیں ہرگز نہیں اور اسی وقت فی البدیہہ ان کی زبان پر اشعار جاری ہو گئے ؎

قَالَتْ هَلُمَّ اِلَى الْحَدِيْثِ فَقُلْتُ لَايَابَى عَلَىَّ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ

لَوْمَارَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَقَبِيْلَهٗ بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْاَصْنَامُ

لَرَأَيْتِ دِيْنَ اللّٰهِ اَضْحٰى بَيِّنًا وَالشِّرْكُ يَغْشٰى وَجْهَهُ الْاِءِ ظَلَامُ

''اس نے کہا فضالہ آؤ بیٹھیں باتیں کریں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ اور میرا دین اسلام مجھے اس بات سے منع کرتا ہے۔''

''فتح مکہ کے دن اگر تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کو دیکھتی جس روز بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا۔''

''اس روز تو دیکھتی کہ اللہ کا دین واضح اور روشن ہو گیا ہے اور شرک کے منحوس چہرے کو ظلمتیں ڈھانپ رہی ہیں۔'' (ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۴)

Marfat.com

عکرمہ بن ابوجہل کا محبّ صادق بننا: عکرمہ نے فتح مکہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تکالیف پہنچائیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اس کے قتل کو مباح قرار دے دیا جب اسے معلوم ہوا تو وہ مکہ سے اس ارادہ سے بھاگ نکلا کہ سمندر میں کود کر اپنی زندگی کا خاتمہ کردے گا۔ اس کی بیوی ام حکیم اس سے پہلے مسلمان ہوچکی تھی وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کیلئے عفوودرگزر کی التجا کی جو حضور نے قبول فرمالی۔

ابوداؤد اور نسائی میں مروی ہے کہ عکرمہ وہاں سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوگیا۔ راستہ میں طوفان نے آلیا اور کشتی ہچکولے کھانے لگی تو عکرمہ نے لات و ہبل کو پکارنا شروع کردیا۔ کشتی والوں نے اسے کہا، اللہ واحد لاشریک کو پکارو۔ عکرمہ نے یہ سن کر کہا، اگر سمندر میں ان بتوں کی پوجا نہیں بچا سکتی تو خشکی میں بھی ان کی شفاعت ہمارے کسی کام نہیں آسکتی۔ اگر سمندر کی موجوں میں اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص نجات کا باعث بنتا ہے تو کیوں نہ خشکی میں اسی کو اخلاص سے پکاروں پھر اس نے کہا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ عَھْدٌ اِنْ اَنْتَ عَافَیْتَنِیْ	اے اللہ! میں تجھ سے پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ
مِمَّا أَنَا فِیْہِ اَنْ اٰتِیْ مُحَمَّدًا حَتّٰی	اگر تو مجھے اس مصیبت سے بچالے گا تو
أَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِہٖ لَأَجِدَنَّہٗ عَفُوًّا	تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
غَفُوْرًا کَرِیْمًا	حاضر ہوں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں

دے دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں میں معاف کرنے والا، بخشنے والا کریم پاؤں گا۔

بیہقی میں مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کی گزارش پر اسے امان دے دی۔ وہ اسے تلاش کرنے کیلئے ساحل سمندر پر پہنچی تو دیکھا کہ وہ کشتی میں سوار ہے اور کشتی کا ملاح اسے کہہ رہا ہے اخلص اخلص خلوص کا اظہار کر۔ اس نے پوچھا میں کیا کہوں۔ اس نے کہا کہو: لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے قفل کھول دیئے اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اسی اثنا میں اس کی بیوی ام حکیم پہنچ گئی اور اسے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے، میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی بارگاہ سے

آئی ہوں جو تمام لوگوں سے زیادہ نیکوکار ہے اور سراپا خیر ہے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈال، میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے لئے امان لے کر آئی ہوں۔ تو پھر وہ دونوں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے چلے تو دوسری طرف سرکار نے صحابہ سے فرمایا عکرمہ مطیع ہوکر آیا ہے۔ لہٰذا اس کے باپ کو اس کے سامنے برا بھلا نہ کہنا کیونکہ مرے ہوئے کو اگر برا بھلا کہا جائے تو اس کے زندہ رشتہ داروں کو اذیت پہنچتی ہے۔

امام زہری اور ابن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے فرعون ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو جب دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرط مسرت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر اتار کر اس پر ڈال دی اور فرمایا:

مَرْحَبًا بِمَنْ جَاءَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا — میں اس شخص کو خوش آمدید کہتا ہوں جو ایمان لایا اور ہجرت کر کے میرے پاس آیا

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بیوی کی معیت میں دست بستہ کھڑا ہوگیا۔ اس کی بیوی نے نقاب اوڑھا ہوا تھا، اس نے عرض کی کہ اس عورت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امان دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے سچ کہا ہے، تجھے امان ہے۔ پھر اس نے کمال ادب سے اسلام قبول کیا اور کلمہ شہادت سب کے سامنے پڑھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عکرمہ! جو تم مجھ سے مانگو گے وہ میں تمہیں عطا کروں گا۔ اس نے کہا اِسْتَغْفِرْلِیْ كُلَّ عَدَاوَةٍ عَادَيْتُكَهَا میرے رسول! جو عداوتیں میں نے آپ ﷺ سے کی ہیں میری ہر عداوت کو معاف فرما دیجئے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعِكْرَمَةَ كُلَّ عَدَاوَةٍ عَادَانِيْهَا اَوْ مَنَهَ تَكَلَّمَ بِهٖ — اے اللہ! عکرمہ نے جو میرے ساتھ دشمنیاں کی ہیں ان سب کو اس کیلئے معاف فرما دے اور زبان سے جو اس نے اذیت

Marfat.com

(بحوالہ ضیاء النبی) پہنچائی ہے اس کو بھی بخش دے۔

قاتل بھی انہیں دل دے بیٹھے: شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ اپنے اس واقعہ کو بڑے وجد میں بیان کیا کرتے تھے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر اسلام لائے تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ پر لوگ مسلمان ہو گئے لیکن میں حالت کفر پر اڑا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہوازن کو ان کی شرارت کی سزا دینے جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ ہولیا تا کہ اگر اس سفر میں کوئی ایسا موقع مل سکے کہ میں پیغمبر اسلام کی زندگی کے چراغ کو گل کر کے اپنے مقتولین باپ، چچا اور چچازاد بھائیوں کا بدلہ لے لوں اور میں نے اپنے دل میں یہ پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اگر پورا عرب بھی اسلام قبول کر لے گا تو میں پھر بھی کفر پر ہی قائم رہوں گا۔ جب مسلمانوں پر بنو ہوازن کے تیر اندازوں نے دروں سے اچانک حملہ کر دیا تو اس وقت لشکر اسلام میں انتشار پیدا ہو گیا سوائے چند افراد کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر یہ فرما رہے تھے اِنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا ابْنِ عَبْدُالْمُطَلَبِ اور اس دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے خچر سے نیچے اتر آئے تو میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنی تلوار بے نیام کر لی اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ میں وار کرنے ہی والا تھا کہ آگ کا ایک شعلہ بجلی کی تیزی سے میری طرف لپکا اور میری آنکھیں اس کی چمک سے خیرہ ہو گئیں۔ میں خوف سے کانپنے لگا اس کی تیز روشنی سے بچنے کیلئے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس وقت شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر تبسم فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نیت بد کو بھانپ لیا تھا اور میرا نام لے کر پکارا یَا شَیْبَۃُ اُدْنُ مِنِّیْ اے شیبہ، میرے نزدیک آ جاؤ۔ جب میں قریب ہوا، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ اِلٰھِیْ! شیبہ کو شیطان کے شر سے بچا لے۔ اس ایک

نگاہ لطف و کرم نے میرے دل کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ شیبہ اپنے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ لَهُمْ فِي السَّاعَةِ صَارَأَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ سَمْعِي وَبَصَرِي وَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ فِيَّ

اسی لمحہ حضور مجھے اپنے کانوں اور آنکھوں سے زیادہ محبوب ہوگئے اور میرے دل میں حضور کے خلاف جو جذبات جوش مار رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ونشان مٹا دیا۔

(احمد بن زینی دحلان السیرۃ النبویہ ج ۲ ص ۲۹۴؟)

پھر حضور نے حکم دیا اُدْنَ فَقَاتِلْ میرے قریب آجا اور کفار سے برسر پیکار ہو جا۔ میں اس جوش وخروش سے کفار پر حملہ آور ہوا کہ اگر میرا باپ زندہ ہوتا وہ میرے سامنے آتا تو میں اس کا سر بھی قلم کر کے رکھ دیتا۔ جب تک یہ جنگ جاری رہی دشمنان اسلام سے برسر پیکار رہا۔

جنگ کے بعد میں خدمت اقدس میں زیارت کیلئے حاضر ہوا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھا تو فرمایا:

يَاشَيْبَةُ الَّذِي أَرَادَاللّٰهُ خَيْرٌ مِمَّا أَرَدْتَّ بِنَفْسِكَ فَدَلَّنِي بِكُلِّ مَا أَضْمَرْتَهُ فِي نَفْسِي مِمَّا لَمْ أَذْكُرْهُ لِأَحَدٍقَطُّ فَقُلْتُ اِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَأَشْهَدُأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اے شیبہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں جو ارادہ فرمایا وہ اس ارادہ سے کہیں بہتر تھا جو تو نے اپنے بارے میں کیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دل میں چھپے ہوئے جذبات پر مجھے آگاہ کیا حالانکہ میں نے کسی شخص کو بھی ان پر مطلع نہیں کیا تھا۔ یہ سن کر میں بے ساختہ کہہ اٹھا بے شک میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(احمد بن زینی دحلان "السیرۃ النبویہ" جلد ۲ صفحہ ۲۹۴۔۲۹۵)

بے پناہ عطا سے دل موہ لیا: عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ سے یہ واقعہ ان کی زبانی سنئے۔ وہ کہتے ہیں:

Marfat.com

ہجرت مکہ سے پہلے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ میں نے کہا یا محمد! آپ ﷺ کیسی عجیب وغریب باتیں کررہے ہیں؟ آپ ﷺ مجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کا پیروکار بن جاؤں حالانکہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کے دین کو ترک کردیا ہے اور ایک نیا دین لے آئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ عہد جاہلیت میں ہمارا یہ دستور تھا کہ ہم زائرین کیلئے سوموار اور جمعرات کو کعبہ شریف کا دروازہ کھولا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ دوسرے لوگوں کی معیت میں کعبہ میں داخل ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ بڑی بدخلقی کا مظاہرہ کیا اور نہایت ناشائستہ انداز میں گفتگو کی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی برہمی کا اظہار نہ کیا بلکہ بڑے حلم اور بردباری سے میری بدکلامی کو برداشت کیا۔ البتہ بڑی نرمی سے مجھے فرمایا:

يَاعُثْمَانُ لَعَلَّكَ سَتَرٰى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِىْ أَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ	اے عثمان! یاد رکھو ایک دن آنے والا ہے جب تو دیکھے گا کہ یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کروں گا۔

میں یہ سن کر بوکھلا گیا اور میں نے کہا کیا اس روز قریش کی عزت وآبرو خاک میں مل چکی ہوگی۔ تبھی تو یہ انقلاب رونما ہوسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عثمان! جس دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اس روز قریش ذلیل وخوار نہیں ہوں گے بلکہ ان کی عزت وشوکت کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہوگا۔ بَلْ عَمِرَتْ يَوْمَئِذٍ وَّعَزَّتْ

عثمان کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد میری لوح قلب پر نقش ہوگیا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ ان کی زبان پاک سے جو بات نکلتی ہے وہ لامحالہ ہوکر رہتی ہے۔ میں نے سوچا کہ میں مسلمان ہوجاؤں لیکن میری قوم کو میرے اس ارادہ کی کہیں بھنک پڑ گئی انہوں نے مجھے سختی سے جھڑکا۔ اس لئے میں نے ایمان لانے کا ارادہ ترک کردیا۔

جس روز مکہ فتح ہوا تو حضور نے مجھے حکم دیا کہ کعبہ کی کلید پیش کرو۔ میری کیا مجال

Marfat.com

تھی کہ انکار کرتا۔ فوراً گھر سے چابی لے آیا اور بصد ادب بارگاہ رسالت میں پیش کردی۔ حضور نے فرمایا عثمان! تمہیں وہ دن یاد ہے جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ ایک روز یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کردوں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چابی مجھے عطا فرمائی۔ ساتھ ہی فرمایا خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَايَنْزَعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ یعنی یہ چابی لے لو اور میں یہ تمہیں ابد تک کیلئے دے رہا ہوں اور جو تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور عبدالرزاق کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْمَعْ لَنَا الْحِجَابَةَ وَالسِّقَايَةَ اے اللہ کے رسول کعبہ کے زائرین کو پانی پلانے کی خدمت کے ساتھ ساتھ ہمیں کعبہ کی کلید برداری کا شرف بھی مرحمت فرمایئے۔ لیکن رحمت عالم نے اپنے محترم چچا کی اس عرضداشت کو شرف قبولیت نہیں بخشا بلکہ فرمایا آج کا دن انتقام لینے کا دن نہیں، آج کا دن میرے ابر کرم و وفا کے برسنے کا دن ہے۔ اس وقت چابی سیدنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی ان کے ہاتھ سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی اور فرمایا:

خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَايَنْزَعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ

اے عثمان! یہ کلید میں صرف تمہیں نہیں دے رہا بلکہ قیامت تک آنے والی تیری نسلوں کو بخش رہا ہوں۔ میری عطا کی ہوئی یہ کلید جو تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

(سبل الہدیٰ، جلد ۵ صفحہ ۳۶۶
خاتم النبیین جلد ۳ صفحہ ۱۰۱۰)

آج یہ چابی ان کی نسل کے پاس آ رہی ہے۔ (بحوالہ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۴ ص ۴۶۹)

ابوسفیان کی گواہی: اسلام سے قبل ابوسفیان نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لینے کیلئے ہر ممکن انسانی سعی کی۔ وہ یہود اور پورے عرب کے بارہ ہزار لشکر لے کر

Marfat.com

مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کیلئے حملہ آور ہوا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا بلکہ ناکام ہوکر اپنے لشکروں کو لے کر فرار ہوگیا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ اسلام کو قبول تو کرلیا مگر اس کا دل ابھی ایمان کا خوگر نہیں ہوا تھا۔ اس لئے جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وفاشعاروں کے جھرمٹ میں مکہ میں داخل ہورہے تھے تو اس وقت ابوسفیان نے دل میں سوچا کہ کاش میں اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے مقابلہ شروع کردوں۔ اسی لمحے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب پہنچ گئے اور اس کے سینہ پر اپنے دست مبارک سے ضرب لگائی اور فرمایا اِذًا یُخْزِیْكَ اللّٰہُ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا۔ ابوسفیان یہ ارشاد سن کر ششدر رہ گیا اور عرض کرنے لگا:

أَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِمَّا تَفَوَّهْتُ بِهٖ مَاأَیْقَنْتُ أَنَّكَ نَبِیٌّ حَتَّی السَّاعَةِ اِنِّیْ كُنْتُ لَاُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِذَالِكَ

یارسول اللہ! میں توبہ کرتا ہوں اور وہ بلواس جو میں نے اپنے دل ہی میں کی ہے اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ یہ بات تو میں نے صرف اپنے دل میں کہی تھی یعنی اگر ایسی باتوں پر بھی آپ ﷺ آگاہ ہوجاتے ہیں تو

(سبل الہدیٰ جلد ۵ ص ۳۷۰)

اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ ﷺ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲- بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں

گناہگاروں کی محبت کی قبولیت

گنہگار عاشق بدبخت نہیں: زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص سے بدفعلی کا ارتکاب ہوگیا مگر اس نے دربار رسالت میں اقرار جرم کرلیا اور شریعت کے مطابق اسے سنگسار کردیا گیا مگر اس کے بعد کچھ لوگوں نے اس کے متعلق نازیبا الفاظ کہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایمان کی گواہی دی۔ اس کی آخرت میں بخشش

Marfat.com

اور توبہ کی قبولیت کی تصدیق کی۔ اس کی تفصیل حدیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اسلمی آیا اور چار دفعہ اپنے اوپر گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے حرام فعل کیا ہے۔ ہر دفعہ آپ ﷺ اس سے منہ پھیر لیتے۔ جب پانچویں دفعہ اس نے اقبال جرم کیا تو فرمایا کیا تم نے اس سے صحبت کی؟ عرض گزار ہوا، ہاں۔ فرمایا یہاں تک کہ یہ چیز اس چیز پر غائب ہوگئی؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا کہ جیسے سلائی سرمہ دانی میں گم ہوجاتی ہے۔ یا رسی کنویں میں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ زنا کیا چیز ہے؟ عرض گزار ہوا، ہاں میں نے اس سے حرام طریقے پر وہی فعل کیا جو آدمی حلال طریقے پر اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ فرمایا کہ کہنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ عرض گزار ہوا میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے پاک کردیں۔ پس آپ ﷺ نے حکم فرمایا تو اسے سنگسار کردیا گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو ساتھیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ اس شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو نہ چھوڑا مگر ایسے سنگسار کروایا جیسے کتے کو کیا جاتا ہے۔ پس دونوں خاموش ہوگئے۔ پھر کچھ دیر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک گدھے کی لاش کے پاس سے گزرے جس کی ٹانگیں اٹھی ہوئی تھیں۔ فرمایا کہ فلاں اور فلاں آدمی کہاں ہیں۔

فَقَالاَ نَحْنُ ذَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَنْزِلاَ فَكُلاَ مِنْ جِيْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ فَقَالاَيَانَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ يَاكُلُ مِنْ هٰذَا قَالَ فَمَانِلْتُمَامِنْ عِرْضِ اَخِيْكُمَا اٰنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِّنْهُ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِىْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا

(مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الحدود: ۳۴۶۰)

دونوں عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہیں ہیں۔ فرمایا اترو اور اس گدھے کی لاش سے کھاؤ۔ دونوں عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو کون کھاتا ہے؟ فرمایا کہ تم نے جو اپنے بھائی کی ابھی آبروریزی کی ہے وہ اس میں سے کھانے کی نسبت زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس

Marfat.com

کے قبضے میں میری جان ہے اب وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ سے محبت ہے اور یہ انسان کیلئے ابدی سعادتوں کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا جو فرد مسلمان بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دل و جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے وہ کسی طرح بھی بے قدر اور بدنصیب نہیں رہتا کیونکہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جب کسی کے رگ و پے میں سرایت کر جائے تو وہ کسی لحاظ سے بھی منحوس نہیں رہتا بلکہ وہ قسمت سکندری کا مالک ہے کیونکہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باوفا فرد اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں صاحب عزت ہے وہ کسی سے کم نہیں۔

اَنَّ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اِسْمُهٗ ظَاهِرًا وَكَانَ يُهْدِىْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهٗ وَكَانَ رَجُلاً دَمِيْمًا فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهٗ فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَلَا يُبْصِرُهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذَا اَرْسِلْنِىْ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَأْلُوْا مَا اَلْصَقَ ظَهْرَهٗ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی جس کا نام زاہر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنگل کا تحفہ لایا کرتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے سامان عطا فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت محبت کرتے تھے حالانکہ وہ بظاہر بدصورت تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ (حضرت زاہر رضی اللہ عنہ سامان بیچ رہے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیچھے سے اس طرح بغل گیر ہو گئے کہ وہ آپ ﷺ کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ انہوں

Marfat.com

بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عَرَفَهٗ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذَا الْعَبْدَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا وَّاللّٰهِ بَجَدُنِيْ كَاسِدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ عِنْدَاللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ اَوْقَالَ اَنْتَ عِنْدَاللّٰهِ غَالٍ

(ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص ۸۲۵)

نے کہا کون ہے مجھ کو چھوڑ دے۔ اسی اثناء میں مڑ کر دیکھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر انہوں نے نہایت اہتمام سے اپنی پیٹھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے برکت کیلئے ملنا شروع کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں یا آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیش قیمت ہو۔

حضرت زاہر رضی اللہ عنہ اگرچہ بظاہر بدصورت تھے مگر ان کے دل کو آتش عشق نے پرسوز بنا دیا تھا۔ اس محبت کے سوز و گداز کی بنا پر وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی ایک عزت کا مقام بنا چکے تھے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ ہو۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں بھی مقرب ہو جاتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں تو یہ اصول کافرما ہے۔

"کہ اللہ تمہارے مالوں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (حدیث)

حضرت زاہر رضی اللہ عنہ اگرچہ بظاہر خوبصورت نہ تھے مگر کیا یہ ان کی کم خوش نصیبی ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق فرما رہے ہیں۔

لٰكِنْ عِنْدَاللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ اَوْقَالَ اَنْتَ عِنْدَاللّٰهِ غَالٍ

تو اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں یا آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کے نزدیک بیش قیمت ہو۔

اے اللہ ذوالجلال والاکرام اگرچہ ہم عاصی و گنہگار ہیں مگر ہم بھی تیرے محبوب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق محبت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسے شرف قبولیت عطا فرما۔

مزہ تب ہے کہ گرتوں کو سنبھال لیں ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم : محبت بھی ایک عجب جذبہ ہے کہ جب یہ کسی محبّ میں پیدا ہوجائے تو وہ محبوب کی نظروں میں پسندیدہ بن جاتا ہے۔ اگرچہ محبّ میں لاکھ نقص ہوں اس محبّ کی قسمت کا کیا کہنا جسے لوگ تو برا کہہ رہے ہوں مگر محبوب اس کے محبّ صادق ہونے کی گواہی دے۔

اس سچے محبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمت پر قربان جائیں کہ جس سے بار بار غلطی سرزد ہوئی ہے اور اس پر شراب نوشی کی حد لگائی گئی پھر جب اس پر کسی دوسرے اس کے ساتھی نے اس پر لعنت کی جس پر رحمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جوش میں آ گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا اسے برا نہ کہو میں تو اس کی قلبی کیفیت سے واقف ہوں یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رَجُلًا اِسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا	ایک آدمی جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا
كَانَ يُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ	وہ نبی کریم ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی کریم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	ﷺ نے اسے شراب پر کوڑے مارے تھے۔
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ	ایک دفعہ اسے لایا گیا تو آپ ﷺ کے حکم
فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ	سے کوڑے مارے گئے۔ لوگوں میں سے
رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ	ایک نے کہا اے اللہ! اس پر لعنت کر، اسے
مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى	کتنی دفعہ لایا گیا ہے نبی کریم ﷺ نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ	فرمایا، اس پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ خدا کی قسم
مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے

(مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الحدود: ۳۴۵۸) رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

یہ فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عاشق کیلئے ایک مژدہ ہے کہ اگرچہ ان کے اعمال تو محبان صادق کی مثل نہیں مگر انہیں یہ تو سعادت حاصل ہے کہ ان کے دلوں

Marfat.com

میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام ہے اور یہ جذبہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قابل قبول بھی ہے۔

وہ عاصیوں کے ملجاء و ماویٰ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ سے تمام عزیز و اقارب اور اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرے اور آپ ﷺ کی کامل اطاعت کرے مگر شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ جو مسلمان عمل کے لحاظ سے ناقص ہیں آپ ﷺ نے ان کیلئے انتہائی نرم گوشہ اختیار فرمایا اگرچہ وہ اپنے عمل کے لحاظ سے تو فاسق ٹھہرے مگر گناہگاروں کے غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی شفقت کی آغوش میں لیا۔ ان کیلئے رو رو کر دعائیں فرمائیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا عَلٰی عَهْدِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ، فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَبِهٖ فَجَلَدَفَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَااَكْثَرَمَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ اِلَّااَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(بخاری ۳ کتاب الحدود: ج ۱۶۸۴)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا نبی کریم ﷺ نے اسے شراب پینے پر کوڑے لگوائے۔ ایک روز اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا اے اللہ! لعنت اسے کتنی دفعہ لایا گیا ہے پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔

بخاری شریف کی اس سے اگلی روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے مقابلے کے بارے میں شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی وہ تمہارا مسلمان بھائی ہے۔ اگرچہ

اس سے برا فعل سرزد ہوگیا۔اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شریعت میں گناہگاروں کی محبت ثابت وقبول ہے۔

اس بارگاہ کے تازیانے بھی تو عطائیں ہیں: پوری دنیا کے انسانوں کی بستی میں ایسی کوئی بارگاہ ہوئی ہے نہ ہوگی کہ جب اس کے چاہنے والے محبان باوفا کیلئے محبوب کا ناروا سلوک ان کیلئے بارگاہ خداوندی میں قرب میں اضافہ کردے اور وہ ان کیلئے سعادت بن جائے۔

یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے محبان باوفا پر خاص عنایت ہے کہ اگر وہ بشری تقاضے سے کبھی ان سے کچھ خفا ہوئے تو وہ نگاہ پاک کا ایسا تازیانہ ثابت ہوا کہ جس نے محب کے مقام کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دوبالا کردیا اور اسے قرب کے اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل ہوگئی کیونکہ اس بارگاہ کے اصول نرالے ہیں۔ اس محبوب کے تازیانے بھی شفا ہین اور کسی عطا سے کم نہیں ہیں۔ بقول شاعر

کیا یہ کوئی ان کی کم عطا ہے
کہ ان کے تازیانوں میں بھی شفا ہے

ایک دن ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دعا کیلئے عرض کی۔ آپ ﷺ کی زبان سے ایسے الفاظ صادر ہوئے کہ تیری عمر دراز نہ ہو جس کو وہ عتاب سمجھی مگر اسے کیا معلوم تھا کہ اس بارگاہ کے تازیانے تو ایسی عطائیں ہیں جن سے قرب خداوندی میں اضافہ ہوتا ہے۔

عَنْ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَاِنِّىْ قَدِاتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاَيُّمَامُؤْمِنٍ اٰذَيْتُهٗ اَوْسَبَبْتُهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہے جس طرح بشر کو غصہ آتا ہے اسے غصہ آتا ہے اور میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تو عہد کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرتا۔ سو میں جس مومن کو

Marfat.com

اَوْ جَلَدْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ كَفَّارَةً قُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم ج کتاب البر والصلہ ح ۶۴۰۸)

ایذا دوں یا سب کروں یا اس کو سزا دوں تو اس کو اس کیلئے کفارہ اور ایسا قرب بنا دے کہ وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:

عَلَيْهِ مِنْ اُمَّتِیْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِاَهْلٍ اِنْ يَّجْعَلَهَا لَهٗ طَهُوْرًا وَّزَكٰوةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهٗ بِهَا مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم فی ادب: ح ۶۵۰۳)

میں اپنی امت میں سے جس غیر مستحق کیلئے دعا ضرر کروں اس دعا کو اس کیلئے پاکیزگی، رحمت اور ایسا قرب بنا دے جس کے ساتھ وہ قیامت کے دن اللہ کے قریب ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا عَبْدٍ مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم کتاب البر وصلہ وادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! میں جس بندہ مومن کو سب کروں تو اس کو اس بندے کیلئے قیامت کے دن قرب بنا دے۔

عقل کے گھوڑے دوڑانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بشریت کے متعلق ان ارشادات سے جو چاہیں نتیجہ اخذ کریں مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبان باوفا کیلئے یہ ارشادات مژدہ روح و جاں ہیں۔

۳- وادیٔ مدینہ میں خوشیوں کی برسات

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے تبوک گئے کئی ماہ گزر گئے تھے۔ مدینہ میں پیچھے رہنے والے بچے، عورتیں، بوڑھے افراد کے دلوں میں اس طویل ہجر و فراق سے ایک انقلاب برپا تھا۔ ان کے دلوں میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوزش نے آتش عشق کو بھڑکا دیا تھا۔ انہیں چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر نے نڈھال کر دیا۔ دلوں کی دھڑکنیں اس حسین لمحے کے انتظار میں تھیں اور آنکھیں بھی

Marfat.com

انہیں راہوں میں بچھی ہوئی تھیں جدھر سے اس کوکب ہمایوں کی آمد متوقع تھی۔

ایک دن وہ سہانی گھڑی آ ہی گئی کہ وہ شہنشاہ مدینہ اپنے شہر کے اس قدر قریب آ گئے کہ اس کے درودیوار نظر آنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: هٰذِهٖ طَابَة یعنی یہ پاکیزہ شہر ہے، میرے رب نے مجھے یہاں بسایا ہے۔ یہ شہر اپنے باشندوں سے خبث کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح تارکول لوہے کے زنگار کو دور کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر جب کوہ احد پر پڑی تو فرمایا هٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یعنی یہ احد ایک پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

ادھر مدینہ شریف کی طرف سے عورتیں، بچے اور بچیاں اس شاہسوار عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت کی سوغات لئے استقبال کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی دید سے انہوں نے آنکھوں کی پیاس بجھائی اور دلوں کو ناقابل بیان تسکین پہنچائے کو فقیدالمثال استقبال کیا وہ محبت جس کا اس موقع پر دونوں طرف سے اظہار کیا گیا ایک تو اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی دوسری طرف یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کی قلبی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے۔ جب وہ دُلدُل کے سوار مدینہ شریف میں داخل ہو رہے تھے تو یہ بچے، بچیاں اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا اظہار ان الفاظ سے کر رہے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا — جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

مسجد نبوی میں محفل مسرت: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب واپس آتے تو پہلے مسجد نبوی میں جا کر دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ تو تبوک سے واپسی کے بعد بھی حسب معمول ایسا ہی فرمایا۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کرنے کیلئے

Marfat.com

عرض کی جو منظور کرلی گئی اور اس طرح مسجد نبوی میں ایک محفل کا انعقاد ہوا جس کا موضوع اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان تھا۔

ضیاء الامت پیر کرم علی شاہؒ نے اس واقعہ کو اپنے محبت بھرے الفاظ میں اپنی معرکۃ الارا تصنیف ضیاءِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں بیان کیا ہے:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھنے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور نے فرمایا قُلْ لَّا یُفَضِّضُ اللّٰہُ فَاکَ ''سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم الشان قصیدہ اس محفل میں پڑھ کر سنایا جس کی صدارت صدر بزم کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس کے سامعین صحابہ کرام کی نوری جماعت تھی اور اس جلسہ کا انعقاد مسجد نبوی کے پاکیزہ صحن میں ہوا۔ اس قصیدہ کے چند اشعار آپ بھی سماعت فرمائیں تاکہ آپ کو علم ہو جائے کہ شمع جمال مصطفوی کے پروانے کس پیار و محبت سے اپنے محبوب کی ثنا خوانی کیا کرتے تھے اور کس عزت و احترام کے ساتھ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے میلاد پاک کا تذکرہ کیا کرتے تھے:

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ فَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ
فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ
وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا فِیْ صُلْبِهٖ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

''اے اللہ کے محبوب! جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ساری زمین کا چپہ چپہ روشن ہوگیا۔ اور آسمان کے کنارے بھی آپ کے نور سے جگمگانے لگے۔''

''اور ہم آپ ﷺ کے اس ضیاء و نور میں ہدایت کے رستوں کو طے کررہے ہیں۔''

''آپ ﷺ ابراہیم خلیل اللہ کیلئے بھڑکائی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے۔

Marfat.com

ان کی صلب میں آپ ﷺ کا نور تھا۔ آگ کی کیا مجال تھی کہ ان کو جلا سکے۔"

چمنستان محبت میں بہار محبت: تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین گلشن محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گلشن کو اپنی رحمت کے پانی سے سیراب کیا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ معرفت کی خوب پاسبانی کی۔ ان کی عقیدت و محبت کو درست سمت دی اور اپنی محبت کے پسینہ سے اسے سینچا کہ وہ کمزور پودے تن آور لہلہاتا ہوا چمنستان بن گئے جس کے پھولوں نے حب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھینی بھینی خوشبو سے چار سو عالم کو معطر کر دیا اور دنیا جہان کے ذوق سلیم رکھنے والوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا۔ اس گلشن میں اس وقت خوب بہار محبت کا سماں پیدا ہو جاتا کہ جب اس کے ہر مہکتے ہوئے پھول کی مہکِ محبت کو اعتماد و تصدیق کی دولت سے نوازا جانے کی امید لگ جاتی۔

ایک مرتبہ کئی دنوں سے خیبر میں یہودیوں کا ایک قلعہ تسخیر نہیں ہو رہا تھا۔ کئی اللہ کے سپاہیوں نے نافرمانوں سے پنجہ آزمائی کی مگر مکمل کامیابی نہ ہو سکی تو ایک روز زبان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یوں گویا ہوئی کہ اے گلشن محبت کے مہکتے پھولو! تم میں سے ایک ایسے مرد کو علم عطا کیا جائے گا جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اس کے ہاتھ پر اللہ فتح عطا فرما دے گا۔ آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ سنیے:

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رُجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

گلشن محبت کے پھولوں کیلئے یہ ایک انمول موقع تھا جس سے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کی مہک محبت پر مہر تصدیق ثبت ہو جانی تھی۔ اس لئے ہر فرد اس تصدیق محبت کے حصول کیلئے رات بھر تڑپ اور امنگ میں پیچ و تاب کھاتا رہا کہ شاید یہ سعادت مجھے مل جائے اور میری عقیدت اور وفا قبولیت کا شرف حاصل کر لے۔

Marfat.com

چنانچہ یہ رات بڑی بے چینی سے گزری۔ جب صبح ہوئی تو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام صحابہ کرام حاضر ہوئے اور ان کے دلوں میں یہ تمنا تھی کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے علم عطا فرما دیں حالانکہ ان میں سے کئی نفوس قدسیہ کو بدر، احد، خندق اور حدیبیہ کے مقام پر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا مژدہ مل چکا تھا۔ آیئے یہی بات راوی حدیث کی زبان سے سنیں۔

قَالَ نَبَاتَ النَّاسُ یَدُوْکُوْنَ لَیْلَتَھُمْ اَیُّھُمْ یُعْطَاھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْا اَنْ یُّعْطَاھَا

راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھئے جھنڈا کس کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ سارے یہی تمنا لے کر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے۔

مگر اس موقع پر یہ سعادت اخیٔ رسول اور شہزادیٔ کونین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند نامدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی جو حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چراغ تھے جنہوں نے اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و محبت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ نہ جانے اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کتنا روحانی کیف و سرور حاصل ہوا ہوگا جب انہیں دست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح و نصرت کا علم دیا گیا ہوگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقِیْلَ ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَارْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاْتِیْ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ تَھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلاً وَاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ الْحُمْرُ النَّعَمِ

(بخاری روم کتاب المغازی ح ۱۳۶)

علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر انہیں بلایا گیا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کیلئے دعا کی۔ پس وہ ایسے شفایاب ہوئے گویا انہیں سرے سے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ پس جھنڈا انہیں عطا فرما دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض گزار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس وقت تک ان کے ساتھ لڑوں جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ فرمایا تم چپکے سے ان کے میدان میں جا اترو اور پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کا حق ہونے کے باعث ان پر کیا واجب ہے۔ پس خدا کی قسم اگر ایک آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمہاری وجہ سے ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنا: صحابہ کرام اس حقیقت سے روشناس تھے کہ ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستی مبارک ہے کہ جس کے لبوں کی جنبش سے ہم نے قرآن سنا۔ جس کے چہرے کی محبت و زیارت سے ایمان ملا جس کی یُزَکِّیْهِمْ (وہ ان کو پاک کرتے ہیں) کی نگاہ پاک سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوا جس کی رحمت بھری تعلیم سے آراستہ ہو کر وہ دنیا کی اجڈ قوم کی نجوست سے نکل کر رہنمائے عالم بنے اور جو اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتا جو اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہیں لیتا جس کے طواف کوچہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور جس کے قرب میں آنے سے اللہ کا قرب حاصل ہو۔

کیوں نہ ہم اس کے در کے غلام بن جائیں اور اس کے ہر حکم کی پیروی سے مرتبہ سرمدی پالیں تاکہ اس کی محبت کے سوز میں چاکری کر کے ہمارے دلوں کی آتش شوق مزید بھڑک اٹھے۔ لہٰذا وہ ان ابدی کرم نوازیوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے کیلئے بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نہ کوئی خدمت کر کے فخر محسوس کرتے۔

خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب: ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خادمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب پانے کیلئے [illegible] اس در پاک کی خدمت کی۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بچپن ہی سے ان کی والدہ نے آپ ﷺ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا۔

صحابیہ کی خدمات: حضرت سلمٰی ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت کی کہ ان کو خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حاصل ہوا۔

(ابوداؤد کتاب الطب، باب الحجامہ)

سواری مبارک کے ساتھ چلنے کی خدمت: زہے نصیب کہ جسے سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا سپاہی بن کر آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامے ساتھ ساتھ چلنے کا موقع ملے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک بھی اس پر پڑے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مستقل خدمت گزار تھے، ان کا کام یہ تھا کہ سفر میں آپ ﷺ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ ابواب شہر رمضان باب العقودتین)

حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب اوج کمال کی بلندیوں کو چھونے لگے کہ جب ان میں سے ایک اپنے ہاتھ میں ناقہ کی مہار تھامے ساتھ ساتھ جا رہا ہے جبکہ دوسرا آپ ﷺ کے سر انور کے اوپر دھوپ سے سایہ کئے جا رہا ہے جبکہ ہزاروں مسافر یہ منظر دیکھ کر پر مسرت ہیں۔ جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں رمی جمرہ کرنا چاہی تو خدام بارگاہ میں حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما ساتھ ساتھ تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ناقہ کی نکیل تھی اور دوسرے بزرگ آپ ﷺ کے سر پر اپنا کپڑا تانے ہوئے چلتے تھے کہ آفتاب کی شعائیں چہرہ مبارک کو گرم نگاہوں سے نہ دیکھنے پائیں۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الحرم۔ ظلل)

سفر و حضر میں خصوصی خدمات: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں کو سیدھا کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے لئے وجہ افتخار جانتے تھے۔ آپ ﷺ کے جوار قرب میں بسیرا کر کے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہ جانے کتنا دلی سکون ملتا ہوگا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہناتے ہوئیں گے اور کبھی سفر کا

Marfat.com

سامان تیار کرتے ہوں گے، غسل کے وقت پردہ کرتے ہوں گے، سفر میں بچھونا بچھاتے ہون گے اور وضو کا پانی لے کر ایک مستعد خادم کی صورت میں کھڑے ہوجاتے ہوں گے وہ منظر کتنا جانفراح ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ ﷺ کہیں جاتے تو وہ پہلے آپ ﷺ کو جوتیاں پہناتے پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ ﷺ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ ﷺ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے پھر آپ ﷺ کو عصا دیتے، آپ ﷺ اٹھتے پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے آگے آگے عصا لے کر چلتے اور حجرہ مبارکہ تک ساتھ چلتے۔

آپ ﷺ نہاتے تو پردہ کرتے، سوتے تو بیدار کرتے، آپ ﷺ سفر میں جاتے تو بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا، اس لئے وہ صاحب سواد رسول اللہ یعنی آپ ﷺ کے میر ساماں کہے جاتے تھے۔ (طبقات بن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعود)

حضرت ابواسمع رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، چنانچہ جب آپ ﷺ غسل فرماتے تو وہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہوجاتے اور آپ ﷺ ان کی آڑ میں نہالیتے۔

ٹھنڈے پانی کا انتظام: عزت اور محبت کی وجہ سے صحابہ کرام آپ ﷺ کے آرام و آسائش کا نہایت خیال رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی کسی قسم کی تکلیف گوارا نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ ایک سفر میں تھے جس میں ایک صحابی نہایت اہتمام کے ساتھ آپ ﷺ کیلئے پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔ (کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل)

آستانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دربان کی خدمت: اے حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کتنا خوش نصیب ہے تو اسی قدسی در کا دربان ہے جہاں ملائکہ بھی سیس نواتے ہیں اور جس در کی یہ شان ہے۔

دیکھی نہیں اگر کسی نے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھے کہ جبرائیل ہیں دربان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی شب و روز آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہتے، جب آپ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے تو وہ دروازے پر بیٹھ جاتے کہ مبادہ آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔

ایک بار آپ ﷺ نے ان کو تاہل اختیار کرنے کا مشورہ دیا، بولے یہ تعلق آپ ﷺ کی خدمت گزاری میں خلل انداز ہوگا جس کو میں پسند نہیں کرتا لیکن آپ ﷺ کے بار بار کے اصرار سے شادی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ (مسند بن حنبل ج ۴ ص ۵۸، ۵۹)

رفع حاجت کے دوران خدمت: ایک وقت وہ تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلوۂ جہاں آرا کے دشمن بن کر اس در کی جانب قدم اٹھا رہے تھے مگر جب انہیں صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دل و جان دے بیٹھے تو اب اس در کی معمولی خدمات کو بھی سرمایہ سمجھ کر خدام دربار میں شامل ہیں۔

ایک بار آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پانی کا کوزہ لے کر کھڑے رہے، آپ ﷺ نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ کیا ہے؟ بولے کہ وضو کا پانی، فرمایا کہ ہر وقت اس کی ضرورت نہیں۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاستبراء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اس سعادت مندوں میں سے ہیں جنہیں فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفع حاجت کے دوران خدمت کا موقع ملا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو ہمیشہ خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ان کو اکثر یہ شرف ہوتا کہ جب آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے تشریف لے جاتے وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے اور آپ ﷺ وضو کرتے۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الرجل یدلک یدہ الارض اذا تخی)

خدمات صحابہ رضوان اللہ عنہم میں محبت کا پہلو: مذکورہ بالا سطور میں چند صحابہ کی خدمات کا قدرے اختصار سے ذکر کیا گیا لیکن ان مستند واقعات سے بڑی آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین حضورت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی گہری عقیدت ظاہر کرنے کیلئے ایسا کرتے تھے تاکہ ان کی وفا درجہ قبولیت حاصل کرلے اور ان کے اہل وعیال اس پاک در کی قدرور قیمت اپنے دلوں میں بسالیں۔

Marfat.com

صحابیات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: ان اللہ والیوں کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی کیا یہ کوئی کم دلیل ہے کہ ان کے بیٹوں نے غزوات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بڑھ چڑھ کر جام شہادت نوش کیے جن کے سہاگ ان جنگوں میں لٹ گئے مگر انہوں نے زبان سے حرف شکایت ادا نہ کیا۔ ان کے بھائیوں نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء سے جہاد کے دوران گہرے زخم کھائے۔ پس انہیں جب بھی ان کے بیٹوں، بھائیوں اور خاوندوں کی شہادت کی خبر دی جاتی تو ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم شہداء کی بہنیں اور مائیں ہیں کوئی اس بات پر فخر کرتیں کہ ہم شہداء کی بیٹیاں ہیں اور یہ کہتی کہ ہم شہداء کی بیوائیں ہیں جن کے اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کی شہادت پر یہ احساسات تھے ان کی دلی محبت کا کیا عالم ہوگا۔

صحابیات کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوات کیلئے مدینہ سے عازم سفر ہوتے تو وہ مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیروعافیت سے واپسی کیلئے دعائیں مانگتی اور نذر بھی مانتی تھیں۔

ایک بار آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ (جاریہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا کہ. یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ ﷺ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپ ﷺ کے سامنے دف بجا کے گاؤں گی۔

جنت میں دائمی رفاقت کا جذبہ: حضرت ام عمارہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَآئِیْ فِی الْجَنَّۃِ (مدارج النبوۃ دوم ص ۱۲۶)

محبت کا اظہار: حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ تھیں۔ جب وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتیں تو فرط مسرت سے کہتیں ''بَـــابِـــیْ'' یعنی میرے ماں باپ

Marfat.com

آپ ﷺ پر قربان۔ (نسائی کتاب الحیض باب شہد الحیض العیدین دعوۃ المسلمین)

تبرکات سے محبت: ایک مرتبہ آپ ﷺ نے پانی یا دودھ پی کر حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمایا۔ ''بولیں میں اگرچہ روزے سے ہوں لیکن آپ ﷺ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا اہتمام: ایک روز آپ ﷺ نے حضرت جابر کے مکان پر تشریف لے جانے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے نہایت اہتمام سے آپ ﷺ کی دعوت کا سامان کیا اور بی بی سے کہا، دیکھو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے ہیں تمہاری صورت نظر نہ آئے۔ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ دینا، آپ ﷺ سے بات چیت نہ کرنا، آپ ﷺ تشریف لائے تو بستر بچھایا، تکیہ لگایا، آپ ﷺ مصروف خواب استراحت ہوئے تو غلام سے کہا کہ آپ ﷺ کے جاگنے سے پیشتر بکری کے اس بچے کو ذبح کر کے پکا لو۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ منہ ہاتھ دھونے کے ساتھ ہی روانہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ بیدار ہو کر منہ ہاتھ دھونے سے فارغ ہوئے تو فوراً دسترخوان سامنے آیا، آپ ﷺ کھانا کھاتے تھے اور قبیلہ بنو سلمہ کے تمام لوگ دور ہی دور سے آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے کہ قریب آتے تو شاید آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی، آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو کر روانہ ہوئے تو ان کی بیوی نے پردہ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر اور میرے شوہر پر نزول رحمت کی دعا کرتے جایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔ (مسند ابن حنبل ج ۳ ص ۲۱۸)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کا جذبہ: حضرت طیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ ﷺ کی حفاظت کرتے اور آپ ﷺ کی طرف سے لڑتے۔

(استیعاب تذکرہ حضرت طیب)

Marfat.com

رات کے وقت نعتیہ اشعار پڑھنا: حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو (ایام خلافت میں) لوگوں کی دیکھ بھال و حفاظت کیلئے گشت کررہے تھے تو ایک گھر میں چراغ روشن دیکھا کہ ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے:

علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ الطیبون الاخیار، قد کنت قواما بکا بالاسحار، یالیت شعری والمنایا اطوار، ھل تجمعنی حبیبی الدار

(رواہ ابن المبارک فی الزہد شفا جلد۲ صفحہ ۱۸۔۱۹، نسیم جلد۳ صفحہ ۳۵۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ نیکوں کا درود ہو متقی برگزیدہ ان پر درود بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرمانے والے اور سحر کو بہت رونے والے تھے۔ کاش مجھے علم ہوتا جب کہ مقصودوں میں مختلف واقعات حائل ہوجاتے ہیں۔ کیا مجھے اور میرے محبوب کو کوئی وار جمع کرے گی یعنی کون سے گھر وصل وصال ہوگا۔

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو وہاں بیٹھ گئے اور رونے لگے۔

خادمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی کہ ان کو خادمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حاصل ہوا۔ (ابوداؤد کتاب الطب، باب الحجامہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں لینا:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا وَمَا ھُوَ اِلَّا اَنَا وَاُمِّی وَاُمُّ حَرَامٍ خَالَتِی فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ بِکُمْ فِی غَیْرِ وَقْتِ صَلٰوۃٍ فَصَلّٰی بِنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور گھر میں صرف میری ماں اور خالہ ام حرام تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں حالانکہ وہ کسی فرض نماز کا

Marfat.com

فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ اَيْنَ جَعَلَ اَنَسٌ مِّنْهُ قَالَ جَعَلَهُ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ دَعَالَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَالَتْ اُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَالِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِيْ اٰخِرِ مَادَعَالِيْ بِهٖ اَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ

(مسلم ج ۲ کتاب المساجد ۱۴۰۰)

وقت نہیں تھا۔ (ایک شخص نے ثابت سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کس جگہ کھڑا کیا تھا، ثابت نے بتایا اپنی دائیں جانب) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم گھر والوں کیلئے دنیا اور آخرت کی ہر فلاح کیلئے دعا فرمائی۔ میری ماں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا چھوٹا سا خادم ہے اس کیلئے خصوصی دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے میرے لئے ہر خیر کی دعا کی اور آخر میں فرمایا "اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت اور برکت عطا فرما۔

سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ بِرَاسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَاِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ

(ترمذی دوم ابواب الدعوات ح ۱۵۷۷)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میری خالہ مجھے نبی اکرم (ﷺ) کی خدمت میں لے کر گئیں۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے چنانچہ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ ﷺ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا اور دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا تو وہ چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح تھی۔

باب نمبر ۷

حب رسول اللہ ﷺ میں آنسوؤں کی جھڑیاں

محبت کا رقت آمیز پہلو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں صحابہ کرام ہر انداز سے کامل ہو گئے تھے۔ ان کی خوشی وغمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی وغمی سے ہم آہنگ ہوگئی۔ ان کے دلوں کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی اور ان کی روح کیف ومستی میں مچلنے لگتی۔ بسا اوقات خوشی میں بے اختیار آنسو بہہ نکلتے جو ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وفا شعاری کا اظہار بن جاتے۔ اسی طرح اگر کسی طرح آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مغموم دکھائی دیتے تو محبوب کو اس رقت آمیز حالت میں دیکھ کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دمسازوں کے دل وجہ معلوم کئے بغیر افسردہ ہو جاتے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اہل وفا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں جاری ہو جاتیں۔ کبھی ایسا نہ ہوتا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غمگساروں سے ترش رویئے سے پیش آئے ہوں اور فرمایا ہو کہ ناسمجھو میں تو کسی وجہ سے اس کیفیت میں ہوں تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس کی بجائے اکثر مواقع پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کی قدر وحوصلہ افزائی کی جاتی اور ان کی وفا پر مہر تصدیق ثبت کر دی جاتی۔

صحابہ کرام کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی ایک عجب کیفیت پائی جاتی تھی۔ وہ تڑپ جو بچے کے اندر اس کی ماں سے جدائی کی بنا پر پیدا ہو ان میں آپ ﷺ سے قلبی لگاؤ اس سے بھی زیادہ تھا۔ انکا درد مریضِ لاچار کی آہ وفغاں سے بھی زیادہ پرسوز تھا۔ ان کی محبت کی یہ نہج اللہ کے حکم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے بنی تھی۔ اس لئے وہ اس متاعِ بے بہا پر دنیا کی کسی چیز کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔

Marfat.com

رقت آمیز پہلو سے ہی محبت اپنی انتہا کی بلندیوں کو چھوتی ہے۔ ذوق الفت ہی وہ احساس ہے جس سے دن بدن آتش عشق میں اضافہ ہی ہوتا ہے لہٰذا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی فرد مسلمان کو اعلیٰ درجات تک پہنچاتی ہے۔

سوزِ صدیق رضی اللہ عنہ: جب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ اذن ہجرت دے دے تو اس وقت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوز جگر سے یہ دعا کیا کرتے تھے الٰہی مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی رفاقت نصیب فرمایئو۔ پھر ایک روز سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

''اذن سفر مل گیا ہے۔''

تو یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور مسرت سے ان کا دل شگفتہ پھول کی طرح کھل گیا۔ اسی لمحے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس غلام کو بھی سفر میں رفاقت عطا ہوگی۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ تم اپنی وفا شعاری کی بنا پر سفر میں رفاقت سے بہرہ مند ہوگے تو یہ سن کر خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اس عظیم نعمت کے حاصل ہونے کی مسرت میں ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہنے لگیں۔ اس واقع کی عینی شاہد حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے:

وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ قَطُّ قَبْلَ ذٰلِكَ اَنَّ	خدا کی قسم! اس دن سے پہلے مجھے یہ علم نہیں
اَحَدٌ يَبْكِىْ مِنَ الْفَرَحِ حَتّٰى رَأَيْتُ	تھا کہ کوئی خوشی سے بھی روتا ہے یہاں تک
اَبَا بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ يَّبْكِىْ	کہ اس روز میں نے حضرت صدیق اکبر
(البرایۃ والنھایۃ: ۳:۱۸۸)	رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا۔

اس کے بعد یہ سفر شروع ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ کفار کی معاندانی کارروائیوں سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح حفاظت کی جائے۔ دشمنوں کی شرانگیزی کی فکر نے انہیں ایک نرالی کیفیت سے دوچار

Marfat.com

کردیا۔ کبھی محبوب مکرم کے آگے ہوجاتے پھر یکدم گھوم کر تیزی سے پیچھے ہٹ جاتے، ابھی اس طرح پیچھے پیچھے چلتے زیادہ دیر نہ گزرتی تھی کہ پھر برق رفتاری کے ساتھ قدم بڑھا کر آگے آگے چلنا شروع کردیتے۔

جب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پروانے کی یہ البیلی کیفیت دیکھی تو فرمایا:

يَاابَابَكْرٍ مَالَكَ تَمْشِىْ سَاعَةً خَلْفِىْ وَسَاعَةً بَيْنَ يَدِىْ

کیا بات ہے؟ یہ تم پر کیسی اضطراری کیفیت حاوی ہے؟ کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتے ہو؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ جواب دیا جو عشق و وفا کی دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گا اور تاریخ کے زریں صفحات پر سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم مخلص اور عاشق غلام کے ان سچے جذبات سے بہت متاثر ہوئے اور پوچھا!

يَا اَبَابَكْرٍ! لَوْ كَانَ شَىْءٍ لَاَحْبَبْتَ اَنْ يَكُوْنَ بِكَ دُوْنِىْ

اگر واقعی کوئی ناگوار حادثہ پیش آ گیا تو کیا تم پسند کرو گے کہ تمہیں تکلیف پہنچے اور میں محفوظ رہوں۔

(البدایۃ والنہایۃ۔۳:۱۸۰)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رقت آمیز لہجے میں دست بستہ عرض کی میرے آقا! میرے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی کہ میری ناچیز ذات حضور پر نثار ہوجائے۔ میں تو دل و جان سے یہ چاہوں گا کہ بے شک میری جان چلی جائے لیکن حضور کی ذات مبارک ہر قسم کی اذیت و تکلیف سے محفوظ رہے اور آپ ﷺ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ اور جب چلتے چلتے غار ثور کے قریب پہنچے تو عرض کیا:

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ﷺ یہیں ٹھہریئے، پہلے میں اندر جا کر غار صاف کرتا ہوں، مبادا کوئی درندہ زہریلا کیڑا یا کوئی خطرناک جانور اندر چھپا ہوا ہو۔ میں چاہتا ہوں اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آئے تو میری ذات اس کی زد میں آئے۔ حضور ﷺ نے اس سے بالکل محفوظ رہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لپک کر اندر گئے، غار کو اچھی طرح جھاڑا، فرش

Marfat.com

صاف کیا، کپڑے پھاڑ کر سوراخ بند کئے۔ جب یقین ہوگیا غار بالکل محفوظ ہے تب اپنے محبوب سے عرض کی کہ اندر تشریف لے آئیں۔

جب کفار کا گروہ غار کے دہانے تک پہنچا تو عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ نیچے نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ ﷺ نے جو بات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمائی وہ قرآن کی زبانی سنئے:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (پ۱۰ توبہ ۴۰)

دو میں سے ایک نے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے ساتھی سے کہا کہ گھبراؤ مت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھ کر حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رونا:

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ نے یہ سعادت بخشی تھی کہ انہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں کھلانے کا موقع ملا۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہیں۔ انہیں ایمان لانا نصیب ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ ان کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اکثر دوپہر کے وقت ان کے ہاں آرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امن ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبہ تھیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا ہوا دیکھ کر رونے لگیں۔ اپنے اس عمل سے اپنی گہری محبت کا اظہار فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَتْ بِنْتٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَغِیْرَۃٌ فَاَخَذَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَمَّھَا اِلٰی صَدْرِہٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلَیْھَا فَقُبِضَتْ وَھِیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلُ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سن بچی جب مرنے کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ بعدازاں اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ دیئے۔ وہ آپ ﷺ کی موجودگی میں

Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَااُمَّ اَيْمَنَ اَتَبْكِيْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ مَالِيْ لَااَبْكِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَسْتُ اَبْكِيْ وَلٰكِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ يُنْزَءُ نَفْسُهٗ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَيَحْمَدُاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

(نسائی:۱: کتاب المناقب (۵۷۲)

وصال فرما گئیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے ام ایمن آپ رضی اللہ عنہا روتی ہیں اور میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں تو میں کیوں نہ روؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں روتا نہیں لیکن آہستہ آہستہ رونا اور محض آنسو نکلنا اللہ کی طرف سے بندے پر رحم ہے۔ بعدازاں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کیلئے بہرحال بھلائی ہے۔ اس کی جان دونوں پسلیوں سے نکلتی ہے۔ تاہم وہ اللہ جل جلالہ کا بہرحال شکرگزار ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دلی کیفیت: ایک دفعہ وہ صرف اس وجہ سے رونا شروع ہوگئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس رو رہے تھے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سرکار کو آبدید دیکھ کر رونا آپ رضی اللہ عنہ کی اس محبت کو عیاں کرتا ہے جو ان کے دل میں موجود تھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَرَ ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِيْ طَوِيْلاً ثُمَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے لب اقدس اس پر رکھ دیئے۔ پھر بہت دیر تک روتے رہے۔

Marfat.com

الْتَفَتَ فَاِذَا هُوَبِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَبْكِىْ فَقَالَ يَاعُمَرُ هٰهُنَا تَبْكُبُ الْعَبَرَاتُ

جب آپ ﷺ نے چہرہ اقدس اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اس مقام پر آنسو بہانا چاہئے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب المناسک ح ۷۲۶)

انصار مدینہ کا زار و قطار رونا: انصار نے تو اپنے ایمان کا آغاز ہی اس بیعت سے کیا تھا کہ ہم ہر حال میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں گے اور اگر آپ ﷺ سمندر میں بھی کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود جائیں گے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اہل مکہ میں سے نومسلم حضرات کو مال عطا کیا مگر انصار مدینہ کو نہ دیا تو کچھ لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں مال سے محروم رکھا گیا حالانکہ ان کا یہ شکوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے گہری محبت کی بنا پر تھا۔ اس کی بنیاد بغض و عناد یا منافقت نہ تھی۔ اسی بات پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْ الَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَاَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِىْ قَرْيَتِهٖ قَالُوْا قَدْ كَانَ ذَاكَ قَالَ كَلَّا اِنِّىْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ وَالْمَحْيَامُحْيَا كُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ فَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَبْكُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ وَاللّٰهِ مَاقُلْنَا الَّذِىْ قُلْنَا اِلَّا الضِّنَّ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ

اے جماعت انصار! انہوں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کہا تھا کہ اس شخص پر اپنے ہم وطنوں کی محبت غالب آ گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے۔ انصار زار و قطار روتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور کہا بخدا ہم نے جو کچھ کہا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

Marfat.com

وَيَعْذِرَانِكُمْ (مسلم ج ۵ کتاب الجہاد ۴۵۰۷)

میں کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت سمجھائی کہ کیا یہ کم سعادت ہے کہ میری زندگی اور وصال تمہارے ساتھ ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں جبکہ تم اپنے ساتھ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ ان ارشادات سے جب یہ انہیں معلوم ہوا کہ واقعی یہ خوش نصیبی ہیں کہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ ہے تو اور ہمیں کیا چاہیے۔ اس بات نے انہیں آبدیدہ کردیا اور وہ زاروقطار روتے ہوئے معذرت کرنے لگے۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی محبت کا انداز: حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دہکتے انگاروں پر صدائے عشق بلند فرمائی۔ انہوں نے تپتی ہوئی ریت سے جھلسنے کو تو قبول کیا مگر دل سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو بجھنے نہ دیا۔ ان کی یہ ساری تکلیفیں اس وقت کافور ہوجاتیں جب ان کی نگاہ جان جاناں کے مکھڑے پر پڑتی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے کفار کی اذیتوں اور غلامی سے نجات دلا دی تو پھر وہ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنے دل کی تسکین کا سامان کرتے رہے اور انہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے در کا دربان و خازن بننے کا شرف حاصل رہا۔ نہ جانے انہیں اس در پاک کی چاکری سے کتنا لطف حاصل ہوتا ہوگا اس طرح یہ لطف وکیف کے لمحات گزرتے گئے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر آخرت فرما گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف کے درودیوار سونے سونے لگنے لگے۔ محبوب کے مقامات کو خالی دیکھ کر ان سے رہا نہ جاتا۔ لہٰذا انہوں نے مدینے سے کوچ کنارا کا فیصلہ فرما لیا۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا علم جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں

Marfat.com

نے انہیں روکنا چاہا اور کہا اے بلال رضی اللہ عنہ تجھے مسجد نبوی کی فضاؤں کو اپنی اذان سے مہکاتے رہنا چاہئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ الْمَدِیْنَةَ بِدُوْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَاَحْمِلُ مَقَامَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِیًا عَنْہُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اب مدینہ میں جی نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ میں ان خالی و افسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں حضور تشریف فرما ہوتے تھے۔

بخاری شریف کی روایت میں آپ رضی اللہ عنہ کا جواب اس طرح درج ہے:

یَا اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِکْنِیْ وَاِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِلّٰہِ فَدَعْنِیْ (صحیح البخاری، ۲:۵۳۱)	اے ابوبکر رضی اللہ عنہ محترم اگر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے روک لیں اور اگر اللہ کی رضا کی خاطر خریدا تھا تو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

شام سے کوئے مدینہ کی طرف سفر شوق: ابھی شام گئے چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور اس میں آپ ﷺ نے حکم دیا۔

مَا ھٰذِہِ الْجَفْوَةِ یَا بِلَالُ اَمَا اِنَّ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ یَا بِلَالُ	اے بلال رضی اللہ عنہ! تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا کیا ہماری ملاقات کو تیرا جی نہیں چاہتا؟

آپ رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوتے ہی مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد اور حجروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا شروع کر دیا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے تو قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا جبکہ زبان پر یہ الفاظ تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ﷺ نے تو مجھے فرمایا تھا کہ آ کر مل جاؤ اب خادم حلب سے حاضر خدمت ہے یہ کہہ کر بے ہوش ہوگئے۔ اتنے میں سارے مدینے میں خبر ہوگئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں تو مدینے کے بوڑھے، بچے اور جوان مسجد میں آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے

کہ آج مسجد نبوی میں اذان دے کر پہلی یادوں کو تازہ کر دیجئے۔ مگر انہوں نے کہا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان پڑھتا تھا تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پر چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کرتا تھا لیکن اب کس کی زیارت کروں گا۔ لہٰذا جب لوگوں نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہلوایا تو انکار نہ کر سکے اور ان کے حکم پر اذان دینا شروع کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ ہر طرف آنکھوں سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنسو چھلکنے لگے یہ پر کیف منظر ابن عساکر کی روایت میں بیان ہوا:

فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اِرْتَجَتِ الْمَدِيْنَةُ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِزْدَادَتْ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَرَجَ الْعَوَاتِقُ خُدُوْرَهُنَّ وَقَالُوْا بَعَثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رُئِيَ يَوْمٌ اَكْثَرَ بَاكِيًا وَّلَا بَاكِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِكَ الْيَوْمَ

جب آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے اذان کے ابتدائی الفاظ اللہ اکبر، اللہ اکبر ادا کرنا شروع کئے تو اہل مدینہ سسکیاں لے لے کر رونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے جذبات میں اضافہ ہوتا چلا گیا جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ سبھی یوں تصور کرنے لگے جیسے رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لے آئے ہیں۔ (رقت و گریہ زاری کا عجیب منظر تھا) آپ ﷺ کے وصال کے بعد اہل مدینہ پر اس دن سے بڑھ کر رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

(ابن عساکر، ابو احمد حاکم)

علامہ اقبال نے اذان بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خوب بات کہی ؎

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

Marfat.com

باب نمبر ۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جمادات و نباتات کی محبت

جدید سائنس نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ نباتات روشنی و اندھیرے میں تمیز کرتے ہیں۔ روشنی اور درجہ حرارت جیسے محرکات کی سمت میں واضح حرکات کرتے ہیں۔ سورج مکھی کا پھول سورج کی طرف رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ پودے بیرونی محرکات کو پہنچانتے ہیں تو پھر ان کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاننا اور حکم کی بجا آوری کرنا بھی قابل قبول ہے۔ کئی مواقع پر درختوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو جھک کر آداب بجالاتے اور جو حکم ہوتا اس پر عمل کرتے نمونے کے طور پر صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَ اَعْرِفُ اِنَّكَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ تَشْهَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا مجھے کیسے معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں؟ فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس کھچے کو بلاؤ تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گرا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اَلاعْرَابِیُّ نے فرمایا واپس ہوجا وہ واپس ہوگیا اور اس اعرابی نے اسلام قبول کیا۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۶۲)

یہ تو درختوں کا حال ہے جبکہ انسان تو اللہ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت کے پابند ہیں۔ انہیں اس واقعہ سے اپنے ذوق ایمان میں اضافہ کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جبل احد کی محبت: جانوروں اور پودوں میں قوت حس موجود ہے مگر بے جان اشیاء میں کون سی حس ہے کہ جب ان کے پاس اللہ کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم قدم رنجہ فرماتا ہے تو وہ اپنی عقیدت ومودت کا اظہار بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام کے گجرے پیش کر کے کیا کرتے تھے جبکہ جبل احد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا مانوس ہو چکا تھا کہ اس کے پتھر کلیجے میں بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آبیاری ہوگئی پھر اس کی قسمت یاوری کا کیا کہنا کہ دربار نبوی میں اس کی محبت کی تصدیق کی گئی۔ اس کی محبت کے صلے میں اسے یہ خوشخبری دی گئی کہ ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ فَقَالَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِبْرَاهِيْمُ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا

(ترمذی ابواب المناقب:۱۸۵۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ یااللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کو حرم بنایا اور میں اس مدینہ طیبہ کے سنگلاخوں کے درمیانی حصہ کو حرم بناتا ہوں۔

جدید سائنسی تحقیق نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ بعض تابکار عناصر سے ہر وقت شعاعیں نکلتی رہتی ہیں جن کی جدید مشینوں سے واضح نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً یورینیم کی تابکار شعاعوں کو گائیگر کاؤنٹر سے Detect کیا جاتا ہے جبکہ یورینیم کے بھاری نیوکلیس کو

Marfat.com

ایٹمی ری ایکٹر میں توڑ کر دو حصوں میں توڑا جاتا ہے تو اس سے بے پناہ توانائی کے ساتھ ساتھ تابکار شعاعیں بھی خارج ہوتی ہیں۔ اگر انہیں کنٹرول نہ کیا جائے تو وہ اردگرد کی حیات کو مفلوج کر دیں اور دنیا میں کئی ممالک میں اس قسم کے حادثات نے تباہی پھیلائی ہے۔ نیوٹن کے قانون تجاذب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کائنات کے ہر دو اجسام میں قوت کشش موجود ہے جو ان کی کمیتوں کے حامل ضرب کے راست متناسب اور ان کے درمیانی فاصلے کے مربع کے بالعکس متناسب ہے۔ یہ قوت کشش غیر مرئی ہے مگر محسوس کی جاسکتی ہے اور ہر دو اجسام کے درمیان یہ قوت کشش نیوٹن کے اس فارمولے سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ جمادات بھی قوت حس رکھتے ہیں اور جب ان پر سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے تو وہ اپنی قوت حس سے خصوصی اظہار محبت کرتے ہیں اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اسے محسوس کر لیتے تھے۔ ثابت ہوا کہ سرکاری دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب جمادات کی حس مودت کو محسوس فرما لیتے ہیں تو ذی شعور مومنین کی محبت کو محسوس فرمانا آپ ﷺ کیلئے اور بھی آسان ہے۔

ایک اور حدیث سے اپنے ایمانوں کو تازہ کیجئے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَااسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّاوَهُوَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

(ترمذی دوم۔ ابواب المناقب ح ۱۵۶۰)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ ہم بعض اطراف کی طرف چلے تو جو پہاڑ اور پتھر آپ ﷺ کے سامنے آتا، السلام علیک یارسول اللہ کہتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا موازنہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے علوم و معارف سے لوگوں کو متعارف کراتے ہوئے جو بات

Marfat.com

کہی وہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانی قرآن پاک میں یوں بیان فرمائی ہے:

قَالَ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ○

اور انہوں نے فرمایا اے لوگوں ہمیں پرندوں کی آوازوں کا علم دے دیا گیا ہے اور ہمیں تمام طرح کی چیزیں بھی دے دی گئی ہیں۔ بے شک یہ اللہ کا واضح فضل ہے۔

(پ ۱۹۔ نمل ۲۷/۶۱)

جبکہ سورہ نمل آیت نمبر ۱۸ میں آپؑ کے اس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب آپ نے ایک چیونٹی کی بات کو تین کلومیٹر دور سے سن لیا پھر اس کی بات پر مسکرائے اور اپنے اوپر اللہ کے فضل کا شکر ادا کیا۔

حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ لا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا

(پ ۱۹ نمل ۲۷/۱۸)

حتیٰ کہ وہ چیونٹیوں کی وادی سے گزرے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنی رہائش کے سوراخوں میں چلی جاؤ کہ کہیں حضرت سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں بے خبری میں اپنے پاؤں تلے روند نہ ڈالے اور اس بات کی خبر بھی نہ ہو۔ پس چیونٹی کی اس بات پر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنستے ہوئے مسکرا دیئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ چیونٹیوں تک مخلوق میں دور سے چیزوں کو محسوس کرنے کی حس موجود ہوتی ہے اور انبیاء و مرسلین کو پہنچاننے کا شعور ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ چیونٹی کی آواز سننے سے زیادہ حیران کن بات پتھر کی محسوسات کو جاننا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی بولیوں کو جاننے اور ہر چیز کی اللہ کی طرف سے عطا کو اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے کھلا فضل تسلیم کیا ہے تو پھر اس فضل کا کیا حال ہوگا کہ اللہ نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور آپ (ﷺ) پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سے پرندے گفتگو کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے پرندوں، درندوں، ہرنوں اور سرکش اونٹوں نے کلام کیا اور آپ ﷺ نے ان سے کلام فرمایا اور مشکوٰۃ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی نے بھیڑیئے سے بکری چھین لی تو اس نے واضح الفاظ میں کہا تو نے مجھ سے میرا رزق چھین لیا ہے حالانکہ یہ اللہ نے مجھے دیا تھا۔ چرواہے نے حیران ہوکر کہا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے؟ بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی عجیب بات اس مقدس انسان کی ہے جو اول و آخر کی خبریں بیان کرتا ہے پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

لکڑی کے خشک تنے کا ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بلبلانا: مسجد نبوی کے کچے فرش پر محراب میں کھڑے ہوکر فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ مبارک سے علم و حکمت اور معرفت کے گہر نایاب کی جھڑیاں برسایا کرتے تھے اور خطبہ مبارک کے دوران محراب میں موجود ایک کھجور کے خشک تنے سے ٹیک لگا لیتے مگر کافی دیر کھڑا ہونے سے دقت محسوس ہوتی کہ جب ایک دن آپ ﷺ کے سامنے منبر کی پیشکش کی گئی جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی چنانچہ کھجور کے خشک تنے کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور اس کی جگہ منبر رکھ دیا گیا۔ اگلے جمعۃ المبارک کو جب فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ آفروز ہوکر خطبہ جمعہ شروع فرمایا تو خشک لکڑی ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمے کو برداشت نہ کرسکی اور اس نے اس طرح باآواز بلند درد سے بلبلانا شروع کردیا کہ جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں بلبلاتی ہے۔ اس لکڑی کے آہ و فغاں نے مسجد نبوی میں حاضرین کو بھی بے تاب کردیا حتیٰ کہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ شریف چھوڑ کر اس کے پاس گئے اور اسے اپنی آغوش رحمت میں لیا تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرتے ہوئے آہستہ آہستہ خاموش ہوگیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس منظر کو اپنے الفاظ میں قلمبند کیا جو کہ مستند کتب حدیث میں درج ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ اِلٰى	روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
لِزْقِ جَذْعٍ وَاتَّخَذُوْا لَهٗ مِنْبَرًا	کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہوکر
فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ	خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے پھر صحابہ کرام

Marfat.com

النَّاقَةِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَّہٗ فَسَکَتَ

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب؟ ۱۵۶۱)

رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کیلئے منبر بنوایا جب آپ ﷺ نے اس پر تشریف فرما کر خطبہ دیا تو وہ تنا اس طرح رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے پیچھے روتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

فَصَاحَتِ النَّخْلَۃُ مَنَاحَ الصَّبِیِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَمَّھَا اِلَیْہِ تَانَ اِبْتَنَّ الصَّبِیُّ الَّذِیْ یَسْکِنُ

کھجور کے تنے نے بچوں کی طرح رونا شروع کردیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور اپنی بغل میں لے لیا وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا خاموش ہوگیا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں یہ حکایت بیان کرتے ہوئے تشریح فرمائی ہے کہ اس تنے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جنت میں ہمیشہ تروتازہ رہنا چاہتا ہوں لہٰذا وہ فرماتے ہیں۔

آں ستون رادفن کرد اندرز مین کوچو مردم حشر کردد یوم دین

اس تنے کو زمین میں دفن کردیا گیا۔ قیامت کے دن اسے انسانوں کی طرح اٹھایا جائے گا۔ (مثنوی مولانا روم)

Marfat.com

باب نمبر۹

وصال شریف پر

اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ہجر وفراق

صحابہ کرام اور اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ قدسیان حق تھے جن کے دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھے۔ وہ جب کچھ دیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر پاتے تو پھر فوری طور پر شربت دیدار سے فیض یاب ہونے کیلئے دربار نبوت پر حاضر ہو جاتے مگر جب وصال شریف ہوا تو وہ غمزدہ ہو گئے۔ ان کے غم کی وجہ یہ تھی کہ اب وہ حیات ظاہری کی طرح والضحیٰ کے چہرے کو نہ دیکھ سکیں گے اور جو انہیں بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل تھا اور آپ ﷺ سے اپنے غموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا شرف میسر تھا اور آپ ﷺ کی محبت بھری نگاہ کریمانہ کا فیضان ملتا تھا۔ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جملہ نیک اعمال کرنے کی نعمت عظمیٰ حاصل تھی۔ اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اگرچہ صحابہ کرام کے پیش نظر آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی تھا کہ میری حیات اور وصال شریف دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں مگر آپ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کا دور پورے ادوار سے بہتر تھا۔ یہ وہ انعامات تھے جو کہ ان لوگوں کو حاصل ہوئے۔

صحابہ کرام کو آپ ﷺ سے محبت اپنے تمام عزیز واقارب اور اپنی جان سے زیادہ تھی اس لئے انہوں نے اس جانکاہ صدمے پر اپنے قلبی احساسات کا اظہار کیا جو کہ بعد والے محبین کیلئے خضر راہ ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی اس کا اظہار انہوں نے وصال کے موقع پر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر کیا۔ اس شرف میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہ ہوسکا۔ اس کے بعد اوصاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔

عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ اَبَابَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو بوسہ دیا تھا۔

(بخاری دوم فی المغازی ح ۱۵۷۵)

یہ وہ پریشانی کا وقت تھا کہ اکثر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکتہ کے عالم میں تھے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دوبارہ دنیا میں تشریف لے آئیں گے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ صدمہ اپنے دل پر برداشت کیا جس کی بنا پر وہ اندر ہی اندر سے گھائل ہوگئے مگر اس نازک موقع پر امت پر احسان کیا اور انہیں آپ ﷺ کے سفر آخرت کو انتہائی ہجر و فراق اور احترام کے ساتھ باوقار طریقے سے کروانے میں رہنمائی دی۔

وصال شریف کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کی غمگینی کا اندازہ ذیل کے چند واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

وصال شریف پر حضرت سیدہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غمگین ہونا:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكَ كَرْبٌ بَعْدَالْيَوْمِ فَلَمَّامَاتَ قَالَتْ يَااَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّادَعَاهُ يَااَبَتَاهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض نے شدت اختیار کرلی اور آپ ﷺ بے ہوش ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ ہائے میرے ابا جان کی تکلیف۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔

مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ يَاابَتَاهُ اِلٰى جِبرَائِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ

تمہارے ابا جان کو آج کے بعد تکلیف نہ ہوگی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو انہوں نے کہا اے ابا جان! رب کریم نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔ ابا جان! آپ ﷺ تو جنت الفردوس میں قیام پذیر ہیں۔ ابا جان! میں اس غم کی خبر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سناتی ہوں۔ جب آپ ﷺ کو دفن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا کیسے برداشت کرلیا۔

(بخاری دوم فی المغازی ح ۱۵۸۰)

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسکرانا ترک کردیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت شہزادیٔ کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ مغموم رہیں۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ فَاطِمَةُ ضَاحِكَةً بَعْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کبھی بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اظہارِ غم: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وصال مبارک کے موقع پر اپنے پر ہجر و فراق کا اظہار بڑے ہی غم کے انداز میں یوں کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَقَدْ كُنْتَ تَخْطُبُنَا عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ اِتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتَسْمَعَهُمْ فَحَنَ

یارسول اللہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان اور سلام ہو۔ آپ ﷺ ہمیں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہوکر خطبہ دیتے تھے۔ کثرت صحابہ رضی اللہ عنہ کے پیش نظر

الْجِذْعِ لِفِرَاقِكَ حَتّٰى جَعَلْتَ يَدَكَ عَلَيْهِ فَسَكَنَ فَأُمَّتُكَ اَوْلَيَا بِالْحَنِيْنِ اِلَيْكَ لِمَا فَارَقْتَهَا بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيْلَتِكَ عِنْدَهٗ اَنْ جَعَلَ طَاعَتَكَ طَاعَةً فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

منبر بنوالیا گیا جب آپ ﷺ اس تنے کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کردیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست شفقت رکھا تو وہ خاموش ہوگیا جب اس بے جان کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو اس امت کو آپ ﷺ کے فراق پر نالہ شوق کا حق زیادہ ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔

(الرسول للدکتور عبدالحلیم محمود شیخ الازہر، ۲۲:۲۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کتنی فضیلت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا "جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ درج ہیں۔

بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ تَوَاضُعِكَ اِنَّكَ جَالَسْتَنَا وَتَزَوَّجْتَ مِنَّا وَاَكَلْتَ مَعَنَا وَالْبَسْتَ الصُّوْفَ وَرَكِبْتَ الدَّوَآبَ وَاَرْدَفْتَ خَلْفَهٗ وَوَضَعْتَ طَعَامِكَ عَلَى الْاَرْضِ تَوَاضُعًا مِّنْكَ

یارسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ ﷺ کی تواضع اور انکساری کی حد ہے کہ (عرش کے مہمان ہوکر) ہم فرشیوں کے ساتھ رہے۔ ہماری خاطر نکاح کیا اور کھایا۔ صوف کا لباس پہنا، گھوڑے پر سواری فرمائی بلکہ ہم جیسوں کو پیچھے بٹھایا۔

(الرسول، ۱:۲۲۔۲۳)

مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ہجر وفراق میں: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی قلبی کیفیات کا بیان اس انداز میں فرمایا:

مـــابـــال عينيك لاتنـام كـانمـا　　كحلت مافيها بكحل الارمد
وجهى بقيك التراب لهفى ليتنى　　غيبـت قبلك فى بقيع الغرقد
قيـم بـعـدك بـــالـمـدينـه بينهم　　بـا لهف نـفسى ليتنى لم اولد
فـظـلـــت بـعـد وفـــاتـــه متبلدا　　بـا ليتنى اسقيت سم الاسود
واللـــه اسـمـع مـابقيت بهالك　　الابـكيـت عـلى النبى محمد
يـــارب فـاجـمـعنـــا ونبيـنـــا　　فـى جنه تشنى عيون الحسد

☆ اب آنکھوں میں نیند نہیں رہی بلکہ ہر وقت یوں رہتی ہیں جیسے ان میں کوئی اشک آور چیز ڈال دی گئی ہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین اور وصال پر مجھے احساس ہوا کہ کاش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بقیع کے قبرستان میں دفن ہو چکا ہوتا۔

☆ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینہ میں لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھوں، ہائے افسوس میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

☆ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں کاش مجھے آج ہی کوئی سانپ ڈس جائے (اور میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں)

☆ خدا گواہ ہے میں جب تک زندہ ہوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روتا رہوں گا۔

☆ اے رب کریم! مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں جمع فرما تاکہ حاسدین کی آنکھیں جھک جائیں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ فراق میں اشعار:

مـــاذا مـــن شـــم تـــربة احـمـد　　ان لايشـم مـدى الـزمـان غوالیا
صبـت عـلـى مصـائـب لوانهـا　　صيـت عـلـى الايـام صـرن لياليا

☆ جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی خاک کو سونگھ لیا ہے اسے زندگی میں

Marfat.com

کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہیں۔

☆ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے مجھ پر جتنے عظیم مصائب آئے ہیں اگر وہ دنوں پر اترتے تو وہ راتوں میں بدل جاتے۔

فراق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ناقہ کی حالت: جس اونٹنی پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے وصال شریف پر وہ غم سے نڈھال ہوگئی اور دلبرداشتہ ہوکر کنویں میں کود گئی۔

وناقه آں حضرت صلی اللہ علیه وسلم علف نمی خورد و آب نمی نوشید تا آنکه مرد ۔ ازجمله آیاتی که ظاهر شد بعد از موت آں حضرت صلی اللہ علیه وسلم حماری که آں حضرت صلی اللہ علیه وسلم گاهی برآں سواری شد چنداں حزف کرو که خودرا در چاهی انداخت	آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی اونٹنی نے مرتے دم تک نہ کچھ کھایا نہ ہی پیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جو عجیب کیفیات رونما ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس دراز گوش پر آپ ﷺ سواری فرماتے تھے وہ آپ ﷺ کے فراق میں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

(مدارج النبوہ، :۴۴۴)

اب آنکھوں کی ضرورت نہیں: حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ رَجُلاً مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ بَصَرُہٗ فَعَادُوْہُ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی۔ لوگ ان کی عیادت کیلئے گئے۔

جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کرنے لگے تو انہوں نے کہا:

کُنْتُ اُرِیْدُھُمَا لِاَنْظُرَ اِلَی النَّبِیِّ فَمَا اِذَا قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَ اللّٰہِ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ بِھِمَا بِظَبْیٍ مِنْ ظِبَاءِ تِبَالِہٖ	میں ان آنکھوں کو فقط اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے اس لئے اگر مجھے ہرن کی

(بخاری الادب المفرد، ۱۴۱) آنکھیں بھی مل جائیں تو خوشی نہ ہوگی۔

ایک نامعلوم شخص کا شوق زیارت میں مغموم ہونا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جمعرات کی صبح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر ایک نامعلوم سفید ریش بوڑھا سوار آیا اور اس نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے کے قریب باندھا اور مسجد میں داخل ہو کر کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ هَلْ فِيْكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ — تم پر سلام اور اللہ کی رحمت نازل ہو کیا تم میں اللہ کے رسول محمد ﷺ موجود ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اَيُّهَا السَّآئِلُ عَنْ مُّحَمَّدٍ مَاذَا تُرِيْدُ — اے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھنے والے تجھے آپ ﷺ سے کیا کام؟

اس نے عرض کیا کہ میں یہودی علماء میں سے ہوں۔ میں اسی سال سے تورات کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بار بار تفصیل سے کیا اور اس ذکر سے متاثر ہو کر میں حاضر ہوا ہوں۔

اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

وَقَدْ جِئْتُ اَطْلُبُ الْاِسْلَامَ عَلٰى يَدِهٖ — اور میں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت سلام کیلئے حاضر ہوا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وصال ہو چکا ہے اس پر اس عالم نے افسوس کا اظہار کیا اور کہا:

هَلْ فِيْكُمْ قَرَابَةَ مُحَمَّدٍ؟ — کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے سیدہ محترمہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے جاؤ۔ وہاں جا کر اس نے اپنے متعلق بتایا اور اپنی اس تمنا کو بیان کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کی زیارت چاہتا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شہزادے حضرت امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

هَاتِ الثَّوْبُ الَّذِیْ تَوَفّٰی فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ فَاَخَذَهُ الْحَبْرُ وَاَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَجَعَلَ یَسْتَنْشِقُ رِیْحَهٗ وَیَقُوْلُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ جَسَدَ نَشْفَ فِیْهِ هٰذَا الثَّوْبُ

وہ کپڑا لائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وصال پہنا ہوا تھا۔ جب وہ کپڑا لایا گیا تو اس عالم نے اسے اپنے چہرے پر ڈال لیا اور خوشبو سونگھتے ہوئے بار بار کہتا کہ اس صاحب ثوب پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا:

صَفْ لِیْ صِفَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ اس طرح کرو کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اشتیاق: یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ شدت سے رو پڑے اور کہنے لگے:

وَاللّٰهِ لَاَنْتَ کُنْتَ مُشْتَاقًا اِلٰی مُحَمَّدَ فَاَنَا اَشْوَقُ اِلٰی حَبِیْبِیْ مِنْكَ

اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا جس قدر تجھے اشتیاق ہے مجھے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ہے۔

(ابن عساکر، ۱:۳۴۲۔۳۴۳)

سونے سے پہلے فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنسوؤں کی برسات:

صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں میں رطب اللسان رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ حسین واقعات اور حسن مبارک کے مناظر کو یاد کرکے ہجر و فراق میں آبدید ہوجاتے اور اپنی محبت کا اظہار کرتے اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت کی دعا کرتے۔

حضرت خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی

Marfat.com

جس کا اظہار وہ سونے سے قبل ان الفاظ میں کرتے تھے۔

مَا كَانَ خَالِدٌ يَاْوِى اِلٰى فِرَاشٍ اِلَّا وَهُوَ يَذْكُرُ مِنْ شَوْقِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ يُسَمِّيْهِمْ وَبِقَوْلٍ هُمْ اَصْلٍ وَّفَصْلِىْ وَاِلَيْهِمْ بَحَنَ قَلْبِىْ طَالَ شَوْقِىْ اِلَيْهِمْ فَعَجِّلْ رَبِّ قَبْضِىْ اِلَيْكَ حَتّٰى يَغْلُبَهُ النَّوْمَ

(الشفاء (۲:۵۶۷۔۵۶۸)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب کام کاج سے فارغ ہوکر بستر پر سونے کیلئے آتے تو ان کا وظیفہ یہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لے لے کر ان کی یاد میں روتے اور کہتے میرا سب کچھ وہی ہیں۔ میرا دل (ہمہ وقت) انہیں کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے لیکن ہجر و فراق کی گھڑیاں لمبی ہوتی جارہی ہیں۔ اے میرے ربّ میری روح کو جلدی قبض فرمالے تاکہ میں ان سے جاملوں۔ انہی حسین یادوں میں محویت کے عالم میں سسکیاں لیتے لیتے بالآخر سو جاتے۔

رات کے وقت ایک خاتون کے فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اشعار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک رات مدینے میں گشت کررہے تھے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اون کاتتے ہوئے اشعار پڑھ رہی ہے:

علٰى محمد ﷺ صلوٰة الابرار صلى عليه الطيبون الاخيار
قد كنت قواما بكاء بالاسحار باليت شعرى والمنايا اطوار
هل تجمعنى وحبيبى الدار

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس اسباب موت متعدد ہیں۔ کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز قیامت مجھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوسکے گا۔

باب نمبر 10

تبرکات رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کی محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبع فیوض و برکات ہین جس چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا کوئی حصہ مس ہوا وہ برکت والی بن گئی، جس لباس مبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے نسبت ہوگئی وہ شفا بن گیا جس چیز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈالا اس میں ہمیشہ کیلئے برکت شامل ہوگئی، جس سے بیمار شفایاب ہوگئے۔ دکھتی آنکھیں بالکل درست ہوگئیں، اگر کٹے ہوئے بازو پر لگایا تو وہ اپنی اصل حالت میں تبدیل ہوگیا۔ اگر کھاریں کنویں میں پڑا تو وہ آن واحد میں میٹھا ہوگیا۔ اسی طرح وضو کا پانی ہر بیماری کیلئے شفا بنا۔ لوگ حصول برکت کیلئے اسے پیتے اور اپنے گھرون میں بچوں کو پلاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کا برتن، ہتھیار، عمامہ شریف، نعلین پاک سے صحابہ کرام گہری عقیدت رکھتے تھے اور انہیں اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے صحابہ کرام برکت حاصل کرتے تھے اور جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال مبارک منڈاتے تو عشاق بڑھ کر عقیدت ومحبت سے حاصل کرتے اور جب کوئی بیمار ہوجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو پانی میں بگوکر پانی استعمال کرتے تو شفایاب ہوجاتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے انتہائی محبت کرتے اور ان چیزوں کو بڑی عقیدت سے اپنے گھروں مین رکھتے اور ان کی تعظیم کرتے اور انہیں دیکھ کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یادوں کو تازہ کرتے۔ کئی صحابہ کرام نے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہوئے تبرکات کو اپنے کفن کیلئے بھی محفوظ رکھا تھا۔ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ جب میرا وصال ہوجائے تو آپ ﷺ کے موئے مبارکہ میرے منہ میں ڈال کر دفن کرنا کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے کی برکت سے قبر میں کرم کرے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اپنے عمل سے یہ بات ساری امت کو باور کرا دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ سے وابستہ ہر چیز سے محبت کی جائے اور اس کی تعظیم کی جائے۔ لہٰذا یہ تبرکات گزشتہ طویل عرصہ میں مختلف اہل ایمان کے پاس رہے ہیں اور انہوں نے ان کا کما حقہ ادب کیا کیونکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیز کی بے ادبی گمراہی کا باعث بن سکتی ہے اور جو صریحاً ان کی بے ادبی اور تعظیم نہ کرے تو اسے اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَخَذَ شَعْرَةً يَقُوْلُ مِنْ اَذٰى شَعْرَةً مِنْ شَعْرِىْ فَالْجَنَّةَ عَلَيْهِ حَرَامٌ	میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درآنحالیکہ حضور اپنا ایک بال مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں ''جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت اس پر حرام ہے۔

(کنز العمال ص ۲/۲۷۶۔ جامع صغیر میں ۱۴۵ جلد ثانی)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑا باریک معاملہ ہے۔ اس بارے میں ہر مسلمان کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکالنا چاہئے جس سے ذرا بھی بے ادبی کا شائبہ ہو اور دل میں کوئی غلط خیال نہ آئے اور اگر شیطان کوئی وسوسہ پیدا کرے تو اس کا رد کرے اور زبان و دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کرے اور شیطانی وسوسہ کو زبان پر نہ آنے دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز سے حصول برکت: کئی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ﷺ

Marfat.com

ہمارے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ ہم اس جگہ پر نماز ادا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات حاصل کرتے رہیں۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَهَا فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهَا فَتَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَاَتَاهَا فَعَمِدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَنَضَحَتْهُ بِمَآءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَصَلُّوْا مَعَهٗ

(نسائی جلد اول کتاب المساجد ص ۲۲۶)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائیں اور نماز پڑھیں تو میں اس جگہ برکت کیلئے نماز پڑھا کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے ایک بچھونا بچھایا۔ اسے پانی سے دھویا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر نماز پڑھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان کا ادب: حضرت ابوعبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احمد بن فضلویہ زاہد بڑے غازی اور بڑے تیرانداز تھے۔ ان کے پاس ایک کمان تھی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

مَامَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِيْ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهٖ

(شفا شریف ص ۲۱۸)

جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمان کو ہاتھ میں لیا ہے، میں نے کبھی اس کو بے وضو نہیں چھوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاف کو چہرے سے ملنا: حضرت ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاف تھا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے دادا موصوف کو کہلا بھیجا چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اسے اپنے

Marfat.com

چہرے پر ملنے لگے۔ (تاریخ صغیر امام بخاری)

حج کے موقع پر موئے مبارک کی تقسیم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں، پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے۔

ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَالَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا اَبَاطَلْحَةَ الْاَنْصَارِیْ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَ الْاَيْسَرَ فَقَالَ اَحْلِقْ فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَاطَلْحَةَ فَقَالَ اَقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۲۳۲)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے، بعدازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابوطلحہ کو عنایت کئے فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کرو۔

صحابہ کرام میں موئے مبارک حاصل کرنے کا شوق:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ يَدِ رَجُلٍ

(مسلم شریف، کتاب الفضائل ص ۲۵۶/۳)

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

منہ میں موئے مبارک رکھ کر دفن کرنے کی وصیت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ

Marfat.com

دینا۔ چنانچہ حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا گیا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے۔ (اصابہ تذکرہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

ناخن مبارک کفن میں رکھنے کی وصیت: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵/ ۳۰۰)

خود مبارک کا احترام: غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔

(مسند ابن حنبل ج ۶ (۳۸۰)

آپ ﷺ کے بچے ہوئے دودھ سے برکت حاصل کرنے کا ایک انداز:

فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَابَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ الْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا

(متفق علیہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک گھر میں پالی ہوئی بکری دوہی گئی اور اس میں اس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے نوش فرمایا جبکہ آپ ﷺ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے۔ پس آپ ﷺ نے اعرابی کو عطا فرما دیا جو آپ ﷺ کے دائیں دست اقدس میں تھا پھر فرمایا کہ دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں، لہٰذا ان کا زیادہ خیال رکھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: ایک بار حضرت میمونہ کے گھر میں

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں اور حضرت خالد بن عباس بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت میمونہ دودھ لائیں اور تو آپ ﷺ نے پی کر حضرت عبداللہ بن عباس سے فرمایا کہ حق تو تمہارا ہی ہے لیکن اگر ایثار کرو تو خالد کو دے سکتے ہو، بولے، میں آپ ﷺ کا جھوٹا کسی کو نہیں نے سکتا۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب مایقول اذا اکل طعاما)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے لگی ہوئی چیز کو یادگار بنانا: ایک دن آپ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی جان سے زیادہ حفاظت: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں یزید کے دربار سے پلٹ کر مدینہ میں آئے تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مجھے دے دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس کو چھین لیں، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے یہ تلوار دی تو جب تک جسم میں جان باقی ہے کوئی شخص اس کی طرف دست درازی نہیں کر سکتا۔

(ابوداؤد باب ما یکرہ ان یجمع بینہن من النساء)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا منبر رسول اللہ سے برکت حاصل کرنا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا

وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجْهِهٖ (شفا شریف ص ۲۱۷)

منبر اقدس میں جو جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے اور پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے۔

موئے مبارک کا دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے محبوب ہونا: حضرت محمد بن سیرین

Marfat.com

تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ بِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْمِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِىْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا

(بخاری ص ۳۹)

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کی جگہ سے حصول برکت: حضرت اسماعیل بن یعقوب تمیمی فرماتے ہیں کہ ابن منکدر (متوفی ۲۰۵) مسجد نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے۔ ان سے اس بات کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس جگہ حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے۔ (وفاء الوفا)

عمامہ شریف: ایک صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ ریشم کا ایک عمامہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اس کو محفوظ رکھا تھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہوکر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عنایت فرمایا تھا۔

تبرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیوض و برکات کا حصول

موئے مبارک سے مریضوں کو شفا: مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ کرام اسی درخت کے نیچے جمع ہوگئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام امارہ کہتی ہیں کہ ہم نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کوئی

Marfat.com

بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موئے مبارک سے شفا بانٹنا:

آپ ﷺ کے چند بال حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور یادگار کے محفوظ کر رکھے تھے اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو ایک برتن میں پانی بھر کر بھیج دیتا تھا اور وہ اس میں بالوں کو دھو کر واپس کر دیتی تھیں جس کو وہ شفا حاصل کرنے کیلئے پی جاتا تھا۔ اس سے غسل کر لیتا تھا۔ (بخاری کتاب اللباس۔ باب مایذکر فی الشیب مع فتح الباری)

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ كَانَتْ تُمْسِكُهُ فِيْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ مَخَصْحَنَفَتْهُ لَهُ فَشَرِبَاتِ مِتْهُ

(بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۱)

تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا۔ (جس سے اس کو شفا ہو جاتی)

حضرت سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان فرماتے ہیں کہ وہ لشکر کفار کی طرف بڑھے، ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔ دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرل خالد پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو، خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم

مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا کی، دشمن تو پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دوچار آنے کی ہوگی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی مبارک کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ (شفا شریف۔ ص ۲۴ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶)

قمیض مبارک کے ٹکڑا سے شفا: ابن عدی محمد بن جعفر سے روایت ہے کہ سنان بن طلق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا دے دیجئے۔ میں اس کو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کا وہ ٹکڑا اَبَاعَنْ جَدٍ میرے ہاتھ آیا۔

یُغْسَلُهَا لِلْمَرِيْضِ يُسْتَشْفٰى بِهَا یہ قمیض کا مبارک ٹکڑا مریضوں کو دھوکر پلایا جاتا ہے اور اس کی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

جبہ مبارک سے شفا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ محفوظ تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا۔ چنانچہ جب ان کے خاندان میں کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کیلئے دھوکر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ (مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۳۴۸)

تہبند مبارک کو کفن کیلئے رکھنا: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر دربنوت پر حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی پھر اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف تشریف لائے۔ صحابہ نے

Marfat.com

سے ایک نے دیکھ کر کہا. کیا اچھی چادر ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! مجھے پہنا دیجئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ کچھ دیر بعد حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آئے تو چادر لپٹی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے چادر کا سوال کر کے اچھا نہیں کیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی۔

فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَاسَالْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنُهٗ

(حدیث شریف ص ۱۲۶ ہ بخاری ص ۱۔۱۷۰

اس نے کہا! اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لئے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگ چکی ہے میرا کفن بنے۔ حضرت رضی اللہ عنہ سہل فرماتے ہیں کہ وہی چادر اس کا کفن بنی۔

چھڑی مبارک کا فیض: جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے پاس غزوات ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی سست روی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے سکوں مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصاء لے کر اونٹ پر تین مرتبہ گھسا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہ رہتا اور میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ رہتا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۳۹)

دست مبارک سے مس شدہ رومال کو آگ کا نہ جلانا: حافظ ابونعیم متوفی (۴۳۰ ہجری) نے بروایت عباد بن عبدالصمد سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کنیز سے کہا کہ دسترخوان

Marfat.com

لاتا کہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رومال لا وہ ایک رومال لے آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تنور گرم کر اس نے تنور گرم کیا پھر آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے رومال اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ رومال ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روئے مبارک کو مس فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہوجاتا ہے تو اسے ہم یوں صاف کر لیتے ہیں۔ کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہ السلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔

ہر چہ اسباب جمال است مرخ خوب ترا
ہمہ بروجہ کمال است کمالا تخفے

(خصائص کبریٰ جزء ثانی)

مہر مبارک: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عجمی بادشاہ کے نام خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ جب تک خط پر مہر نہ ہو اہل عجم اس کو نہیں پڑھتے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینہ پر محمد رسول اللہ، کندہ تھا۔ اس انگوٹھی کو خلفائے ثلاثہ نے محفوظ رکھا تھا اخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ایک کنویں میں گر پڑی۔ انہوں نے تمام کنویں کا پانی نکال ڈالا لیکن یہ گوہر نایاب نہ مل سکا۔ (ابوداؤد اول کتاب الخاتم)

زخم پر لعاب دہن لگنے سے زخم کا معطر ہونا: حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں موصل کو فتح کیا تھا۔ ان کی بیوی ام عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی۔ پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی وہ بہت زیادہ ہوتی اور جب وہ لوگوں میں جا کر بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ نامعلوم کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے جس سے کوئی خوشبو نہیں ملتی۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ خوشبو لگانے میں مبالغہ کرتی ہیں اور تو باوجود خوشبو نہ لگانے کے ہم سے

زیادہ خوشبودار رہتا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟

قَالَ اَخَذَنِیْ الْشُّرَیٰ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ فَشَکَوْتُ ذٰلِكَ اِلَیْهِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ بَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُ وَقَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَالْقَیْتُ عَلٰی فَرَجِیْ فَنَفَتَ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی ظَهْرِیْ وَبَطَنِیْ قَبَصَقَ بِیْ ذٰلِكَ الطِّیْبَ مِنْ یَوْمَئِذٍ

(خصائص کبری ۲/۸۴)

تو عتبہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریز سے (پھنسیاں نمودار ہوئیں) میں حضور علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دے میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ ﷺ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن شریف اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پشت اور پیٹ پر مل دیا۔ اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہوگئی۔

نوزائیدہ بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گھٹی دلوانا: صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حصول برکت کیلئے اپنے بچوں کو گھٹی دلوایا کرتے تھے تاکہ ان کے بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و دعا حاصل ہوجائے اور خوش بخت بن جائیں یہ عمل بھی ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ! جب تک تم اس بچہ کو صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر نہ جاؤ اس وقت تک کوئی اس بچہ کو دودھ نہیں پلائے گا۔ جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ میں نے دیکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغ دینے کا ایک آلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا شاید ام سلیم کے ہاں بچہ ہوا ہے۔ میں نے کہا جی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا۔ میں نے اس بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگائی اور اس کو اپنے منہ

Marfat.com

سے چبایا جب وہ کھجور گھل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بچہ کے منہ میں رکھ دیا۔ بچہ اس کو چوسنے لگا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا اِلٰى حُبِّ الْاَنْصَارِ التَّمْرِ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَسَمَّاهُ عَبْدُاللّٰهِ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ حدیث ۶۲۰۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

لعاب دہن مبارک سے آنکھوں کو شفا: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر آشوب تھا۔ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرِاَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ

اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈال دیا اور دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔ گویا کبھی درد چشم ہوا ہی نہیں۔

(طبقات ابن سعد ص ۲/۸۱، قسم اول۔ اسد الغابہ ص ۴/۲۸۔ بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور علیہ السلام نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا ہے۔

فَمَا وَجَدْتُ حِرًّا وَّلَا بَرْدًا وَّلَا رَمَدَتْ عَيْنَائِى

اس وقت سے میں سردی اور گرمی بھی محسوس نہیں کرتا اور نہ اب کبھی میری آنکھیں دکھنے آئی ہیں۔

لعاب دہن سے کٹے ہوئے بازوؤں کا درست ہونا: حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص ہم دونوں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے لڑائی میں مصروف تھے۔ ہم نے عرض کی کہ ہم لڑائی میں شرکت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کیا

Marfat.com

کہ نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّا لَانَسْتَعِیْنُ بِالْمُشْرِکِیْنَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ

ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے امداد حاصل نہیں کرتے۔

اس پر ہم مسلمان ہوگئے اور جنگ میں شریک ہوئے۔ مجھے (خبیب بن اساف) دوران لڑائی کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا بازو کٹ کر مجھ سے الگ ہوگیا۔ میں اس بازو کو اٹھا کر حاضر خدمت ہوا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں جلوہ افروز تھے۔)

فَتَفَلَ فِیْهَا وَاَلْزَقَهَا فَالْتَامَتْ وَبَرِاَتْ وَقَتَلْتُ الَّذِیْ ضَرَبَنِیْ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بازو کو اپنا لعاب دہن لگا کر اسے کندھے سے ملایا تو وہ اسی وقت مل گیا اور بالکل ٹھیک ہوگیا اور میں جا کر دوبارہ لڑائی میں شریک ہوگیا اور

(اسد الغابۃ ص ۲/۱۱۰ البدایہ والنہایہ ص ۶/۱۶۴۔ شفاء)

اسی شخص کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگیا جس نے تلوار مار کر میرا بازو کاٹ دیا تھا۔

گہرے زخم کا درست ہونا: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرے پر ایسا زخم مارا کہ سر کی ہڈیاں تک کھل گئیں۔ میں اسی حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فَکَشَفَ عَنْهَا وَنَفَثَ فِیْهَا فَمَا اَذَانِیْ مِنْهَا شَیْءٍ

حضور علیہ السلام نے پٹی کھول کر اس زخم پر تھوک دیا۔ پس اس کے بعد مجھے بالکل تکلیف نہ ہوئی اور وہ زخم اچھا ہوگیا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۲/۷۰)

سبحان اللہ! چہرے پر ایسا زخم، جس سے سر کی ہڈیاں کھل گئیں، وہ کیسا گہرا زخم ہوگا مگر لعاب دہن شریف کی یہ تاثیر اور اعجاز و کمال کہ وہ فوراً اچھا ہوگیا۔

پھوٹی ہوئی آنکھ کا درست ہونا: حضرت قتادہ کی آنکھ غزوہ احد میں پھوٹ کر بہہ نکلی تو ہتھیلی پر رکھے حاضر خدمت ہوئے۔

فَغَمَزَ عَیْنَیْهِ بِرَاحَتِهٖ فَکَانَ لَایَدْرِیْ

حضور علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی سے ان کی

Marfat.com

اَیُّ عَیْنَیْهِ اُحِیْبَتْ — آنکھ کو بند کردیا تو یہ حال ہوا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ پھوٹی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی کو اپنا تہبند بطور کفن اڑھانا:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو بعد از غسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند مبارک دیا اور فرمایا:

اَشْعَرْنَهَا اِیَّاهُ (مسلم ص ۱/۳۰۵) — ان کے کفن کے ساتھ میرا تہبند بھی ملا دو۔

علامہ نوی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند مبارک کیوں عطا فرمایا۔

وَالْحِکْمَةُ فِیْ اَشْعَارِ هَابِهٖ تَبْرِیْکُهَا — اشعار میں حکمت یہ تھی تاکہ ان کے کفن میں برکت ہوجائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی سے حصول برکت:

عَنِ الْجَعْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّآئِبَ بْنَ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنُ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسِیْ وَ دَعَالِیْ بِالْبَرَکَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَی الْخَاتَمِ الَّذِیْ بَیْنَ کَتِفَیْهِ فَاِذَاهُوَمَثْلُ زِرِّالْحَجَلَةِ

حضرت جعد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سائب بن زید رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو میری خالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھانجا بیمار ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی پیا پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے

(ترمذی جلد۲ ابواب شمائل ترمذی ص ۸۲۳) ہوکر مہر نبوت کو دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔ تو وہ مسہری کی گھنڈی کی طرح تھی۔

ایک بار حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو تمام صحابہ نے اس کو جھپٹ لیا۔ (نسائی کتاب العمارۃ باب الانتفاع بفضل الوضو)

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پانی بچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو لیکر جسم پر مل لیا۔ (بخاری کتاب الوضو باب استعمال فضل وضو بالناس)

نماز فجر کے بعد صحابہ کرام کے ملازم برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں دست مبارک ڈال دیتے وہ متبرک ہو جاتا۔

(بخاری کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام)

Marfat.com

باب نمبر ۱۱

تا قیامت آنے والے محبین پر اعتماد

زہے نصیب کہ بعد والوں کی محبت پہ اعتماد ان کا: سبحان اللہ صحابہ کرام کے بعد تا قیامت آنے والے اہل محبت پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا کرم فرمایا کہ ان کی محبت کی چاشنی محسوس فرما کر انہیں اپنے مخلص محبت کرنے والوں میں شمار کرلیا۔ ہم جیسے عاصیوں کی محبت کو بھی شرف پذیریت بخشا اور اس محبت پر اعتماد بھی فرمایا۔

عَنْ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَ نَابِهِمْ اَوْبِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْبِبَعْضِكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عجمیوں کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان سب پر یا فرمایا ان میں بعض پر تم سب یا فرمایا تم میں سے بعض کی بنسبت زیادہ اعتماد ہے۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۷۸۴)

اس حدیث میں خاص کر عجمیوں کا ذکر ہے اور ان کے بارے میں فرمان جاری ہوا کہ مجھے ان کی محبت پر اعتماد ہے۔

بقول شاعر:

زہے نصیب کہ ہم پہ کرم پر کرم ان کا
کہ ہم عاصیوں کی محبت پہ ہے اعتماد ان کا

ایک دوسری روایت میں بھی ان لوگوں کی شدید محبت کا تذکرہ موجود ہے جو بعد میں ہوں گے جن کی خواہش یہ ہوگی کہ کاش وہ مال و اولاد قربان کر کے سرکار صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو پالیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْرَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

(مسلم ج ۷ کتاب الجنۃ صفۃ نعیمھا ح ۷۰۱۷)

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ان میں سے ایک شخص کی یہ آرزو ہو گی کہ کاش وہ اپنے تمام اہل اور مال کو قربان کر کے مجھے دیکھ لیں۔

یہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد میں آنے والوں پر رحم و کرم ہے کہ اُن کی قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے ساتھ محبت کو قبول فرمالیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَّلَایَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ یَّرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ

(مسلم مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۷۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ ایک روز آئے گا کہ مجھے نہ دیکھو گے پھر مجھے دیکھنا گھر والوں سے زیادہ پیارا ہوگا جبکہ ان کا مال ان کے ساتھ ہو۔

Marfat.com

باب ۱۲

تابعین کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ اویس قرنی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر گہری محبت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا دل اس عشق میں سوختہ ہو چکا تھا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل سے ماسوا کی محبت کو نابود کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل سے عشق کی اٹھنے والی صداؤں نے آپ رضی اللہ عنہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ کر دیا پھر آپ رضی اللہ عنہ کی محبت اپنا مقصود پا گئی تو دوسری طرف آپ رضی اللہ عنہ کو اس محبت کا بے پناہ اجر مل گیا جو ان رضی اللہ عنہ کیلئے عظیم سرمایہ ہے۔

ان رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی کیا یہ کم دلیل ہے کہ انہیں رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کی بخشش کیلئے دعا کرنے کا عطیہ ملا۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہیں یہ پیغام محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینے گئے۔ جب وہ دونوں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملے تو بے حد متاثر ہوئے کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس وقت ایک ایک کر کے اپنے تمام دانت توڑ دیئے تھے جب انہیں غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہونے کی خبر دی گئی کیونکہ ان کے عشق نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بقید حیات ظاہری اس لئے نہ دیکھ سکے کہ وہ اپنی بوڑھی والدہ ماجدہ کی خدمت پر مامور تھے اور دوسری وجہ ان کا حال تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تابعین میں بہترین فرد قرار دیا۔ ان کے بارے میں حدیث یہ ہے۔

Marfat.com

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَايَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَاُمٍّ لَهٗ قَدْكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَى اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّامَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمْ وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَالتَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمْ

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۶۰۰۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک آدمی تمہارے پاس یمن میں سے آئے گا جس کو اویس کہا جاتا ہے۔ یمن میں اسے صرف اس کی ماں روکے ہوئے ہیں اسے برص کی بیماری تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ دور ہوگی۔ سوائے ایک دینار یا درہم کی جگہ کے تم میں سے جو اس سے ملے تو تم سب کیلئے دعائے مغفرت کروائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تابعین میں بہتر وہ آدمی ہے جس کو اویس کہا جاتا ہے۔ اس کی والدہ ہے اور اسے برص کی بیماری ہے اس سے کہنا کہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔

وہ شخص کامیاب ہوگیا جسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عشق کی کوئی چنگاری مل گئی اور وہ بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوز میں کیف و سرور کی نعمت سے مالا مال کردیا گیا۔

اس عنوان کے تحت چند ایک تابعین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ ہم بھی اپنی محبت کو اسی نہج میں ڈھال لیں۔

امام مالک اور ان کے اساتذہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ایسے یکتہ روزگار بزرگ ہیں کہ جنہوں نے ساری عمر مدینہ منورہ میں گزاری۔ انہیں مسجد نبوی کی فضاؤں میں درس حدیث اور درس

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے کا موقع ملا۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ انہیں حرم مدینہ میں موت آئے اور اسی خاک مدینہ میں انہیں دفن کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو پورا فرما دیا۔ وہ اپنی ساری حیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بڑے پرسوز انداز میں کرتے تھے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو محبت سے ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوتے رہتے۔

ان کے بارے میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ مَالِكَ وَ قَدْسُئِلَ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيْ مَاحَدَّثْتُكُمْ عَنْ اَحَدٍ اِلَّاوَاَيُّوْبَ اَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ اُرْمَقُهٗ وَلَااَسْمَعُ مِنْهُ غَيْرَاَنَّهٗ كَانَ اِذَاذُكِرَالنَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى حَتّٰى اَرْحَمَهٗ فَلَمَّا رَاَيْتُ مِنْهُ مَارَاَيْتُ وَاِجْلَالَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ وَقَالَ مُصْعِبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكَ اِذَاذُكِرَالنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهٗ وَيَنْحَنِيْ حَتّٰى يَصْعَبَ ذَالِكَ عَلٰى جُلَسَائِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ يَوْمًا فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ لَوْرَاَيْتُمْ مَارَاَيْتُ لَمَا اَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَاتَرَوْنَ وَلَقَدْ كُنْتُ اَرٰى مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِوَكَانَ سَيِّدَالْقُرَّاءِ

امام مالک رضی اللہ عنہ سے امام ایوب سختیانی بصری تابعی سیدالفقہاء المحدثین متوفی ۱۳۱ ہجری کے مرتبہ اور مقام کے متعلق سوال کیا گیا۔ امام مالک نے فرمایا میرے سب وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں ان سب سے افضل امام ایوب ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ انہوں نے دو حج کئے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا تھا۔ ان کی کثرتِ سکوت حال و خاموشی کی وجہ سے ان سے میں کچھ نہ سنتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے روتے ہیں کثرت بکاء کی وجہ سے اُن پہ رحم کرتا۔ پس میں نے جب سے ان سے دیکھا جو کچھ دیکھا تو میں نے اُن سے حدیث اور علم سیکھنا شروع کر دیا۔ مصعب بن عبداللہ نے فرمایا کہ امام مالک جب حضور کا ذکر

لَانَكَادُنَسْئَلُهٗ عَنْ حَدِيْثٍ اَبَدًا اِلَّا يَبْكِىْ حَتّٰى نَرْحَمَهٗ وَلَقَدْ كُنْتُ اَرٰى جَعْفَرَبْنَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ كَثِيْرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَاِذَا ذُكِرَعِنْدَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْفَرَّوَمَا رَأَيْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّاطَهَارَةً وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنْظَرُاِلٰى لَوْنِهٖ كَاَنَّهٗ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهٗ فِىْ فَمِهٖ هَيْبَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنْتُ اٰتِىْ عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ فَاِذَاذُكِرَعِنْدَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى حَتّٰى لَايَبْقٰى فِىْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَلَقَدْرَأَيْتُ الزُّهْرِىَّ وَكَانَ مِنْ اَهْنَاءِ النَّاسِ وَاَقْرَبِهِمْ فَاِذَا ذُكِرَعِنْدَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ مَاعَرَفَكَ وَلَاعَرَفْتَهٗ ۔ وَلَقَدْ كُنْتُ اٰتِىْ صَفْوَانِ بْنِ سَلِيْمٍ وَكَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ فَاِذَا

کرتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور جھک جاتے۔ حتیٰ کہ آپ کے ہم نشست شاگردوں پہ یہ بات سخت گزرتی۔ ایک دن ان سے اس بارے میں بات کی گئی۔ فرمایا کہ اگر تم دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو جو کچھ مجھ سے دیکھتے ہو اُس پر انکار نہ کرتے۔ میں محمد بن منکدر کو دیکھتا تھا آپ سیدالقراء تھے کہ جب بھی ان سے حدیث پوچھتے وہ محبتاً یا اجلالاً وادباً رونا شروع کردیتے۔ یہاں تک ہم ان کی شدت بکا کو دیکھ کر نرم دل ہوجاتے۔ ان پر مہربان ہوجاتے اور میں امام جعفر صادق کو دیکھا کرتا تھا۔ باوجودیکہ آپ بہت خوش طبع تھے جب ان کے ہاں حضور کا ذکر ہوتا تو ہیبت اور اجلالِ نبی کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہوجاتا۔ وہ ہمیشہ طہارت پر حدیث بیان فرماتے تھے۔ یعنی کبھی بھی بے وضو حدیث بیان نہ کرتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے پھر ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ گویا کہ ان سے تمام خون بہ گیا ہے۔ خون کا قطرہ نہیں بچا۔ یعنی رنگ سفید پڑجاتا اور

Marfat.com

ذُكِرَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
فَاِذَاذُكِرَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَكٰى فَلَايَزَالُ يَبْكِىْ حَتّٰى
يَقُوْمُ النَّاسُ عَنْهُ وَيَتْرُكُوْهُ وَرُوِىَ
عُنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ كَانَ اِذَاسَمِعَ
الْحَدِيْثَ اَخَذَهُ الْعَوِيْلُ وَالزَّوِيْلُ
وَلَمَّا كَثُرَعَلٰى مَالِكٍ اَلنَّاسُ قِيْلَ
لَهُ لَوْجَعَلْتَ مُسْتَمْلِيًا يُسْمِعُهُمْ
فَقَالَ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِيِّ وَحُرْمَتُهُ حَيًّاوَّمَيِّتًا سَوَاءٌ

(شفاشریف جلد۲ صفحہ۳۵،۳۶،۳۷)

زبان ان کے منہ میں خشک ہوجاتی۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے ہوتا تھا اور میں عامر بن عبداللہ کے ہاں آتا تو جب ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا روتے رہتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو معاشرہ میں سب سے الفت اور محبت میں سب سے اقرب تھے۔ تو جب ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ تجھے نہیں جانتے اور تو انہیں نہیں جانتا۔ کمال دہشت اور حیرت سے یہ کیفیت ہوتی اور میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوتا جو مجتہدین اور عابدین سے تھے۔ جب وہاں ذکر نبی پاک ہوتا روتے ہی رہتے یہاں تک کہ لوگ ان سے اٹھ جاتے اور ان کو روتا ہوا چھوڑ جاتے۔ حضرت قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے چیخ و پکار گریہ وزاری کرنے لگتے۔ اور جب امام مالک کے ہاں طالبان حدیث کا ہجوم ہوگیا۔ امام مالک سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک مبلغ مقرر کریں وہ آپ سے قریب بیٹھ کر حدیث سن کر لوگوں تک پہنچائے کتنا اچھا ہوتا۔ آسانی ہوجاتی فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے ایمان والو! اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہ بلند نہ کرو قبل از پردہ پوشی اور بعد از پردہ پوشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام برابر لازم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہر و باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ تھے اور اپنی ساری عمر شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عمر کا طویل عرصہ اپنی عبادت و ریاضت میں گزارنے کے شرف سے بہرہ مند کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہر و باطن میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی مگر اتنے زہد و تقویٰ کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی تمام سعادتوں کا منبع سمجھتے تھے۔ وہ اس دامن کو ہی اپنی بخشش و خوش نصیبی فرمایا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تحریر کردہ لغت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی عقیدت کا جو اظہار فرمایا ہے اس کے ہر شعر سے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے متعلق عقائد کا علم ہوتا ہے وہاں آپ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت کا بھی ہر شعر سے پتہ چلتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ انتہائی سوز و گداز میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں:

۱- اے سرداروں کے سردار! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آپ ﷺ کی خوشنودی اور پناہ کا طلب گار بن کر حاضر ہوا ہوں۔

۲- اللہ کی قسم! اے بہتر خلائق میرا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا طالب نہیں۔

۳- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔

میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ﷺ ہی اور میرے اندر تو آپ ﷺ کی محبت

کا شیدا ہے
اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر
اے حاصل کائنات
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم کا
دل سے طلبگار ہوں کہ

بھری ہوئی ہے
مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی
خوشنودی کی مسرت سے
اس جہاں میں ابوحنیفہ کیلئے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں ہے

اس اشعار کا عربی متن یہ ہے:

يَاسَيِّدَالسَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْرِضَاكَ وَاحْتَمِى بِحِمَاكْ

وَاللّٰهِ يَاخَيْرَالْخَلائِقِ اِنَّ لِىْ
قَلْبًا مَشُوْقًا لَايَرُوْمُ سِوَاكْ

اَنْتَ الَّذِىْ لَوْلاكَ مَاخُلِقَ امْرُءٌ
كَلَّا وَلاَخُلِقَ الْوَرٰى لَوْلاكْ

بِكَ لِىْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَاسَيِّدِىْ
وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكْ

يَااَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَاكَنْزَالْوَرٰى
جُدْلِىْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِىْ بِرِضَاكْ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِمِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِاَبِىْ حَنِيْفَةَ فِىْ الْاَنَامِ سِوَاكْ

Marfat.com

باب نمبر ۱۳

اولیاءِ کاملین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

جس طرح صحابہ کرامؓ اہل بیت عظامؓ تابعین اور آئمہ کرام نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو اپنایا حتیٰ کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی محبت و اطاعت پر راضی ہوگئے ان کے بعد اولیا کاملین ہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے ہر دور میں ہر چیز سے زیادہ اہمیت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دی۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے پہلے طویل فاصلے صرف اس لئے طے کئے کہ انہیں کوئی ایسا رہنما مل جائے جس کی نگاہ وصحبت سے وہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا سلیقہ سیکھ لیں اور جو انہیں اپنی نگاہ کے فیض سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ بنا دے اور جب انہوں نے یہ فیض اپنے مشائخ سے پالیا تو انہوں نے زمین کے کونے کونے میں اس خوشبوئے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانے کیلئے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع کا بیج کروڑوں انسانوں کے دلوں میں بو دیا۔ صوفیاء و اتقیاء کا یہ بھی اعجاز ہے کہ وہ فقہی مسائل میں الجھنے کے بجائے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی فروغ دیتے رہے جس کا اثر یہ ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود ان کی تعلیمات سے وابستہ لوگ آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے دلوں میں بسائے ہوئے ہیں۔

اولیاء کا فروغ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی طریقہ کار: اولیاء کرام نے ہر دور میں اپنے مریدین کو اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی درس دیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے اپنے معتقدین کو اپنے مشائخ سے محبت اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبَغَضُ فِی اللّٰہِ کی نہج پر سکھائی اور انہیں ہر مقام پر اپنے اسلاف کے آداب سے عملی طور پر اس طرح آگاہ کیا کہ وہ ان آداب کو دیکھ کر حقیقی طور پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے متعلقات کو سمجھ گئے بلکہ اکثر مشائخ نے اپنے مریدین کو حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کٹھالی میں رکھ کر خوب کندن کر دیا حتیٰ کہ وہ حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خود رفتہ ہو گئے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے لوگوں کو صالحین کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کی جس کا اندازہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

آدمی اپنے دوست کے دین اور اس کے طور وطریق پر ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ وہ دیکھے کہ کس سے دوستی رکھتا ہے؟ (کشف المحجوب ص ۹۸۴)

اگر اس کی صحبت نیکوں کے ساتھ ہے اگرچہ وہ خود نیک نہ ہو تو وہ صحبت نیک ہے۔ اس لئے کہ نیک کی صحبت اسے نیک بنا دے گی اور اگر اس کی صحبت بروں کے ساتھ ہے اگرچہ وہ نیک ہے تو یہ برا ہے کیونکہ وہ اس کی برائیوں پر راضی ہے اور جو برائیوں پر راضی ہوا اگرچہ وہ نیک ہو بہر حال برا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۴۸۵)

ادب سے دین و دنیا کا حصول: حضرت شیخ علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا اَیْ اَدِّبُوْھُمْ

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ یعنی ان کی درستگی کرو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُسْنُ الْاَدَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ

حسن ادب ایمان کا حصہ ہے۔

نیز فرمایا:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہت

Marfat.com

اچھا ادب مجھے سکھایا

دین و دنیا کے تمام امور کی شائستگی، آداب سے وابستہ ہے اور ہر قسم کے لوگوں کے مقامات کیلئے ہر مقام کے آداب جداگانہ ہیں۔ تمام انسان، خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان، ملحد ہو یا موحد، سنی ہو یا متبدع سب کا اس پر اتفاق ہے کہ معاملات میں حسن ادب عمدہ چیز ہے اور جہان میں کوئی رسم و رواج، استعمال ادب کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی۔ لوگوں میں ادب ہی مروّت کی حفاظت ہے اور دین میں سنت کی حفاظت اور دنیا میں عزت و احترام کی حفاظت بھی اسی ادب سے متعلق ہے کیونکہ یہ تینوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں جس میں مروت نہ ہوگی اور وہ سنت کا متبع نہ ہوگا اور جس میں سنت کی حفاظت نہ ہوگی اس میں عزت و احترام کی رعایت بھی نہ ہوگی۔ (کشف المحجوب ص ۴۸۰)

پیران پیر کے نزدیک ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ ایسے اللہ کے نیک بندوں کی سنگت اختیار کی جائے جو دین و دنیا کے آداب سے واقف ہوں تا کہ طالب ان آداب کو سیکھ کر اپنے مقصد حقیقی کو پالے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَحْسِنْ اَدَبَكَ بَيْنَ يَدَىْ مُعَلِّمِكَ	تو اپنے استاد کے روبرو حسن ادب اختیار کر اور
وَلْيَكُنْ صَمْتُكَ اَكْثَرَ مِنْ نُّطْقِكَ	تیری خاموشی تیرے بولنے سے زیادہ
فَاِنَّ ذٰلِكَ سَبَبٌ لِتَعَلِّمِكَ وَقُرْبِكَ	ہو کیونکہ ایسا کرنا تیری تعلیم کا اور استاد کے دل
اِلٰى قَلْبِهٖ حُسْنُ الْاَدَبِ يُقَرِّبُكَ	میں تری نزدیکی کا سبب بن جائے گا۔ حسن
وَسُوْءُ الْاَدَبِ يُبْعِدُكَ كَيْفَ	ادب تجھے مقرب بنا دے گا اور بے ادبی تجھے
يُحْسِنُ اَدَبُكَ وَاَنْتَ لَاتُخَالِطُ	دور کردے گی تجھے حسن ادب کیسے آ سکتا ہے
الْاَدَبَآءَ كَيْفَ تَتَعَلَّمُ وَ اَنْتَ	حالانکہ تو ادب والے لوگوں سے ملا ہی نہیں
لَاتَرْضٰى بِمُعَلِّمِكَ وَلَاتُحْسِنُ	ہے۔ تجھے علم کیسے آ سکتا ہے حالانکہ تو اپنے
ظَنَّكَ فِيْهِ	استاد سے راضی ہی نہیں ہے اور تیرا گمان
(الفتح الربانی ص ۴۵۵)	اس کے بارے میں نیک نہیں ہے۔

Marfat.com

شیخ کے ادب سے مقام حضوری کا حصول:

اِذَاشَهِدَلَكَ مُعَلِّمُ الْحُكْمِ بِالْحَذَقِ فِیْ كِتَابِهٖ نَقَلَكَ اِلٰی كِتَابِ الْعِلْمِ فَاِذَا تَحَقَّقْتَ فِيْهِ اُقِيْمَ قَلْبُكَ وَمَعْنَاكَ وَالنَّبِیُّ فِیْ صُحْبَتِهِمَا اٰخِذٌبِاَيْدِيْهِمَا وَيُدْخِلُهُمَا اِلَى الْمَلِكِ وَيَقُوْلُ لَهُمَاهَا اَنْتُمَّا وَرَبُّكُمَا

(الفتح ربانی ص ۴۷۳)

جب شریعت کا استاد اپنی طرف میں تیرے ماہر ہونے کی گواہی دے دے گا تب وہ تجھ کو کتاب علم طریقت کی طرف منتقل کرے گا پس جب تو اس میں بھی پورے طور سے ماہر ہو جائے گا اس وقت تیرے قلب و باطن کو قائم کر دیا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہمراہ ہوں گے اور ان کو بادشاہِ حقیقی علم کے مالک کے دربار میں لے جا کر کھڑا کر دیں گے اور ان سے فرمائیں گے اب تم دونوں ہو اور تمہارا رب تعالیٰ وہ جانے اور تم۔

ادب مرشد سے دربار رسالت ﷺ میں حضوری: حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ ولئ کامل کی صحبت سے نا صرف بے شمار دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ ان کی سنگت سے روحانی تزکیہ ہو جاتا ہے اور پھر ان کے فیض سے مرید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل ہو جاتی ہے جس کی وضاحت آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

يَامُسَافِرًا فِیْ طَرِيْقِ الدُّنْيَا لَاتُفَارِقِ الْقَافِلَةَ وَالدَّلِيْلَ وَالرُّفَقَآءَ وَاِلَّاذَهَبَ مِنْكَ مَالُكَ وَ رُوْحُكَ وَاَنْتَ يَا مُسَافِرًا فِیْ طَرِيْقِ الْاٰخِرَةِ كُنْ اَبَدًا مَعَ الدَّلِيْلِ اِلٰی اَنْ يُّوْصِلَكَ اِلَى الْمَنْزِلِ اَخْدِمْهُ فِیْ

اے دنیا کے راستہ کے مسافر تو قافلہ کے رہنما اور رفیقوں سے جدا نہ ہو ورنہ تجھ سے تیرا مال اور روح سب چلے جائیں گے اور آخرت کے راستہ کے مسافر تو ہمیشہ مرشد رہنما کے ساتھ رہ یہاں تک کہ وہ تجھ کو منزل مقصود تک پہنچا دے تو اس کی راہ میں

Marfat.com

الطَّرِيْقِ وَاَحْسِنْ اَدَبَكَ مَعَهٗ
وَلَاتَخْرُجْ عَنْ رَّاْيِهٖ فَيُعَلِّمُكَ
وَيُقَرِّبُكَ اِلَيْهِ ثُمَّ يَسْتَنِيْبُكَ فِيْ
الطَّرِيْقِ لِرُؤْيَتِهٖ نَجَابَتِكَ
وَوَصِدْقِكَ وَحَذْقِكَ فَيُصَيِّرُكَ
اَمِيْرًا فِيْهَا وَسُلْطَانًا عَلٰى اَهْلِهَا
يَسْتَخْلِفُكَ فِيْ مَوَاكِبِهٖ فَلَا تَنْزَالُ
عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ يَّاْتِيَ بِكَ اِلٰى
نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُسَلِّمُكَ اِلَيْهِ فَيُقَرِّبُكَ عَيْنًا ثُمَّ
يَسْتَنِيْبُكَ عَلَى الْقُلُوْبِ وَالْاَحْوَالِ
وَالْمَعَانِيْ فَتَصِيْرُ سَفِيْرًا بَيْنَ اللّٰهِ
عَزَّوَجَلَّ بَيْنَ خَلْقِهٖ غُلَامًا بَيْنَ
يَدَيْ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَاْتِيْ اِلَى الْخَلْقِ وَالْخَالِقِ
مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ هٰذَا شَيْءٌ لَّايَجِيْءُ
بِالتَّجَلِّيْ وَالتَّمَنِّيْ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ
وُّقِرَفِي الصُّدُوْرِ فَصَدَقَهُ الْعَمَلُ
الْقَوْمُ نِزَاعُ الْعَشَآئِرِ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ
اَلْفٍ اِلَى انْقِطَاعِ النَّفْسِ وَاحِدٌ
يَّسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
بِقُلُوْبِهِمْ وَمَعَانِيْهِمْ وَيُصَدِّقُوْنَ
ذٰلِكَ السَّمَاعَ بِاَعْمَالِ جَوَارِحِهِمْ

خدمت کرتا رہ اور اس کے ساتھ حسن ادب
کو ملحوظ رکھ اور اس کی رائے سے جدا نہ ہو
وہ تجھے علم سکھائے گا اور اللہ سے تجھے
نزدیک کردے گا۔ پھر وہ تجھ کو تیری
شرافت اور سچائی اور دانائی دیکھ کر راستہ میں
تجھ کو اپنا قائم مقام کردے گا تجھ کو راستہ
میں امیر اور راہ چلنے والوں کا حاکم بنا دے
گا اور اپنے لشکر کا تجھ کو خلیفہ و جانشین
کردے گا پس تو اسی حالت پر رہے گا۔
یہاں تک کہ وہ مرشد تجھ کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم تک لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد
کردے گا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
آنکھیں تجھ سے ٹھنڈی ہوں گی پھر آپ صلی
اللہ علیہ وسلم تجھ کو قلوب و احوال و معانی پر
اپنا نائب بنا دیں گے۔ پس تو اللہ اور اس
کی مخلوق کے درمیان میں سفیر و قاصد اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن کر رہے
گا۔ خلق و خالق کی طرف آمد و رفت کرے
گا کبھی ادھر کبھی ادھر۔ یہ ایسی چیز ہے کہ
خلوت نشینی و محض آرزو سے حاصل نہیں
ہوتی ہے بلکہ ایسی چیز سے حاصل ہوتی ہے
جو کہ سینوں میں جگہ پائے ہوئے ہیں اور

Marfat.com

(الفتح الربانی ص ۴۵۳) عمل نے اس کی تصدیق کردی ہے۔ اولیاء اللہ تمام قبیلوں میں منتخب لاکھوں کروڑوں میں سے آخر دم تک ایک ہی آدھ ہوتا ہے جو کہ کلام الٰہی کو اپنے قلبوں اور باطن سے سنتے ہیں اور اس سننے کی تصدیق ان کے تمام اعضاء کے عمل کرنے میں سرمو حکم الٰہی سے تجاوز نہیں کرتے۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آداب شیخ:

ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ پیر کا حق مرید پر کس قدر ہے؟ فرمایا اگر ساری عمر پیر کے ہمراہ حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ (اسرار الاولیاء ص ۱۲۸۔ ملفوظات خواجہ فرید)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو جب حضرت خواجہ عثمان ہرونی نے بیعت کرلیا تو فرمایا کہ معین الدین اب ہمارے پاس ہی رہا کرو۔ آپ نے سر جھکا کر فرمایا بسر وچشم۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنا شروع کردیا۔ مرشد کی خدمت میں آپ نے رات دن ایک کردیا اور سخت ریاضتیں اور مجاہدے کئے مسلسل ایک ایک ہفتہ روزے رکھتے اور آٹھویں دن پانچ مثقال کی ایک ٹکیہ پانی میں بھگو کر روزہ افطار کرتے بدن پر صرف ایک کپڑا ہوتا جب پھٹ جاتا تو اسے پیوند لگا لیتے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس درجہ عشق ہوگیا کہ سایہ کی طرح ساتھ ساتھ لگے رہے۔ جہاں کہیں شیخ جاتے تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کا بستر خواب' توشادان اور پانی کا مشکیزہ کندھے پر ڈالے اور دوسری ضروری اشیاء سر پر رکھے ہمراہ ہوتے تھے۔ جہاں پیر ومرشد قدم رکھتے تھے۔ وہاں آپ آنکھیں بچھاتے۔ کامل بیس برس خدمت واطاعت میں گزار دیئے اس میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سے معرفت اور حقیقت کی باتیں سیکھیں اور فقیری کے اسرار سربستہ سے آگاہ کیا۔ (خواجہ غریب نواز ص ۲۱ از عالم فقری)

خواجہ صاحب اور مزار مرشد کی تعظیم: خواجہ طاحب نے ایک مرتبہ اپنے شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا اپنے مریدوں کے سامنے ادب کرکے عملی طور پر درس دیا

Marfat.com

کہ جب شیخ کا یہ ادب ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و آداب کا لحاظ اس سے کہیں زیادہ کرنا چاہئے۔

ایک مرتبہ خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور سلوک کی باتیں ہو رہی تھیں۔ جب آپ دائیں طرف دیکھتے آپ اٹھ کھڑے ہوتے تمام لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ شیخ صاحب کس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے کئی مرتبہ قیام کیا۔ الغرض جب سب دوست اور لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک دوست جو آپ کا منظور نظر تھا موقع پا کر عرض کی کہ آپ جس وقت ترغیب دیتے تھے تو ہر مرتبہ آپ قیام کیوں کرتے تھے اور کس کی تعظیم کیلئے یہ قیام کیا تھا۔ شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طرف میرے پیر یعنی عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ پس جب اپنے پیر کی قبر کی طرف دیکھتا تھا تعظیم کیلئے اٹھتا تھا۔ پس! میں اپنے پیر کے روضہ کیلئے قیام کرتا تھا۔

فائدہ: مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں خدمت کرنی چاہئے چنانچہ جس طرح اس کی زندگی میں خدمت کرتا تھا اسی طرح اس کے انتقال کے بعد بھی اس کیلئے لازم ہے بلکہ مناسب ہے کہ اس سے بھی زیادہ کرے۔

(فوائد السالکین ص ۱۶)

جذبہ محبت سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آسانی: حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ہی وہ جذبہ ہے جس سے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسان تر ہو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْمَحَبَّةُ مُعَانِقَةُ الطَّاعَاتِ وَمُبَانِيَّةُ الْمُخَالِفَاتِ — محبت یہ ہے کہ محبوب کی طاعتوں میں یہ ہم آغوش رہے اور اس کی مخالفتوں سے ہمیشہ بچتا رہے

کیونکہ دل میں جس قدر محبت زیادہ ہوگی محبت کا حکم محبّ کیلئے اتنا ہی زیادہ آسان ہوگا۔ یہ ملحدوں کے اس گروہ کا رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ بندہ محبت میں اس کمال تک پہنچ

Marfat.com

جاتا ہے کہ اس سے طاعتیں اٹھ جاتی ہیں حالانکہ یہ خالص زندیقی اور بے دینی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ عقل کی درستگی کی حالت میں بندے سے احکام مکلفہ ساقط ہوجائیں۔ وجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہرگز منسوخ نہ ہوگی اور عقل کی درستگی کی حالت میں جب کسی ایک سے بھی طاعت کے اٹھ جانے کو مانا جائے گا تو سب سے اٹھ جانا بھی جائز وممکن بن جائے گا۔ یہ بات خالص بے دینی کی ہے۔ البتہ مغلوب الحال یا پاگل دیوانے کا حکم مختلف ہے اور اس کا عذر جداگانہ ہے۔ البتہ یہ بات جائز ہے کہ محبت الٰہی میں بندہ اس کمال تک پہنچ جائے کہ اسے طاعت کی بجاآوری میں تکلیف ومشقت معلوم نہ ہو؟ اس لئے کہ حکم کی تکلیف، حکم والے سے محبت رکھنے کی مقدار کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔ اس سے قبل جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنی ہی اس کے احکام کی بجاآوری آسان ہوگی۔ یہ معنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حال میں ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: لعمرك اے محبوب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبانہ روز اس کثرت سے عبادت کی کہ تمام مشاغل سے دست کش ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ناز ورم کرو آئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى — اے محبوب ہم نے یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشقت میں پڑ جائیں۔ (کشف المحجوب ص ۴۴۴)

عمل سے باطن کا روشن ہونا: حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَالسِّرُّالْحَقُّ عَزَّوَجَلَّ اَرْسَلَ الرُّسُلَ وَاَنْزَلَ الْكُتُبَ وَحَذَّرَ وَاَنْذَرَلِتَرْكِيْبِ الْحُجَّةِ عَلَى الْخَلْقِ وَعِلْمُهٗ فِيْهِمْ لَايُدْخَلُ فِيْهِ وَلَا يُعْتَرَضُ عَلَيْهِ فِيْهِ الْحُكْمُ فِيْهِ كَرٌّوَّفَرٌّوَالْعِلْمُ فِيْهِ ثَبَاتٌ تَحْتَاجُ

حق عزوجل نے رسولوں علیہم السلام کو بھیجا اور کتابیں نازل کیں اور ڈرایا اور دھمکایا کہ خلق پر حجت قائم ہوجائے، رہا ان کے بارے میں علم الٰہی تو اس میں نہ تو دخل دیا جاسکتا ہے اور نہ خدا پر اس کے بارے میں اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ حکم کے اندر کروفر

Marfat.com

اِلَی الْحُکْمِ الْمُشْتَرِكِ لَكَ وَلِغَيْرِكَ وَتَحْتَاجُ اِلَی الْعِلْمِ الْخَاصِّ لَكَ فَحَسْبُ اِذَاعَمِلَ اَحَدُكُمْ بِالْعِلْمِ الظَّاهِرِ رَقَّهُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعِلْمِ الْبَاطِنِ يَزُقُّهُ الْحُكَمَ الْبَاطِنَ كَمَا يَزُقُّ الطَّيْرُ بِوَلَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مَعَهٗ لِاَجَلِ تَصْدِيْقِهٖ وَعَمَلِهٖ بِقَوْلِ الظَّاهِرِ وَهُوَ شَرِيْعَتُهٗ

ہے اور علم کے اندر محض ثبات واستقلال۔ تو بھی حکم کی طرف محتاج ہے جو کہ تیرے اور دوسروں کے درمیان مشترک ہے اور تو اپنے لئے فقط ایسے علم خاص کا محتاج ہی ہو کہ تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے جب تم میں سے کوئی علم ظاہر پر عمل کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو علم باطن سے ہی چکا دیتے ہیں جیسے کہ پرندا اپنے بچہ کو چکا دیا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اس بندہ کے ساتھ محض اس کی تصدیق اور شریعت ظاہری پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(الفتح الربانی ص ۴۸۷)

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معیت رسول کا حصول:

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَيْلَكَ تَدَّعِیْ اَنَّكَ صُوْفِیٌّ وَّاَنْتَ كِدْرٌ الصُّوْفِیُّ مَنْ صَفَا بَاطِنُهٗ وَظَاهِرُهٗ بِمُتَابَعَةِ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَكُلَّمَا ازْدَادَ صَفَآؤُهٗ خَرَجَ مِنْ بَحْرِ وُجُوْدِهٖ وَيَتْرُكُ اِرَادَتَهٗ وَاِخْتِيَارَهٗ وَمَشِيَّتَهٗ مِنْ صَفَآءِ قَلْبِهٖ اَسَاسُ الْخَيْرِ مُتَابَعَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ كُلَّمَا صَفَا قَلْبُ الْعَبْدِ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی

تجھ پر افسوس دعوے تو یہ ہے کہ بہ تحقیق تو صوفی ہے اور تو سراپا کدورت ہے۔ صوفی وہ ہوتا ہے جس کا باطن و ظاہر قرآن و حدیث کی تابعداری کی وجہ سے بالکل صفا ہو اور جس قدر اس کی صفائی بڑھتی جائے وہ اپنے وجود کے دریا سے باہر آتا جائے اور اپنی صفائی قلب سے اپنے اختیار وارادہ اور اپنی چال ڈھال کو چھوڑتا جائے۔ بھلائی کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے تمام اقوال و افعال میں پیروی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنَامِہٖ یَأْمُرُہٗ بِشَیْءٍ وَّیَنْھَاہُ عَنْ شَیْءٍ یَّصِیْرُ کُلُّہٗ قَلْبًا وَّتَنْعَزِلُ بِبَیْتَہٗ یَصِیْرُ سِرًّا بِلَاجَھْرٍ صَفَابِلَاکَدِرٍ یَتَنَحّٰی عَنْہُ قِشْرُ ظَاھِرِہٖ اِلٰی نَاحِیَۃٍ وَّیَبْقٰی لُبًّا بِلَاقِشْرٍ یَصِیْرُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حَیْثُ مَعْنَاہُ یَتَرَبّٰی قَلْبُہٗ مَعَہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ یَعِیْرُ یَدُہٗ فِیْ یَدِہٖ یَکُوْنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَالْمُخَاطِبُ عَنْہُ الْحَاجِبَ بَیْنَ یَدَیْہِ (الفتح الربانی ص ۵۴۸)

کرنا ہے جب کسی بندہ کا قلب صاف ہوجائے گا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا کہ وہ اس کو بعض چیزوں کا حکم دے رہے ہیں اور بعض چیزوں سے منع فرمارہے ہیں وہ شخص سرتا پا قلب بن جائے گا اور اس کا جسم ایک کنارا ہوجائے گا اور وہ سرّ بلاجہر اور صفائی بلا کدورت ہوجائے گا اس سے ظاہر کا چھلکا علیحدہ ہوجائے گا اور وہ سرتا پا مغز باقی رہ جائے گا۔ وہ معنوی لحاظ سے حضور کی معیت میں رہے گا اور اس کا قلب حضور کی معیت میں آپ کے روبرو تربیت پائے گا اس کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی جانب سے مخاطب اور اس کے روبرو حاجب ہوں گے۔

خواجہ معین الدین چشتی کے نزدیک اتباع سنت: آپ کا ارشاد ہے کہ امام خواجہ ابوالیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوکر آواز دیتا ہے کہ اے آدمیو اور پریو! سنو اور اس طرح سمجھ رکھو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا فرض بجا نہیں لاتا۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حق سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اور دوسرا فرشتہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیرہ پر کھڑا ہوکر آواز دیتا ہے کہ اے آدمیو اور پریو سنو! اور اچھی طرح جان لو کہ جو شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادا نہیں کرتا اور حد سے بڑھتا ہے وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ (خواجہ غریب نواز ص ۱۳۳)

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مسجد ککری میں اولیائے بغداد کی محفل میں حاضر تھا اور گفتگو انگلیوں کے خلال کے بارے میں ہورہی تھی۔ فرمایا کہ وضو کرتے وقت انگلیوں

Marfat.com

کا خلال کرنا سنت ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے صحابہ کرام کو انگلیوں کا خلال کرنے کا کہا ہے جو ہاتھوں پر پانی ڈالتے وقت انگلیوں کا خلال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انگلیوں کو شفاعت سے محروم نہیں رکھے گا۔ آپ ہی کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواجہ اجل علیہ الرحمۃ شیرازی کو بہت متردّد پا کر حالت پوچھی۔ فرمایا کہ جس روز مجھ سے انگلیوں کا خلال سہواً ترک ہوا۔ میں فکر میں ہوں کہ یہ منہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز کیسے دکھاؤں گا۔ (خواجہ غریب نواز ص ۱۳۳)

اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عطائے مقام محبوبیت: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ جس میں محبوب کے اخلاق اور خصلتیں پائی جاتی ہیں محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے وہ چیز بھی محبوب ہوجاتی ہے۔ یہ اس رمز کا بیان ہے جو اس آیت کریمہ میں ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں کوشش کرنا مقام محبوبیت تک لے جانے کا باعث ہے۔ پس ہر ایک دانا اور عقلمند پر واجب ہے کہ ظاہر و باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تابعداری میں کوشش کرے۔ (مکتوبات امام ربانی اول مکتوب ۴۱)

ہر چیز سے زیادہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محبت میں صادق وہ ہے کہ والد اور خویش و اقرباء سے قطع تعلق کرکے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محبّ وہ شخص ہے کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی حق میں صادق ہو۔ (خواجہ غریب نواز ص ۱۲۵)

حضرت خواجہ معین الدین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت اور عشق تھا۔ آپ اکثر اپنے وعظ و نصیحت کی محفلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سناتے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو آپ پر عجب کیفیت طاری ہوجاتی۔ آپ کی آنکھیں پرنم ہوجاتیں۔ بعض اوقات آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گریہ زار بھی ہوجاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کا یہ نتیجہ ہی تھا کہ آپ نے بڑی محبت سے روضہ اقدس پر حاضری دی اور

نیازمندی کا اظہار فرمایا۔ اکثر حدیث نبوی بیان فرما کر رونے لگتے تھے۔ ایک جگہ ملفوظات میں فرمایا کہ افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے دن آپ سے شرمندہ ہوگا۔ اس کی جگہ کہاں ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہوگا۔ وہ کہاں جائے گا۔ یہ فرما چکے تو ہائے ہائے کر کے رو پڑے۔

معین الہند میں لکھا ہے کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے تھے اور سنت کے بے حد پابند تھے۔ (خواجہ غریب نواز ص ۹۶)

محبت سے عزت میں اضافہ: خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ محبت اور عزت ایک ہی درخت کا پھل ہیں جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنی عزت زیادہ ہوگی۔ (مفتاح العاشقین ص ۲۳)

اتباع شریعت سے دنیا و آخرت کی سعادتوں کا حصول: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، عمل و اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو محقق نہ ہوں شریعت محقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے ورضوان من اللہ اکبر اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سب سے بڑھ کر ہے۔

پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں جس کے حاصل کرنے کیلئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی طرف حاجت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن سے صوفیا و ممتاز ہیں۔ تیسری جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں پس ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کوئی اور امر شریعت کے سوا۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۱۹۶)

ایک مکتوب میں حضرت شیخ احمد سرہندی اپنے مرید کو لکھتے ہیں کہ:

آپ کو چاہئے کہ باطن کو خواجگان قدس سرہم کی نسبت سے معمور رکھیں اور ظاہر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے آراستہ و پیراستہ بنائیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۳۷)

مجدد الف ثانی کے نزدیک اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سات درجے: شیخ

Marfat.com

احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو اولیاء میں بلند مقام حاصل ہوا۔ آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع پر بہت زور دیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے خودساختہ دین الٰہی کے خلاف جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں سرخرو کیا۔ آپ نے ہمیشہ بادشاہوں کی تعظیم کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عملی درس دیا جب آپ بادشاہ اکبر کے دربار میں بلائے گئے تو آپ نے تعظیم کی غرض سے بنائے گئے دروازے میں پہلے پاؤں داخل کئے لیکن جب آپ اپنے مرشد حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تو انتہائی ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے اور اپنے شیخ کے سامنے اپنی آنکھوں کو جھکا لیتے۔ آپ نے اتباع رسول کو جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے نہ صرف آپ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا علم ہوتا ہے وہاں اولیاء کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اور ان پر فیضان کا بھی علم ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت جو دینی اور دنیاوی سعادتوں کا سرمایہ ہے کئی درجے اور مرتبے رکھتی ہے۔ پھر ان سات درجات کی وضاحت فرماتے ہیں۔

پہلا درجہ عوام الناس کی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے: عوام اہل اسلام کیلئے ہے یعنی تصدیق قلبی کے بعد اور اطمینان نفس سے پہلے جو درجہ ولایت سے وابستہ ہے احکام شرعیہ کا بجالانا سنت سنیہ کی متابعت ہے اور علماء ظاہر اور عابد زاہد جن کا معاملہ ابھی تک اطمینان نفس تک نہیں پہنچا سب متابعت کے اس درجہ میں شریک ہیں اور اتباع کی صورت کے حاصل ہونے میں برابر ہیں۔ چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر و انکار ہی پر اڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ درجہ متابعت کی صورت پر مخصوص ہے۔ متابعت کی یہ صورت متابعت کی حقیقت کی طرح آخرت کی نجات اور خلاصی کا موجب ہے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کرم سے نفس کے انکار کا اعتبار نہ کر کے تصدیق قلبی پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا ہے ؎

مے توانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ درساختہ قطرہ بارانی را

Marfat.com

ترجمہ:

بنایا قطرہ باراں کو جس نے ہے گوہر
عجب نہیں میرا رونا کرے قبول نظر

دوسرا درجہ: ارباب سلوک کی اتباع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کا اتباع ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً تہذیب اخلاق اور بری صفتوں کا دور کرنا اور باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا رفع کرنا وغیرہ جو مقام طریقت کے متعلق ہیں۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں میں قطع کرتے ہیں۔

تیسرا درجہ: اولیاء کی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احوال و اذواق و مواجید کی اتباع ہے جو مقام ولایت خاصہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں۔ جب مرتبہ ولایت ختم ہو جاتا ہے اور طغیان و سرکشی سے ہٹ جاتا ہے تو اس وقت جو کچھ متابعت کرتا ہے متابعت کی حقیقت ہوتی ہے۔ اگر نماز ادا کرتا ہے تو متابعت کی حقیقت بجا لاتا ہے اور اگر روزہ ہے یا زکوٰۃ اس کا بھی یہی حال ہے۔ غرض تمام احکام شریعت کے بجالانے میں متابعت کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔

متابعت کا چوتھا درجہ: متابعت کا یہ درجہ جو نفس کے اطمینان اور صاحب شریعت کی متابعت حقیقت تک پہنچنے پر موقوف ہے۔ کبھی فنا اور سلوک و جذبہ کے وسیلہ کے بغیر حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات میں سے کچھ بھی درمیان نہیں آتا اور یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے لیکن دوسرے راستہ کی نسبت ولایت کے راستہ سے اس دولت تک پہنچنا آسان اور قریب ہے اور وہ دوسرا راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت سنیہ کی متابعت اور بدعت کے اسم و رسم سے اجتناب کرنا ہے۔

متابعت کا پانچواں درجہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمالات کا اتباع ہے جس کا حاصل ہونے میں علم و عمل کا دخل نہیں بلکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے محض

Marfat.com

فضل و کرم پر موقوف ہے۔ یہ درجہ نہایت ہی بلند ہے اس درجہ کے مقابلہ میں پہلے درجوں کی کچھ حقیقت نہیں۔ یہ کمالات اصلؔ میں اوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تبعیت وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

اتباع کا چھٹا درجہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمالات کا اتباع ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض فضل و احسان پر تھا اس چھٹے درجے میں ان کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو تفصیل و احسان سے برتر ہے۔ متابعت کا یہ درجہ بھی بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجہ کے سوا متابعت کے یہ پانچ درجے مقامات عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا حاصل ہونا صعود پر وابستہ ہے۔

اتباع کا ساتواں درجہ: متابعت کا ساتواں درجہ وہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ متابعت کا یہ ساتواں درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق قلبی بھی ہے تمکین قلبی بھی ہے اور نفس کا اطمینان بھی اور اجزا قالب کا اعتدال بھی جو طغیان و سرکشی سے باز آگئے ہوتے ہیں۔ پہلے درجے گویا اس متابعت کے اجزاء ہیں اور یہ درجہ ان اجزاء کا کل ہے۔ اس مقام میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ اس قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ تبعیت کا نام ہی درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور تابع و متبوع کی تمیز دور ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح جو کچھ لیتا ہے اصل سے لیتا ہے۔ گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی طرح ہم آغوش و ہمکنار اور شیر و شکر کی طرح ہیں۔ معلوم نہیں ہوتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون اور تبعیت کس کیلئے ہے۔ نسبت کے اتحاد میں غیریت کی نسبت کچھ گنجائش نہیں۔

عجب معاملہ ہے اس مقام میں جہاں تک غور کی نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ تبعیت کی نسبت کچھ نظر نہیں آتی اور تابعیت و متبوعیت کی امتیاز ہرگز مشہود نہیں ہوتی۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ اپنے آپ کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی اور وارث جانتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تابع اور ہوتا ہے اور طفیلی و وارث اور اگرچہ طبیعت

کی قطار میں سب برابر ہیں لیکن تابع میں بظاہر متبوع کا پردہ درکار ہے اور طفیلی و وارث میں کوئی پردہ درکار نہیں۔ تابع پس خوردہ کھانے والا ہے اور طفیلی ضمنی ہمنشین غرض جو دولت آئی ہے انبیاء علیہم السلام کے طفیل اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور ان کا پس خوردہ تناول کرتے ہیں ؎

درقافلہ کہ اوست دانم نرسم
ایں بس کے رسد زود و ریانگ جرسم

ترجمہ:

جس قافلہ میں یار سے جاسکتا نہیں
بس دور سے آواز جرس سنتا ہوں یہیں میں

کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو اور وہ شخص جس میں متابعت کے بعض درجے ہیں اور بعض نہیں۔ درجوں کے اختلاف کے بموجب مجمل طور پر تابع ہے۔ علماء ظاہر پہلے درجہ پر ہی خوش ہیں۔ کاش یہ لوگ درجہ اول کو ہی سرانجام کرلیں۔ انہوں نے متابعت کو صورت شریعت پر موقوف رکھا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور امر خیال نہیں کرتے اور طریقہ صوفیاء کو جو درجات متابعت کے حاصل ہونے کا واسطہ ہے بیکار تصور کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علماء ہدایہ اور بزدودی کے سوا کسی اور امر کو اپنا پیرومقتدا نہیں جانتے:

چوآں کرمے کہ درسنگے نہان است
زمین و آسمان اوہمان است

ترجمہ:

وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہیں
وہیں اس کا زمین و آسمان ہے۔

حَقَّقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِیَّاکُمْ بِحَقِیْقَۃِ الْمُتَابَعَۃِ الْمَرْضِیَّۃِ

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ متابعت کی

الْمُصْطَفَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالْبَرَكَةُ وَالتَّحِيَّةُ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَتِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامُ وَالْمَلٰئِكَةِ الْعِظَامِ وَجَمِيْعِ اَتْبَاعِهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامْ

حقیقت سے واقف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بھائی تمام پیغمبروں اور فرشتوں اور تمام تابعداروں پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ والسلام و برکت و تحفے نازل ہوں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد دوم ص ۵۴)

خواجہ سرہندی کو درود سے فیض کا حصول: کچھ مدت تک میں حضرت خیرالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلوٰۃ میں مشغول رہا اور قسم قسم کے درود وسلام صلوٰۃ بھیجتا رہا اور بہت سے دنیاوی فائدہ اور نتیجے پاتا رہا اور ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اسرار و دقائق کا مجھ پر فیضان ہوتا رہا۔ کچھ مدت تک اسی طرح کرتا رہا۔

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۵۷)

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

پیر سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گجومتہ فرمایا کرتے تھے کہ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام میں سے ان چار اولیاء میں سے آخری تھے جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق زار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت میاں صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر بڑے محبت کے لہجے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی زائر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آپ کے سامنے لے لیتا تو فوری طور پر موم ہو جاتے اور اس پر خصوصی شفقت فرماتے۔ سادات عظام کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو تہجد کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ درود خضری پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ درود اتنی محبت سے پڑھتے تھے کہ جب آپ وصال مبارک کے قریب تپ محرک کے مرض سے انتہائی لاغر ہو گئے اور علاج معالجے سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ غنودگی اور غشی کے دورے پڑتے رہے ذرا افاقہ ہوتا تو قرآنی آیات اور درود شریف کے سوا زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلتا۔ (منبع انوار ص ۱۷)

Marfat.com

سنت کی تاکید: بیماری کی حالت میں میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ پر پھر وہ وقت آیا کہ نماز اشاروں کے سوا ممکن نہ رہی۔ ایک روز طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے بھائی میاں غلام اللہ کو بلایا۔ سید نورالحسن شاہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری پہلے سے موجود تھے۔ ان کے سامنے میاں صاحب نے بھائی سے کہا کہ در پہ آنے والوں کی خدمت میں کبھی کوتاہی نہ کرنا اور جمعہ خود پڑھانا۔ یاد رکھو سنت کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ کہہ کر عصا ٹیکتے ہوئے گھر داخل ہوئے۔ انہوں نے سب کو پیار کیا، سلام کیا اور الوداع کہتے ہوئے بولے اب ڈاہراں والا (قبرستان) جانا چاہتا ہوں اور ان کی یہ خواہش دو دن بعد پوری ہوئی۔ (منبع انوار ص ۷۲۔۷۱)

عارف کھڑی شریف کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف کا دل خوف خدا سے معمور اور عشق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسرور تھا۔ گویا آپ کے سینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک سچے ولی اور پکے مومن کی اس سے بڑھ کر اور کیا علامت ہو سکتی ہے کہ ہمہ وقت توحید الٰہی کے نغمے الاپتا رہے اور مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاتا رہے۔ اسی محبت اور ذوق و شوق کا تقاضا تھا کہ آپ نے معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی (تحفہ رسولیہ) جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات بصورت پنج بندی نظم مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کئے۔ اس کے علاوہ ہر کتاب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان فرمائی۔

(خوشبوئے فقر ص ۳۱۵)

Marfat.com

باب نمبر ۱۴

ارکانِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وہ جذبہ ہے جس سے قلب جگمگا اٹھے یہ وہ احساس ہے جو بندے کی فکر کو منفرد کر دے یہ وہ عمل ہے جو بندے کو اللہ کی بارگاہ میں مقرب بنا دے۔ یہ وہ صیقل ہے جس سے روح کثافتوں سے نکل کر لطائف میں جا بسے۔ یہ وہ زینہ ہے جو عرش الٰہی تک رسائی سے مالا مال کر دے۔ یہ وہ طاقت ہے جو دنیا سے بے نیاز کر دے یہ وہ کیف ہے جو دل و جان کو مسرور کر دے۔ یہ وہ راز ہے جو محبوب سے ہم راز کر دے۔ یہ وہ تڑپ ہے جو محبوب کی دید سے ہمکنار کر دے۔ یہ وہ لگن ہے جو قبر کو حشر تک باغ بہشت بنا دے۔ یہ وہ تانگ ہے جو پل صراط سے پرامن پار کر دے۔ یہ کشش ہے جو محشر میں اللہ کے بندوں میں شامل کر دے یہ وہ دوا ہے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہمکنار کر دے یہ وہ پیاس ہے جو ساقیٔ کوثر کے دست مبارک سے شراب طہورا سے سیراب کر دے۔ یہ وہ مقدس نسبت ہے جو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دے یہ وہ پاک رشتہ ہے جو محبوب کی آل میں شامل کر دے اور آخرت میں دائمی رفاقت نصیب کر دے۔

اتنی زیادہ سعادتوں کو دامن میں سمیٹنے کیلئے کچھ قربانی دینا ہوگی۔ کچھ حدود قیود اپنانا ہوں گی۔ دنیا میں پھولوں کے ساتھ کانٹوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی تکلیف لوگ پھولوں سے اپنے اذہان کو معطر کرنے کیلئے قبول کرتے ہیں اسی طرح فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک اعلیٰ مقام ہے اس کیلئے محبّ صادق بننا شرط ہے اور سچا عاشق وہ ہوگا جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی دل سے تصدیق کرے اور اپنے نفس کو آپ کی تعظیم کا مجسمہ

بنالے۔ خاتم النبیین کی پیروی ذوق وشوق سے کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعمیل کے دوران دلی رغبت کو شامل حال کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سراپا تسلیم و رضا بن جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری ابدی سعادت سمجھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء سے قلبی نفرت رکھے۔ پھر وہ جتنا ان باتوں میں کمال حاصل کرے گا اتنا ہی وہ آدمی صاحبِ عشق ہوگا۔

اس باب میں ان باتوں کا ذکر قرآن و حدیث کی روشنی میں کردیا گیا ہے تاکہ محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱- رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اقرار کیا جائے اور دل و جان سے تصدیق کی جائے، جسم و روح کے کسی گوشے میں ایمان بالرسالت پر کوئی شک شبہ نہ ہو۔ یہ ایمان اتنا مضبوط ہو کہ اگر پہاڑ ہلتے ہیں تو ہل جائیں سمندر اپنی جگہ سے ہٹتے تو ہٹ جائیں، مشرق و مغرب، زمین و آسمان میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو آجائے حتیٰ کہ شہ رگ پر چھرا چلتا ہے تو چل جائے مگر اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان میں ذرا جنبش پیدا نہ ہو۔ دیکھو اللہ جل شانہ کتنی تاکید فرما رہا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

پس اللہ اور اس کے اُمی نبی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پر قائم رہو۔

(پ ۹۔ اعراف ۱۵۸/۷)

یعنی اے مرد مسلمان! دنیا کی کوئی مادی منفعت تمہیں میرے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان سے دور نہ کرے چاہے وہ مال و زر کی پیشکش کی صورت میں ہو یا کسی خوبرو

Marfat.com

حسینہ کے دلفریب بہکاوے کی شکل میں ہو یا شیطان کے وسوسے اور نفس امارہ کی سرکشی، ایمان بالرسالت کی راہ میں آئے تو اسے بغیر سوچے سمجھے یک جنبش رد کردو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ایمان لاؤ تمہیں کسی دلیل یا معجزے کی بھی ضرورت نہ ہو بلکہ تمہارے ایمان کی بنیاد یقین و عشق کی بنیاد پر استوار ہو اور تمہارا ایمان حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ایمان کی طرح ہو جس کی نشاندہی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دے کر فرمائی:

سَمِعْنَا اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهٖ عَدَا الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَهٗ يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَمَا ثَمَّ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ

(بخاری ج ۲ ص/۳۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چرواہا اپنے ریوڑ میں تھا کہ بھیڑیئے نے حملہ کرکے اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے پیچھا کرکے اس سے بکری چھڑا لی۔ بھیڑیئے نے اس کی جانب متوجہ ہوکر کہا: بتاؤ چیر پھاڑ کے دن ان کی حفاظت کون کرے گا جب میرے سوا ان کا چرواہا اور کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واقعہ کی صحت پر یقین رکھتا ہوں اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی۔ حالانکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔

جب ایمان اس قسم کی بنیاد پر قائم ہوگا تو وہ قابلِ قبول ہوگا اور اسے سفلی قوتوں کا کوئی داؤ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اللہ و ملائکہ کی گواہی:

اے اللہ! تو کتنا عظیم ہے اور کتنا صاحبِ وفا ہے کہ تو نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

اپنا رسول بنا کر بھیجا تو ان پر راضی ہوا اور اپنی نیازمندی سے ان کا حامی و ناصر ہے تو اپنی رضا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے شایان شان گواہی دے رہا ہے اور تیرے ملائکہ بھی اس بات پر گواہ ہیں کہ وہ تیرے برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں تیرے قربان جاؤں تیری گواہی کتنی عظیم ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ ؕ

(پ۶ سورۃ النساء:۱۶۶/۴)

لیکن اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اے عاشقان باصفا تمہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر قربان ہو جانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی اس شہادت پر لبیک کہتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل سے ایمان رکھنا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے فلاح دارین کی عطا: پروردگار عالم نے قرآن کریم میں یہ وعدہ فرمایا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اور تعظیم کرے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی کاموں میں خدمت کرے گا اور پھر قرآن پاک کی پیروی کرے گا اسے فلاح دارین عطا کی جائے گی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(پ۹۔اعراف:۱۵۷/۷)

پس جو ان پر ایمان لائیں اور انکی تعظیم کریں اور ان کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ نازل ہوا ہے پس وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید اور اپنی رسالت پر ایمان لانے والوں کیلئے جنت میں داخلے کی خوشخبری دی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی

Marfat.com

مَنْ شَهِدَاَنْ لَّآاِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُـهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَةٌ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِى ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ زَادَمِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ اَيُّهَاشَآءَ

(بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث ۶۵۰)

عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا ایک کلمہ ہیں جو مریم کی طرف ڈالا گیا۔ اسی کی طرف کی روح ہیں اور جنت و دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا خواہ اس کے عمل کچھ بھی ہوں۔ ابوالولید، ابن جابر، عمیر، جنادہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے سے اعمال کی بربادی: اللہ جل شانہ نے یہ واضح فرما دیا کہ دنیا میں چاہے کوئی کتنا ہی بااثر یا صاحب وجاہت ہو اس کا کوئی اچھا عمل تب ہی قابل قبول ہوگا جب وہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہدایت کے مطابق عمل کرے گا۔ اگر کوئی حکم پر عمل نہ کرے گا اور ایمان سے بھی خالی ہوگا تو اس کے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

(محمد۔۹)

یہ اس لئے کہ جب انہوں نے یہ قرآن ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا ہے تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے گناہوں کی بخشش: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل اس وقت ہوگا جب ایمان کے ساتھ صالح اعمال بھی کئے جائیں ورنہ ایمان کامل نہ ہوگا۔ اگر اہل ایمان اللہ کے ان احسانات پر ذرا غور کر لیں تو ان کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کوئی مشکل کام نہ رہے گا

Marfat.com

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی سے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور تمام احوال سنوار دیئے جاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○
(محمد۔۲/۴۷)

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

جبکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی حدیث میں اہل ایمان کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری آنکھوں میں کچھ تکلیف واقع ہوگئی تھی۔ اس لئے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ حضور! میری تمنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تا کہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کیلئے متعین کرلو۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ میرے گھر تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوگئے اور صحابہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ دوران گفتگو مالک بن وخشم کا بھی ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے اسے مغرور اور متکبر کہا اور یہ خواہش ظاہر کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں ہلاکت کی دعا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر ان سے پوچھا کہ:

قَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا اِنَّهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِىْ قَلْبِهٖ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ اَوْ تَطْعَمُهٗ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِىْ هٰذَا

کیا مالک بن وخشم اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا وہ زبانی تو کہتا ہے لیکن دل سے نہیں کہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِیْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهٗ

فرمایا جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اللہ کا رسول ہوں نہ وہ دوزخ میں

(مسلم: اکتاب الایمان ح ۵۷)

داخل ہوگا نہ دوزخ اسے کھائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی۔ میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس کو لکھ کو لو تو انہوں نے اس حدیث کو لکھ لیا۔

۲- آپ ﷺ کی ختمِ نبوت پر ایمان رکھنا

قرآن و احادیث کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ذیلی، ظلی یا بروزی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، علم اور مشیت سے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنایا ہے اور اس بات کا قرآن میں اعلان بھی فرما دیا ہے تاکہ کسی کو شیطان یا اس کا نفس جھوٹی نبوت کے دعوے پر اکسا کر ہلاک نہ کر دے نہ کوئی کسی جھوٹی نبوت کے دعویدار کے علم، فن خطابت، فن تحریر یا کسی بھی اس کی خصلت خبیثہ سے متاثر ہو کر گمراہ نہ ہو۔

ذیلی، ظلی یا بروزی نبوت کا بھوت تو بعض قبائلی عرب سے تعلق رکھنے والے شعرا اور فصاحت و بلاغت کا ملکہ رکھنے والے لوگوں پر اس وقت بھی سوار ہو گیا تھا جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھے۔ مسیلمہ کذاب نے اسی قسم کا مطالبہ کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس کی غلط خواہش پر خط بطلان ثبت فرمایا بلکہ اسے یہ بھی فرمایا:

قَالَ وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مُسَيْلَمَةَ فِیْ اَصْحَابِهٖ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسیلمہ کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے اصحاب

Marfat.com

فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَآ اَعْطَیْتُکَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِیْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید ح ۲۳۰۹)

میں تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور تو مجھ سے یہ ٹکڑا (لکڑی کا) مانگے تو نہیں دوں گا اور تو زیادتی نہیں کرے گا مگر اللہ تیرے متعلق حکم جاری کرے گا اور اگر تو نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری امت کو واضح فرما دیا نبوت تو بڑی دور کی بات ہے ایسے بدمست انسان کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکڑی کا ٹکڑا بھی نہیں دیا جاسکتا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اسلام دشمن قبائل کو اپنے فن خطابت سے متاثر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفا شعار جانشین و سپاہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کیا اور وہ میدان جنگ میں واصل جہنم کردیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں امت مسلمہ کو خبردار کردیا گیا ہے قیامت تک ۳۰ کے قریب جھوٹے مدعیاں نبوت پیدا ہوں گے۔ لہٰذا وہ ان کی کسی تحقیق وشعبدہ بازی میں آ کر متاثر نہ ہوں۔

قرآن کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت: اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان فرما دیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝

(پ۲۲۔ احزاب: ۴۰/۳۳)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

قرآن کی اس آیت سے زیادہ واضح عقیدہ ختم نبوت کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں کیونکہ اگر بیٹا ہو تو وہ باپ کی گدی پر بیٹھنے کا مجاز ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس راہ کو بند کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے نوازا۔ اس کے بعد

فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے سلسلے کو بند کرنے والے ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔

ختم نبوت کے مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح روشن کر دیا ہے کہ جس طرح دوپہر کے وقت سورج اپنی پوری آب و تاب سے روشن ہوتا ہے۔ دوپہر کے وقت سورج کا انکار وہی کرے گا جو گمراہی کے گہرے گڑھے میں گر جائے۔

اللہ جل شانہ نے قرآن کریم کی دیگر کئی آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے جن میں سے دو مزید آیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدۃ۔۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

۲۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ جَمِیْعًا

اور فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (اعراف ۱۵۸/۷)

مذکورہ بالا سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ میں وضاحت فرما دی گئی تمہارے دین کا اتمام کر دیا گیا ہے اور نعمت مکمل کر دی گئی ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کر لیا گیا ہے۔ یعنی اب جبکہ اسلام مکمل و پسندیدہ دین ہے تو اب رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کی کوئی ضرورت نہیں سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۸ میں الناس سے مراد ساری نوع انسانیت ہے جن کی طرف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بن کر تشریف لائے ہیں۔ اس لئے اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

سورہ فرقان میں ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی

اللہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے

Marfat.com

عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پ۱۸ فرقان:۱/۲۵)

بندے پر فرقان نازل کیا جو سارے جہاں کیلئے ڈرانے والا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کیلئے تا قیامت نذیر ہیں لہٰذا اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

فرمایا میں آخری نبی ہوں:

عَنْ اَبَاهُرَيْرَةَ خَمْسَ سَنِيْنَ فَسَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَآئِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ وَ سَيَكُوْنُ خُلَفَآءِ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَاتَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

(بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء:۶۷۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے نبی اسرائیل کے انبیاء لوگوں پر حکمران ہوا کرتے تھے۔ ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا لیکن یاد رکھو میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگ عرض گزار ہوئے، آپ ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں: فرمایا، یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔ پس اللہ تعالیٰ جو انہیں حکمران بنائے گا وہی حقوق کے بارے میں ان سے باز پرس کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ختم نبوت کی مثال سے وضاحت:

سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبین کو اس انداز سے سمجھا دیا کہ اب بھی اگر کوئی مسلمان کسی کے بہکاوے میں آ کر ان کثیر آیات و احادیث کا مفہوم نہ سمجھ سکے اور عقیدہ ختم نبوت کے متوازی کوئی اور مفہوم کسی سے اخذ کرے تو اس سے بڑھ کر دنیا و جہاں میں کوئی احمق نہ ہوگا اور وہ عقل و شعور سے اتنا عاری ہوگا جتنا کہ کوئی دو جمع دو کو پانچ کہہ دے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّن زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء ۴۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اور اس کے سجانے اور سنوارنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر کسی شے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے بھلا یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ فرمایا، وہ اینٹ میں ہوں۔ سارے انبیاء سے آخری ہوں۔

اس حدیث میں قصر نبوت کو بڑی احسن تمثیل سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں نقش کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی اس کا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ سلسلۂ نبوت کی اس محل سے تعبیر کی گئی جس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی یعنی صرف ایک نبی کے معبوث ہونے کی جس سے اس محل نے مکمل ہو جانا تھا اور وہ بھی تشریف لے آئے تو اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت: مذکورہ بالا چند آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کی ساری بنیاد عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے اور اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کا اجماع ہے۔ اس عقیدہ کے متزلزل ہونے سے کسی مسلمان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو یہ بات اپنے دل و دماغ میں نقش کر لینی چاہئے کہ ان کی وابستگی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی وقت درست ہوگی جب ان کا ختم نبوت پر پختہ ایمان ہوگا۔ جب یہ نعمت کسی کو عطا ہو جائے گی تو پھر انہیں کوئی عیار و ہشیار شخص گمراہ نہ کر سکے گا جو عالمانہ گفتگو یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بظاہر محبت جبکہ اس کے دل میں عقیدہ ختم نبوت کا غلط مفہوم ہو۔

پس عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی تکمیل کا زینہ ہے اور عقیدہ ختم نبوت اس کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق محبین کو چاہئے کہ دنیا جہاں کی کسی بھی مصلحت کو عقیدہ ختم نبوت کی راہ میں حائل نہ ہونے دیں۔

۳۔ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تعظیم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم یہ ہے کہ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری رسول سمجھ کر آداب بجا لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و مرسلین کا امام تسلیم کر کے روح و جدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بٹھا لی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و مرتبہ کا پورے یقین سے اقرار کیا جائے۔ قرآن و احادیث میں موجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصاف جمیلہ تہہ دل سے مان لئے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر و منزلت کے سامنے سراپائے تسلیم و رضا بن جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں حاصل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و ارشادات سراپائے ادب بن کر مان لئے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے روح گردانی نہ کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو سامان تسکین روح بنا لیا جائے۔ شرع و دین کے کسی معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے سامنے لب کشائی نہ کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشری و روحانی اوصاف پر تنقید نہ کی جائے۔ قرآن کی کسی آیت کی تشریح اس انداز میں نہ کی جائے کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں تنقیص کا اظہار ہوتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر پوری توجہ سے کرے بغیر ٹھوس علم کے کوئی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کرے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہا ہو تو چہرہ ہشاش بشاش ہو جبکہ قلب تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ ہوتا کہ کوئی سننے والا یہ نہ محسوس کر سکے کہ اس فرد کا مطلب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرنا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے قربان جائیں کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات پر فضیلت عطا کردی ہے جیسے کہ فرمایا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اور انبیاء میں سے کسی کو سب پر درجوں بلندی عطا کردی ہے۔ (بقرہ ۲/۲۵۳) اور پھر اللہ جل شانہ نے قرآن میں اس میثاق کا ذکر کیا جس میں خلقت آدم علیہ السلام سے نہ جانے کتنی صدیاں پہلے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے یہ وعدہ کیا۔ اِذْاَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الآخر اور جب ہم نے انبیاء سے وعدہ لیا وہ وعدہ یہ تھا کہ جب تمہیں دنیا کی زندگی میں رسالت و نبوت پر سرفراز کردیا جائے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تو پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آنا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنا اور تاکید کیلئے فرمایا مَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ جو اس وعدہ سے پھرے گا وہ فاسقوں میں سے ہوجائے گا۔ (آل عمران:۸۱) پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دیتے رہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے رسول بھیج (بقرہ:۱۲۹) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی یوں خوشخبری وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (۶/۶۱) میں تمہیں اس رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ تشریف لے آئیں تو ان پر ایمان لے آنا جبکہ ان میں سے بارہ انبیاء و مرسلین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی دعا کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے نمائندہ بن کر قیامت کے قریب زمین پر اتارے جائیں گے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ طویل عرصہ دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ میری قبر کے قریب آواز دیں گے تو میں انہیں قبر سے جواب دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ان سب باتوں سے امت کو آگاہ فرما دیا ہے۔ اب چاہئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا لحاظ رکھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم: تعظیم ایک پوشیدہ قلبی کیفیت ہے جب کسی کا قلب تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہوجائے تو اس کا اظہار اس کی زبان سے محبت بھرے الفاظ اور چہرہ پر ہشاشت و بشاشت سے ہوگا۔ پس جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں ان کیلئے فلاح ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ۹ اعراف:۱۰۶/۷)

پس لوگ جو ان پر ایمان لائیں اور ان کا احترام کریں اور ان کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل ہوا وہی فلاح پانے والے لوگ ہیں۔

سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر فرض کردی ہے۔

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (پ ۲۶۔ فتح:۸۔۹/۴۸)

تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور آپ (ﷺ) کی تعظیم اور توقیر کرو اور اللہ کی صبح وشام تسبیح کرتے رہو۔

اے اہل ایمان! کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کم مقام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے اپنی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ اپنے رسول پر ایمان لانے کا حکم صادر فرمادیا ہے۔ بات ایمان لانے تک ہی محدود نہیں جبکہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام جلیل کا اعتراف کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سینوں میں بٹھا لو اور بعض مفسرین نے کہا ہے یوقروہ سے مراد یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو کسی مقام پر بھی تمہارے دل سے یہ تعظیم کم نہ ہو۔ اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین اجل کے قوال یہ ہیں۔

علامہ جلال الدین محلی تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

وَيُعَزِّرُوْهُ يَنْصُرُوْهُ وَقُرِئَ بِزَائَيْنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَةِ وَيُوَقِّرُوْهُ ط تُعَظِّمُوْهُ وَضَمِيْرُهُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

امداد کریں اللہ و رسول کی تعزروہ کی قرأت بھی ہے اور تعظیم کرو۔ اللہ و رسول کی۔ یہ دونوں ضمیریں تعزروہ اور توقروہ کی اللہ و رسول کی طرف لوٹتی ہیں۔

(تفسیر جلالین ص ۴۲۳) مطبوعہ دہلی)

نیز امام قاضی عیاض انہی الفاظ قرآنیہ کی تشریح کرتے ہیں:

ویعزروہ یعنی حضور کی تعظیم کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی مدد کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ کریں۔ ویوقروہ یعنی حضور کی تعظیم کریں۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۴۲)

علامہ عارف باللہ تعالیٰ الشیخ احمد صاوی مالکی حاشیہ جلالین میں ارقام فرماتے ہیں:

وَيُؤْخَذُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى تَعْظِيْمُ اللّٰهِ وَحْدَهٗ اَوْعَلٰى تَعْظِيْمُ الرَّسُوْلِ وَحْدَهٗ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ بَلِ الْمُؤْمِنُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْظِيْمِ رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ التَّعْظِيْمَ فِيْ كُلٍّ بِحُبِّهٖ فَتَعْظِيْمُ اللّٰهِ تَنْزِيْهُهٗ عَنْ صِفَاتِ الْحَوَادِثِ وَوَصْفِهٖ بِالْكَمَالَاتِ وَتَعْظِيْمُ رَسُوْلِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَصِدْقًا لِكَافَةِ الْخَلْقِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَوْصَافِهِ السَّنِيَةِ وَ شَمَائِلِهِ الْمَرْضِيَّةِ صَلَوِيْ عَلَى الْجَلَالَيْنَ (ج ۴ ص ۸۲)

اس آیت تعزروہ و توقروہ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کرے لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے صفات زوال و نقص سے پاک جانے اور وصف کمالات سے موصوف جانے اور تعظیم رسول اللہ یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تمام مخلوق کیلئے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا اقرار کرے۔

Marfat.com

ابن تیمیہ نے لکھا:

اوجب الله من تعزیره و توقیره ن بکل طریق وایثاره بالنفس والمال فی کل موطن وحفظه وحمایته من کل موذ

(الصارم المسلول صفحہ۲)

ہر طریق سے اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعظیم و تکریم واجب کی ہے اور ہر جگہ پہ جان و مال قربان کرنا واجب کیا ہے اور ہر موذی و گستاخ سے آپ کی حفاظت لازم و ضروری قرار دی ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر حضور کی تعظیم، توقیر، تکریم، نصرت، اجلال و اکرام فرض کیا ہے اور یہ چیز اس بات کو واجب کرتی ہے کہ بہر صورت و بہر طریق حضور کی ناموس وعزت کی حفاظت کی جائے بلکہ تعظیم کے درجات سے اول درجہ سے۔

فقیام المدحة والثناء علیه والتعظیم والتوقیر له قیام الدین کله وسقوط ذلك وسقوط الدین کله

(الصارم المسلول جواہر البحار جلد۳ صفحہ۲۴۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثنا و آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے قیام سے توکل دین کا قیام ہے اور اس مدح وتعظیم نبوی کے ساقط ہونے سے کل دین کا سقوط ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے حاشیۃ القرآن میں فرمایا: ''تعزروہ اور توقروہ کی ضمریں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے۔'' اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(حاشیہ ا۔ص ۶۶۴)

صحابہ کرام کے نزدیک تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم : صحابہ کرام کی قدسی جماعت تو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا حکم سے پہلے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کرتے تھے مگر جب یہ حکم صادر کر دیا گیا تو وہ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تعظیم و توقیر کے قدسی پیکر بن گئے۔ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پوری توجہ سے سنتے اور جب کبھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف

Marfat.com

کلام حاصل کرتے تو عرض سے پہلے یہ الفاظ محبوب کی جاں نثاری کا ثبوت دینے کیلئے عرض کرتے:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے والدین قربان ہوں، اللہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کرے۔ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کو صدا ہشاش بشاش رکھے۔

صحابہ کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ انداز تخاطب ظاہر کرتا ہے کہ ان کے قلوب و اذہان اس دلربا کی تعظیم و محبت سے لبریز تھے اور جب سرکا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے علم و حکمت کی برسات ہو رہی ہوتی تو ان کا یہ عالم ہوتا کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ کہ ان کے سروں پر پرندے بھی بسیرا کر لیتے تو انہیں خبر نہ ہوتی۔ (ابوداؤد ج۔ افی الطب) اور اگر کوئی مسئلہ پوچھنے کی حاجت ہوتی تو بے ادبی کے خوف سے کئی کئی سال نہ پوچھ سکتے۔ اگر کبھی کاشانہ نبوت پر حاضری ہوتی تو صرف ناخنوں سے دروازہ کھٹکھٹاتے کہ کہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار نہ گزرے۔

جب کبھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حالت جلال میں ہوتے یا کسی کافر یا منافق کی ایذا رسانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنج کے عالم میں ہوتے تو ان کی زبانوں پر یہ صدا گونجنے لگتی رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و ناراضی سے لرزاں ترساں ہو جاتے جیسا کہ کئی روایت میں آیا ہے۔

حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کہ ایک دفعہ غزوہ خیبر سے واپسی پر منزل صہبا پر جان جاناں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر محو استراحت ہو گئے حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت گزرتا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا کرنا تھی۔ ایک طرف تو اللہ کا فرض تھا جبکہ دوسری طرف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ

کے عشق نے اجازت نہ دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل اندازی کی جائے۔ چنانچہ سورج غروب ہونے سے نماز عصر کا وقت گزر گیا۔ یہ وہ پہلی نماز تھی جو شیر خدا رضی اللہ عنہ کی قضا ہوئی تو حب الٰہی میں آنکھوں سے بلا اختیار آنسو بہہ نکلے جو چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جم پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو پوچھا کیا بات ہے تو وفا شعار عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرے زانوں پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں مخل ہونا پسند نہ کیا جس سے میری نماز عصر قضا ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سورج دوبارہ واپس ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔

صحابہ کرام کی تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انوکھا منظر: ۵ ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں مکہ کی فضاؤں میں بیت اللہ کے طواف کا شوق پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دم سازوں کو عمرہ کی تیاری کا حکم دیا۔ کم و بیش چودہ سو فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جان جاناں کی نورانی قیادت میں عازم عمرہ ہوئے جب مکہ کے قریب گئے تو اہل مکہ، کعبہ کی فضاؤں کو لبیک لبیک اللھم لبیک کی پرخلوص صداؤں سے مہکانے والوں اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہو گئے۔ طویل گفت وشنید سے یہ طے پایا کہ مسلمان اس سال کے بجائے اگلے سال عمرہ کی غرض سے آئیں گے۔ اس موقع پر کفار مکہ کی طرف سے مذاکرات کرنے والا شخص عروہ نبی رحمت سے ہمکلام ہوا۔ جب اس نے دوران گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہیوں کو مشکل وقت میں بھاگ جانے والا کہا تو:

فَقَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ	اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سخت الفاظ میں اسے روکتے ہوئے فرمایا کیا ہم ان کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور انہیں تنہا چھوڑ دیں گے۔

Marfat.com

زبان صدیق وفا کے جذبہ سے یوں گویا ہوئی جان تو جا سکتی ہے مگر اس پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ اے عروہ تیری بھول ہے۔

اس کے بعد عروہ نے عرب کے دستور کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک تک بڑھانے شروع کئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسے جھڑک کر یوں کہا:

فَكُلَّمَا اَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهٖ اِلٰى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهٗ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهٗ اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پس جب عروہ نے اپنا ہاتھ نبی کریم کی ریش مبارک سے لگایا تو مغیرہ کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر پہنچا اور فرمایا، عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ کی ریش مبارک تک نہ بڑھاؤ۔

اس پر عروہ نے حضرت مغیرہ پر اپنا ایک احسان جتلایا اور بے مثل سالار اعظم سے گفتگو کرتا رہا اور اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفا شعاروں کی عقیدت کو بھی ملاحظہ کرتا رہا۔ اس نے جو دیکھا بخاری شریف کی روایت میں اس طرح درج ہے:

ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَاتَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاءَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَاتَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ

پھر عروہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے دیکھنے لگا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دیکھتا رہا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آتا، جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل پانی کو

Marfat.com

وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظْرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ

(بخاری جلد اوّل کتاب الشروط)

حاصل کرنے کیلئے ٹوٹ پڑتے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ یہ پانی میں حاصل کروں۔ جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے اور غایت تعظیم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی عقیدت و تعظیم تا قیامت آنے والے عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب و اذہان میں نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا نہ مٹنے والا جذبہ پیدا کرنے کیلئے کافی ہے اور نہ ہی اس انداز میں کسی کی تعظیم آج تک کی گئی ہے۔ یہ جذبہ عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مشعل راہ ہے۔

اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا:

فَقَالَ اَیْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَّاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَايُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ

اے قوم واللہ! میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے، جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا

Marfat.com

عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبِلُوْهَا (بخاری جلد اوّل کتاب الشروط)

مستعمل پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہوجائیں گے۔ وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔ انہوں نے تمہارے سامنے عمدہ تجویز رکھی ہے پس اسے قبول کرلو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعظیم نبی کا حال: اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے پاس مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر گئے اور جب انہیں بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ پیشکش صرف اس لئے رد کردی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرسکتا۔ یہ بات کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قلبی محبت کا اظہار کیا۔ یہ واقعہ اس روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَمِنْ هٰذَا لَمَّا اَذِنَتْ قُرَيْشٌ لِعُثْمٰنَ فِىْ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ حِيْنَ وَجَّهَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فِىْ الْقَضِيَّةِ اَبٰى وَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (حاکم والبیہقی)

اور اسی تعظیم صحابہ سے ہے وہ واقعہ کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دی جبکہ معاہدہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف متوجہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طواف بیت اللہ شریف سے انکار کردیا اور فرمایا کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کریں گے میں طواف نہ کروں گا۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درس تعظیم نبی کریم ﷺ:

ام المومنین حضرت امہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ آئے اپنی بیٹی سے ملنے گئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو بی بی امہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک بستر ہے اور

تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ اس لئے تم اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان کو اس سے بڑا رنج ہوا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی پوری روحانی اولاد کو درس دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کے آگے حضور کا کوئی دشمن کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر باپ بھی اس معاملے میں رکاوٹ بنے تو اس کا اعزاز کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ تم اپنے قلوب کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت میں لبریز کرلو اور اس پر اگر قریبی رشتے ناطے بھی قربان کرنا پڑیں تو قربان کردو۔

تعظیم وتوقیر کے متعلق ابوایوب انصاری کا فیصلہ: ادھر مکہ معظّمہ سے شہنشاہ عرب کی سواری کوئے یثرب روانہ ہوئی۔ ادھر یثرب کے مسلمانوں کے قلوب مثل بدر خوشی سے لاٹیں مارنے لگے مگر ایک گھر کے کونے میں ایک فرد ایسا بھی تھا جو پہلو میں مغموم دل لئے آہیں بھر رہا تھا۔ اے اللہ تیرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت رفعتوں کا مالک ہے وہ کسی خوش نصیب کے گھر میں قیام کریں گے میں تو تیرا عاجز و لاچار بندہ ہوں۔ میں اس سعادت کے قابل کہاں۔ میں تو تیرے دربار میں پرخلوص التجائیں ہی کرسکتا ہوں کہ وہ میرے گھر میں قدم رنجہ فرما کر میری قسمت کے ستارے کو اوج ثریا تک پہنچا دیں۔ اس عاشق زار کی التجاؤں میں اتنا درد وخلوص تھا کہ جب وہ دلوں کے چین سراپائے برکت یثرب میں رونق افروز ہوئے جس کے قدم رکھتے ہی یثرب اپنی بلاؤں سے نجات پا کر مدینۃ المنورہ بنا۔ سارے عشاق آگے بڑھ بڑھ کر التجائیں کررہے تھے کہ حضور ہمارے ہاں تشریف لا کر ہمیں سعادت دارین سے بہرہ مند فرمائیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ اِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ یہ ناقہ اللہ کے حکم سے بیٹھے گی اور جہاں یہ بیٹھے گی وہاں ہمارا قیام ہوگا۔

وہ دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر عرش معلیٰ سے رابطہ کرنے والے خوش نصیب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے کہ جن کے عشق صادق نے انہیں یہ سعادت بخشی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ ناقہ مبارک ان کے آستانہ پر بیٹھ گئی۔ اپنی خوش نصیبی پر لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور کائنات کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے پرتباق طریقے سے

Marfat.com

استقبال کیا اور اپنے گھر کی نچلی منزل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش کا انتظام کیا اور خود اوپر رہنے لگے۔

حضرت ابوایوب انصاری ساری رات مثل ماہی بے آب تڑپتے رہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہائش رکھیں اور میں اس مکان کے اوپر رہوں۔ اس لئے صبح ہوتے ہی عرض کی حضور! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ میں اس مکان کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گزارش کو قبول فرمالیا اور اوپر والی منزل پر تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کو ان کی زبانی سنیے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَیْہِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السُّفْلِ وَاَبُوْاَیُّوْبَ فِی الْعُلْوِ قَالَ فَانْتَبَہَ اَبُوْاَیُّوْبَ لَیْلَۃً فَقَالَ نَمْشِیْ فَوْقَ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوْا فِیْ جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السُّفْلُ اَرْفَقُ فَقَالَ لَآاَعْلُوْ سَقِیْفَۃً اَنْتَ تَحْتَہَا فَتَحَوَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُلْوِ وَاَبُوْاَیُّوْبَ فِیْ السُّفْلِ فَکَانَ یَصْنَعُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَاِذَا جِیْءَ بِہٖ اِلَیْہِ سَاَلَ عَنْ مَوْضِعِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے اور نچلی منزل میں رہے اور حضرت ابوایوب انصاری اوپر والی منزل میں تھے۔ ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوئے تو خیال کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چل رہے ہیں سو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک طرف ہٹ گئے اور دوسری جانب سو گئے، پھر صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نچلی منزل میں زیادہ سہولت ہے۔ حضرت ابوایوب نے کہا میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی منزل میں تشریف لے آئے

اَصَابِعِهٖ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ اَصَابِعِهٖ (مسلم ج ٦ کتاب الاشربہ ح ۵۲۴۱)

اور حضرت ابوایوب نچلی منزل میں آ گئے۔ حضرت ابوایوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کرر ہے تھے (جب سرکار کا پس خوردہ) ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور نے کس جانب سے کھایا تھا اور کس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں لگی تھیں، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے لگنے کی جگہ سے کھاتے۔

وہ کتنا خوبصورت منظر ہوگا کہ جب سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں جلوہ آفروز ہوں گے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نہ جانے کس قدر تعظیم سے خدمات بجالاتے ہوں گے اور قدسیان فلک بھی وہاں سیس نواتے ہوں گے اور عرش معلیٰ سے وہاں درودوسلام کے ہدیئے پیش کئے جاتے تھے۔

نماز کے دوران تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ: صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو موذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اذان کہی اور اور انہوں نے امامت کی۔ اس عرصہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دستک دینے لگے۔ اس غرض سے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہوجائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دستک کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس نوازش پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے

فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوبکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سے چیز مانع تھی۔ عرض کیا یارسول اللہ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔ (آداب رسول ص ۶۱)

بچوں کو تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس: صحابہ کرام اپنے بچوں کو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر باقاعدہ سکھایا کرتے تھے۔ ان کے سامنے بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شوخیاں کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی بچہ اپنے فطرتی جذبے سے مغلوب ہوکر ایسا کرتا تو اسے وہ ڈانٹ دیتے تھے۔

حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئیں اور بچپن کی وجہ سے مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، ان کے والد نے ڈانٹا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھیلنے دو۔ (بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بافارسیہ والرطانۃ)

وصال کے بعد تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قبر کے متعلق اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جائے یا صندوق، اس پر لوگوں نے شوروغل کرنا شروع کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موت و حیات دونوں حالتوں میں شوروشغب نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی اشق)

منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور نہ کیا جائے: ایک بار کچھ لوگوں نے جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سامنے شوروغل کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے منبر کے سامنے آواز اونچی نہ کرو۔

(مسلم کتاب الامارق فضل الشہادہ فی سبیل اللہ تعالیٰ)

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم: ایک شخص کا نام محمد تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کو گالی دے رہا ہے۔ بلا کر کہا کہ دیکھو تمہاری وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جارہی ہے۔ اب تادم مرگ تم اس نام سے پکارے نہیں جاسکتے۔ چنانچہ اسی وقت اس کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا گیا۔ پھر بنوطلحہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جو لوگ اس نام کے ہوں ان کے نام بدل دیئے جائیں، اتفاق سے وہ لوگ سات آدمی تھے اور

Marfat.com

ان کے سردار کا نام محمد تھا۔ لیکن انہوں نے کہا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے میرا نام محمد رکھا ہے، بولے اب میرا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ (مسند بن حنبل ج ۴ ص ۲۱۶)

انبیاء کرام کی بارگاہ میں حضرت عزرائیل علیہ السلام کی مودبانہ حاضری: حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے لگے تو انہوں نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو زور دار تھپڑ رسید کیا جس سے ان کی ایک آنکھ نکل گئی۔ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی تو انہیں ادب کے کلمات کے ساتھ دوبارہ بارگاہ موسوی علیہ السلام میں بھیجا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَأَ عَیْنَهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ اِرْجِعْ اِلَیْهِ وَقُلْ لَّهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَاغَطَّتْ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ یُّدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةَ الْحَجَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ تَحْتَ الْكَثِیْبِ الْاَحْمَرِ

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مری ہے کہ موت کا فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے۔ جب وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ایک تھپڑ مارا اور ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ فرشتے نے اپنے پروردگار کے پاس جا کر عرض کی اے اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف ارسال فرمایا جو موت نہیں چاہتے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی آنکھ پھر درست فرما دی اور دوبارہ حکم فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں اور انہیں کہیں کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں۔ اس میں سے جتنے بال آپ علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے آپ علیہ السلام کی عمر اتنی

Marfat.com

(نسائی جلد اول کتاب الجنائز۔ص ۶۴۵) ہوگی۔ (انہوں نے آ کر ایسا ہی کہا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے تمام جہانوں کے پالنہار اس کے بعد کیا ہوگا۔ ارشاد ہوا پھر موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو پھر ابھی مرنا بہتر ہے اور دعا فرمائی اے اللہ! مجھے پاک زمین بیت المقدس کے نزدیک پتھر کی غار کے قریب کر دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس وقت ہوتا تو میں تمہیں سرخ ٹیلے کے نیچے راستے پر ان کی قبر بتاتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعظیم حدیث:

وَقَالَ مُصْعِبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاءَ وَتَهَيَّاءَ وَلَبِسَ ثِيَابَهٗ ثُمَّ يُحَدِّثُ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُطَرِّفٌ كَانَ اِذَا اَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ اِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُوْلُ لَهُمْ يَقُوْلُ لَكُمُ الشَّيْخُ تُرِيْدُوْنَ الْحَدِيْثَ اَوِالْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوْا الْمَسَائِلَ خَرَجَ اِلَيْهِمْ وَاِنْ قَالُوْاالْحَدِيْثُ دَخَلَ مُغْتَسَلَهٗ وَ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدَدًا وَّلَبِسَ سَاجَهٗ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰى رَاسِهٖ رِدَائَهٗ وَتُلْقٰى لَهٗ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ

مصعب نے فرمایا کہ امام مالک کا یہ دستور تھا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے۔ کنگھا وغیرہ کر کے تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے۔ پھر حدیث بیان فرماتے۔ اس اہتمام کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ مطرف نے فرمایا جب لوگ امام مالک کے پاس حاضر ہوتے۔ لونڈی ان کی طرف جاتی ان سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں۔ حدیث پاک سننے کا رادہ ہے یا مسائل فقہی پوچھنے ہیں۔ اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھنے ہیں تو آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک کیلئے آئے ہیں تو آپ غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور نئے

عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوْعُ وَلَايَزَالُ يُخَجَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلٰى تِلْكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ فَقِيْلَ لِمَا لِكٍ فِىْ ذَالِكَ فَقَالَ اُحِبُّ اَنْ اُعَظِّمَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اُحَدِّثَ بِهٖ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ تُحَدِّثَ فِىْ الطَّرِيْقِ اَوْهُوَ قَائِمٌ اَوْمُسْتَعْجِلٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارِكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ يَتَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَيَصْفَرُّ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهٗ يَااَبَاعَبْدِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتَ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ

کپڑے پہنتے اور جبہ پہنتے اور عمامہ باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کیلئے تخت بچھایا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور اس پر بیٹھتے۔ اس حالت میں کہ آپ پر خشوع طاری ہوتا۔ اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے رہتے مطرف کے غیر کی روایت ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث کے تشریف نہ رکھتے ابن ابی اویس نے کہا کہ اس بارے میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں اور پاک صاف ہوکر تمکین و وقار کے ساتھ حدیث بیان کروں۔ ابن ابی اوس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا کھڑے ہوکے یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ میں امام مالک کے ہاں تھا اور وہ ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے کہ آپ کو ۱۶ مرتبہ بچھو نے کاٹا اور آپ کا رنگ تبدیل ہوگیا اور زرد ہوگیا لیکن حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع نہ کیا جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ آپ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ هَشَامَ ابْنَ الْغَازِیْ سَئَلَ مَالِکًا عَنْ حَدِیْثٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فَضَرَبَهٗ عِشْرِیْنَ سَوْطًا ثُمَّ اَشْفَقَ عَلَیْہِ فَحَدَّثَهٗ عِشْرِیْنَ حَدِیْثًا فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُّ لَوْزَادَنِیْ سِیَاطًا وَیَزِیْدُنِیْ حَدِیْثًا

(شفا شریف جلد۲ صفحہ ۳۸۔۳۹۔۴۰)

سے جدا ہو گئے۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ میں نے آج آپ سے عجیب بات دیکھی۔ فرمایا ہاں میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر صبر کر کے بیٹھا رہا۔ ہشام بن انصاری نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے تو امام مالک نے اس کو بیس کوڑے لگائے پھر اس پر شفقت کی اور اس کو بیس حدیثیں سنائیں تو ہشام نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ مجھے کوڑے زیادہ لگاتے اور حدیثیں زیادہ سناتے۔

بامحمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار: چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بات کرنے سے پہلے اس پر پورے وثوق سے غور وخوض کر لے۔ اس بارگاہ میں مبالغہ آرائی بھی درست نہیں اور نہ ہی تنقیص بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا خیال ایمان کے ضیاع کا باعث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے متعلق گندہ خیال شیطانی ہتھیار ہے جس سے وہ بڑے بڑے عقلمندوں کو بھی اوندھے منہ گرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی عقیدہ بہتر ہے آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے اور آپ ﷺ کو تمام لوگوں سے اور اپنی جان سے بھی عزیز گردانا جائے۔ جب یہ مقام حاصل ہو جائے گا تو زبان پر کوئی حرف شکایت نہ ہوگا نہ دل میں یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

ایک دفعہ رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زیارت کیلئے حاضر ہوئیں جب وہ جانے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دروازے تک چھوڑنے گئے۔ عین اسی وقت دو انصاری مسلمانوں کا ادھر سے گزر ہوا اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ساتھ میری زوجہ ہے۔ علماء کرام

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی ہے کہ کہیں ان کے دل میں عصمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شیطان کوئی وسوسہ نہ پیدا کردے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کا وسوسہ ایمان سے اخراج کا باعث ہے۔ پورا واقعہ یوں ہے:

عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ فَقُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيْ لِيُقَلِّبَنِيْ وَكَانَ مُسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا اَوْقَالَ شَرًّا۔

(ابوداؤد جلد۳ کتاب الادب:۱۵۵۹)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے تو میں آپ ﷺ کی زیارت کیلئے رات کے وقت حاضر ہوئی۔ باتیں کرکے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ بھی مجھے پہنچانے کیلئے کھڑے ہوگئے اور ان کی رہائش حضرت اسامہ بن زید کے مکان میں تھی۔ چنانچہ انصار کے دو آدمی گزرے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلدی جلدی چلتے ہوئے دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ٹھہرایا اور فرمایا یہ صفیہ بنت حی ہیں۔ دونوں کہا، سبحان اللہ! یارسول اللہ، فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے پس میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کوئی بات نہ ڈال دے یا فرمایا کہ برائی نہ ڈال دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت لینے کی ممانعت: اہل ایمان پر یہ بات بھی فرض کردی گئی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم یا کسی کام سے سبقت نہ کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول

Marfat.com

يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (پ۲۶: حجرات:۱)

(صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہل نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننے والا علم والا ہے۔

امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

(لَاتَقُوْلُوْا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ) اَیْ لَاتُبْدُوْا بِالْكَلَامِ عِنْدَهٗ (وَاِذَا) قَالَ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا اُسْكُتُوْا وَالْمَعْنٰى اِنَّهٗ يَجِبُ السَّمَاعُ عِنْدَ كَلَامِهِ الَّذِیْ هُوَ الْوَحْیُ الْخَفِیُّ كَمَا يَجِبُ سَمَاعُ الْقُرْاٰنِ الَّذِیْ هُوَ الْوَحْیُ الْجَلِیُّ وَفِيْهِ اِيْمَاءٌ اِلٰى نِ رِعَايَةِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) هٰذَا الْاَدَبِ عِنْدَ سَمَاعِ الْحَدِيْثِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے پہلے نہ بولا کرو۔ یعنی حضور کے ہاں کلام کی ابتداء نہ کرو۔ جرأت نہ دکھاؤ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں تو خوب توجہ سے سنو اور خاموش رہو۔ معنی یہ ہے کہ بوقت کلام پاک (حدیث شریف) صاحب لولاک جو وحی خفی ہے (اس کا سننا واجب ہے) جیسا کہ قرآن شریف کا سننا واجب ہے جو کہ وحی جلی ہے اور اسی میں اشارہ ہے۔ اس بات کی طرف کہ حضور کی حدیث کے سماع کے وقت بھی اسی ادب کی رعایت ہو۔

مصنف امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور گروہ کو اس بات سے منع کیا گیا کہ کسی شے کے حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ دینے سے پہلے خود نہ فیصلہ کر بیٹھیں۔ اور یہ نہ ہو کہ بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اپنی رائے کے سبب کسی چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت کریں۔ فیصلہ کرنے میں قتال ہو یا غیر قتال ہو۔ اپنے دین کے معاملہ میں مگر یہ سب کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے طے پائیں۔ ان میں سے کسی کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کریں۔ اگرچہ دنیا کا معاملہ ہو۔ معنی یہ ہے کہ اپنے تمام فیصلوں، اپنے دنیاوی اور اخروی امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں۔ اس معنی مذکور کی طرف امام حسن

Marfat.com

بصری اور امام مجاہد اور سدی وثوری کا قول رجوع کرتا ہے۔ انجام میں ان لوگوں کا قول، قول مذکور کے موافق ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت کی اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرایا۔ چنانچہ فرمایا کہ ''اللہ سے ڈرو۔'' بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے۔ تمہارے حالات کو جاننے والا ہے۔ امام ماوردی نے فرمایا کہ معنی یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو یعنی اس بات میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلان کے بغیر کسی شے کی طرف تم قولاً فعلاً پہل نہ کر بیٹھو۔ سلمی نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کوتاہی کرنے سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے ضائع ہونے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہاری بات کو سننے والا ہے۔ تمہارے کام کو جاننے والا ہے۔

صحابہ کرام کا عمل: صحابہ کرام ہر مقام پر اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ وہ کسی کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت نہ کریں حتیٰ کہ کھانے پینے سفر اور سواری میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہتے۔

ایک سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھنے پائے۔

(بخاری کتاب الہبہ باب من اہدی الہ ہد۔ تہ وعندہ جلساء فہو احق بہا)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل جا رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک صحابی گدھے پر سوار آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدل دیکھا تو خود فرط ادب سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے سوار کرنا چاہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم آگے بیٹھنے کے زیادہ مستحق ہو، البتہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں آگے بیٹھ سکتا ہوں۔'' (ابوداؤد کتاب الجہاد باب رکعب الدابۃ احق بصدرہا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنے کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند اور عام لہجہ میں بات کرنے سے فرمادیا کہ جس طرح

Marfat.com

لوگ ایک دوسرے سے چلا چلا کر باتیں کرتے ہیں کیونکہ اس قسم کے کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گزرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس لہجے میں بات کرنے کی ممانعت فرمادی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(پ۲۶، حجرات:۶/۴۹)

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور اس لہجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہ کیا کرو جس لہجے میں تم آپس میں گفتگو کرتے ہو۔ ایسا کرنے سے کہیں تمہارے اعمال برباد نہ کردیئے جائیں اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہو۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم کلام ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز القابات سے بلایا جائے۔ وہ یہ ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جبکہ جن الفاظ سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہو ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی القابات سے یاد فرماتے تھے۔

اعمال کی بربادی کی تنبیہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنا سوء ادب بات تھی اور اب بھی یہ بات بے ادبی میں شمار ہوگی۔ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرے گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑے گا تو اس کے اعمال برباد کردیئے جائیں گے کیونکہ سب نیک اعمال تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں اور اللہ تعالیٰ کوئی ایسا عمل قبول نہ فرمائے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل میں بغض و عناد رکھ کر کیا جائے۔ اس لئے فرمایا اگر تم ان آداب کا خیال نہ رکھو گے تو تمہارے اعمال نابود کردیئے جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے سامنے کوئی من مانی بات نہ کہی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے قریب بلند آوازم نہ نکالی جائے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے خلیفہ ابوجعفر نے مسجد نبوی کے اندر بلند آواز نکالی تو امام مالک نے اس سے فرمایا اس مسجد شریف میں بلند آواز نہ نکال کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد سے ایک قوم کو ادب سکھایا ہے۔

ناپسندیدہ عمل: صحابہ کرام کے سامنے کوئی اجنبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوء ادب سے پیش آتا تو اس پر ٹوٹ پڑتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے قرض لیا تھا اور اس نے گستاخانہ طریقے سے تقاضا کیا تو تمام صحابہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ بالآخر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاؤ کیا۔ (ابن ماجہ ابواب الصدقات باب لصحاب الحق سلطان)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک بدو آیا اور وحشیانہ لہجہ میں آواز نکالی اور پکارا ''یامحمد، یامحمد'' صحابہ کرام نے فرمایا ایسا نہ کرو یہ منع کر دیا گیا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

باادب بامراد: وہ آدمی جو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کرتے ہوئے ادب سے اپنی آواز کو قصداً پست رکھے اس کے دل میں ادب و احترام کا مادہ ضرور ہوگا۔ یہی وجہ تھی جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت ہی دھیمے لہجے میں بات کرتے تاکہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے باادب لوگوں کے متعلق فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

(پ۲۶۔حجرات:۳/۴۹)

بے شک جو لوگ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور اپنی آوازوں کو ادباً پست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کیلئے پسند کر لیا ہے۔ ان کیلئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

Marfat.com

یعنی جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تعظیم و احترام کی خاطر آواز پست رکھتے ہیں ان کے قلوب کو اس ادب و تعظیم نے اس قابل بنا دیا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ قرار پائے تا کہ وہ نیکی پرہیز گاری کی توفیق سے نواز دیئے جائیں اور دوسرے افراد سے قرب الٰہی میں سبقت لے جائیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت ایمان کی آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ جسے متقی بنانا چاہتا ہے اس کے دل میں تعظیم و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصل بو دیتا ہے جس پر تقویٰ کا پھل لگتا ہے جبکہ بے ادب ایمان سے خالی ہو کر بے مراد ہو جاتے ہیں۔

ناشائستہ الفاظ سے ہمکلام ہونے کی ممانعت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بارگاہ ہے جس کے بارے میں مفکر اسلام علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

ادب گاہیست از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می اید جنید و بایزید ایں جا

زیر آسمان عرش سے تعظیم و توقیر میں یہ نازک تر جگہ ہے اور اس جگہ حضرت جنید بغدادی و بایزید بسطامی سر کردہ اولیا بھی اپنے سانسوں کو ادب سے بند کر لیتے ہیں۔

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہاں مسلمانوں کے علاوہ یہود، مشرکین اور منافقین سے بھی واسطہ پڑا۔ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوتے تو راعنا کہتے۔ اس لفظ کو ذرا ٹیڑھا پڑھنے سے اس کا معنی ہمارا چرواہا بنتا ہے۔ منافقین و یہود اسے غلط معنوں میں استعمال کرتے جبکہ جاں نثار انصار بھی ان کی اس حرکت سے واقف تھے۔ انہیں ان کی اس حرکت پر بہت غصہ آتا ان کے دل میں یہ خیال آتا کہ اس انداز کو بدل دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات ناپسند ہوئی پس اللہ تعالیٰ نے اس ناشائستہ لفظ سے ہمکلام ہونے سے منع فرما دیا اور انتہائی مؤدب الفاظ سے گفتگو کرنے کا حکم دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر نظر

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (البقرۃ۔۱۰۴)

رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام کیا خوب ادب سے لبریز انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے احوال پر نظر کرم کیجئے۔

پھر تاکید کیلئے فرمایا جو باز نہ آئے گا چاہے وہ حاجی ہو، غازی ہو، جہاد میں حصہ لیتا ہو یا کوئی اور نیک کام کرتا ہو اس منکر کیلئے دردناک عذاب ہے۔ یہ خطاب صرف ان لوگوں سے ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودی بغض و عناد رکھتے تھے اور وہ مکارانہ طریقے سے گستاخی کرنے کی کوشش کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں خائب و خاسر کردیا۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكَ يَاابَاالْقَاسِمِ قَالَ وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَآئِشَةُ قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةُ لَاتَكُوْنِىْ فَاحِشَةً فَقَالَتْ مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا فَقَالَ اَوَلَيْسَ قَدْرَدَدْتُ عَلَيْهِمُ الَّذِىْ قَالُوْا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی آئے انہوں نے کہا السام علیک یا اباالقاسم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وعلیکم'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور ذام (موت اور ذلت) ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدزبان مت بنو، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا نہیں، انہوں نے کیا کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے ان کے قول کو ان کی طرف واپس نہیں کیا؟ میں نے کہا ''وعلیکم''

(مسلم ج ۲۔ کتاب الکلام: ۵۵۴۳)

Marfat.com

جولوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کا بغض رکھیں اہل ایمان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے نفرت کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ سے عام لوگوں کی طرح بات کرنے کی ممانعت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خاتم النبین کا تاج ہے اس لئے یہ کوئی عام بارگاہ نہیں. ہے کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بات نہ کرے جس طرح وہ عام لوگوں سے بات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عام لوگوں کی طرح بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

"تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریقے سے نہ بلاؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

(پ۱۸نور:۶۳/۲۴)

سبحان اللہ پروردگار نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے کے آداب بھی سکھا دیئے ہیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہو، اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر کے اجر عظیم کے مستحق ہو جائیں جبکہ بے ادبوں اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے، پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ایک بڑا عمل صالح ہے۔

انجام بے ادبی: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جو بھی چھوڑے گا وہ دنیا وآخرت میں ناکام رہے گا۔ وہ کبھی فلاح نہ پا سکے گا۔ ایمان کی تازگی کیلئے یہ واقعہ پڑھ لیجئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْقَرَاَالْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَكَانَ يَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتّٰى لَحِقَ بِاَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَرَفَعُوْهُ قَالَ هٰذَا قَدْكَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَاُعْجِبُوْابِهٖ فَمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنوالنجار میں سے ایک شخص تھا اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران پڑھی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کتابت کرتا تھا۔ وہ بھاگ گیا اور اہل کتاب کے ساتھ لاحق ہوگیا۔ انہوں نے اس چیز کو اٹھالیا اور کہا یہ

لَبِثَ اَنْ قَصَمَ اللّٰهُ عُنُقَهٗ فِيْهِمْ وَخَفَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضُ قَدْنَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوْا فَحَفَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضُ قَدْنَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوْا فَحَضَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضِ قَدْنَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا فَتَرَكُوْهُ مَنْبُوْذًا

(مسلم ج ۸ کتاب صفات المنافقین: ۶۹۱۲)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کتابت کرتا تھا۔ وہ اس سے بہت خوش ہوئے تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی۔ انہوں نے گڑھا کھود کر اس کو دفن کردیا۔ صبح کے وقت زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ ہ انہوں نے اس کو دوبارہ گڑھا کھود کر دفن کیا، صبح کو اس زمین نے نکال کر پھر باہر پھینک دیا تھا۔ انہوں نے سہ بار گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا، صبح کے وقت زمین نے اس کو پھر باہر نکال پھینکا۔ پھر انہوں نے اس کو اسی طرح باہر پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

۴۔ تعظیم اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اہم شرط یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تعظیم سے پڑھا اور لکھا جائے۔ جب یہ اسم مبارک زبان پر آئے تو دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ اٹھے اور لب و لہجے سے اس اسم مبارک کی تعظیم کا اظہار ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو بگاڑ کر لیا کرتے تھے جتنے بھی اعداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں لہٰذا سچے مسلمان پر اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا احترام بہت ضروری ہے اور جو مسلمان ہو کر بھی اس اسم مبارک کی تعظیم کے تقاضے پورے نہ کرے تو اس پر افسوس ہے اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا حق ادا نہ کیا۔

Marfat.com

اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی: لفظ محمد، حمد سے مشتق ہے اور حمد کا معنی ہے مدح تعریف، سراہنا لہٰذا محمد کا معنی ہوا وہ ذات جس کی مدح وتعریف کی جائے۔

نیز ملا علی قاری نے فرمایا محمد مبالغہ کا صیغہ ہے اور مبالغہ مطلق اس کا مقتضی ہے کہ اس کی بار بار اور بہت زیادہ تعریف کی جائے اور تعریف کے لائق وہ ہوتا ہے جس میں کوئی عیب اور کوئی نقص نہ ہو۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود پڑھنے کا حکم: جب بھی اسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا یا سنا جائے تو محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات لازم ہے کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود شریف لکھا جائے۔ کیونکہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سننے کے وقت درود نہیں پڑھتے انہیں بخیل کہا گیا ہے بلکہ ایسے لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ انہوں نے مجھ پر جفا کی یعنی میرے ساتھ تعلق کا لحاظ نہ رکھا۔ نیز یہ فرمایا کہ ایسے افراد کنجوس ہیں اس کے متعلق چند روایات ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ وَيْلٌ لِمَنْ لَايَرَانِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَنْ لَايَرَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْبَخِيْلُ قَالَتْ وَمَنِ الْبَخِيْلُ قَالَ الَّذِىْ لَايُصَلِّى عَلَىَّ اِذَاسَمِعَ بِاِسْمِىْ (افضل الصلوٰۃ ص ۴۵)

ویل (خرابی) ہے اس کیلئے جو قیامت میں مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے گا۔ فرمایا بخیل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا بخیل کون ہے فرمایا بخیل وہ ہے جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(کشف الغمہ جلد اول ص ۲۷۲)

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ فَقَدْ شَقِىٌّ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ بلاشک بڑا بدبخت ہے۔

Marfat.com

عَنْ قَتَادَ ةَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَاءِ اَنْ اُذْكَرَعِنْدَه رَجُلٍ فَلَايُصَلِّىْ عَلَىَّ

(شفاءشریف ج ۲ص ۶۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ جفا (ظلم) ہے کہ میرا ذکر کسی کے سامنے ہواور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِىَ الصَّلٰوةَ عَلَىَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

(رواہ ابن ماجہ (خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۵۹)

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو (میرا نام لینے یا سننے کے وقت) مجھ پر درود پڑھنا یاد نہ رہا اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْاعَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاِنْ شَآءَ عَذَّابَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ

(رواہ ترمذی (خصائص کبریٰ ج ۲ص ۲۵۹)

حضرب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی مجلس میں کوئی گروہ جمع ہوا اور اس نے خدا کا ذکر نہیں کیا اور اپنے نبی پر درود نہ پڑھا تو یہ مجلس ان پر قیامت کے روز ایک وبال ہوگی پھر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفِ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ اَوْرَغِمَ اَنْفِ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ اَنْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَلَهُ رَغِمَ اَنْفِ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاک آلود ہو ناک اس شخص کا ذلیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور خاک آلود ہو ناک اس شخص کا جس پر رمضان کا مہینہ آ کر گزر جائے اور اس کے گناہ معاف نہ کئے جائیں اور خاک آلود

Marfat.com

وَاَحَدُ هُمَا فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ — ہو ناک اس شخص کا کہ جس کے سامنے اس کی ماں باپ یا ایک ان کا بوڑھا ہو جائے اور وہ اس کو جنت داخل نہ کرائیں یعنی ان کی رضا مندی حاصل نہ ہو سکے۔

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

اسم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم: مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَاَكْرِمُوْهُ وَاَوْسِعُوْا لَهٗ فِى الْمَجْلِسِ وَلَا تَقْبَحُوْا لَهٗ — یعنی جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو پھر اس کی عزت کرو اور اس کیلئے جگہ فراخ کرو اور اس کی قباحت و برائی مت کرو۔

(زرقانی علی المواہب ۵ ص ۳۰۲) (احکام شریعت ص ۴۰)

سیدنا نبیط صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ لَاعَذَّبْتُ اَحَدًا تُسَمّٰى بِاسْمِكَ فِى النَّارِ — یعنی اے محبوب مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں کسی ایسے بندے کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جس نے اپنا نام تیرے نام پر رکھا ہوگا۔

(زرقانی علی الموہب ۵ ص ۳۰۲)

(سیرت حلبیہ ۷۹، احکامِ شریعت ۳۹)

مَنْ اَرَادَاَنْ يَكُوْنَ حَمْلُ زَوْجَتِهٖ ذَكَرًا فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى بَطْنِهَا وَلْيَقُلْ اِنْ كَانَ ذَكَرًا فَقَدْ سَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا — یعنی جو کوئی چاہے کہ اس کی بیوی کا حمل لڑکا ہو تو وہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہے (اِنْ كَانَ ذَكَرًا فَقَدْ سَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا) بفضلہٖ تعالیٰ لڑکا ہوگا۔

(سیرت حلبیہ ص ۷۹۔ احکام شریعت ص ۴۰)

اذان سنتے وقت تعظیم کا ایک انداز: یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، دیلمی نے فردوس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے سنا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے اسی طرح کیا اور انگلیوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگایا۔ یہ دیکھ کر رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْهِ شَفَاعَتِیْ وَلَایَصِحُّ (مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

''جواہر مجددیہ'' میں ہے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی جس وقت اذان سنتے اس کا جواب دیتے اور بوقت شہادۃ ثانیہ (اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) تقبیل ابہامین (انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے) اور قُرَّةُ عَيْنِیْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھتے۔

(جواہر مجددیہ ص ۵۲، مصنفہ حضرت خواجہ احمد حسین نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

تعظیم اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گنہگار کی بخشش: سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندا تھا۔ اس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانیوں میں گزار دیئے۔ جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل و کفن گوارا نہ کیا بلکہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک آئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہوگیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے آپ علیہ السلام اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اٹھائیں اور عزت و احترام کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کریں پھر آپ علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھائیں۔ یہ حکم سن کر کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے۔ اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے اسے اعزاز کے ساتھ اٹھا کر تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار الٰہی میں عرض کی کہ یا اللہ یہ شخص اتنا بڑا مجرم و گنہگار ایسے اعزاز کا حقدار کیسے ہوگیا تو رب کریم نے فرمایا اے میرے پیارے کلیم تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر یوں کہ ایک دن اس نے تورایت کھولی اور اس میں میرے حبیب کے نام مبارک مُحَمَّدٌ پر اس کی نظر پڑی اور اس کے دل میں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے جوش مارا۔ اس نے اس نام مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر درود پاک پڑھا۔ لہٰذا اس تعظیم کی وجہ سے میں

Marfat.com

نے اس کے سارے گناہ معاف کردیئے ہیں اور اس کو اپنے مقبول بندوں میں داخل کردیا ہے۔ (مقاصد السالکین ص ۵۰۔ القول البدیع ص ۱۱۸)

۵- بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

کثرت سے ہدیہ درود وسلام بھیجنا

لفظ درود کے کئی معنی کئے گئے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ اے اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں بھیج۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو بلند فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آل و اولاد پر برکت بھیج۔ امت مسلمہ کو سربلند فرما۔ سلام بھیجنے کا مطلب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی بھیج۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو بلند فرما کر ہمیشہ کیلئے مقام دوام بھی عطا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن خود اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتوں اور برکتوں اور انوار و تجلیات کی بارشیں برساتا ہے اور فرشتے بھی اس کام پر مامور ہیں۔ اس لئے اب کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم نہیں کرسکتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو درود وسلام بحضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھیجنے کا حکم صادر فرمایا تو پہلے خود اپنے درود و سلام کا ذکر کیا تاکہ اہل ایمان کو درود وسلام کی رفعت کا علم ہوجائے اور وہ یہ کام ذوق و شوق سے کریں اور سمجھیں کہ یہ وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کررہے ہیں۔ کتنے خوبصورت طریقے سے اللہ تعالیٰ نے درود وسلام کا حکم دیا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(پ۲۲ احزاب:۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجو۔

Marfat.com

درود وسلام ایسا عمل ہے جس سے پڑھنے والے کے دل میں حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگ جاتی ہے اور اس کی کثرت سے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوزش میں جلنے لگتا ہے اور قلب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھٹی خوب بھڑک کر ماسواء کی محبت کو محو کر دیتی ہے جس سے تزکیہ نفس ہو جاتا ہے پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف سن کر آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہونے لگتی ہے اور دوسرا بڑا فائدہ یہ ملتا ہے کہ بندے کے بارگاہ خداوندی میں درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ درود وسلام ایک ذریعہ ہے جو محبّ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ قائم کر دیتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس حقیقت سے انکشاف فرمایا ہے کہ میں تمہارا درود شریف اپنے وصال کے بعد بھی سنا کروں گا۔

عَنْ اَوْسٍ بْنِ اَوْسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَتُهُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْاَرَمْتَ اِیْ يَقُوْلُوْنَ قَدْبَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْحَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَالْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

سیدنا حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام دنوں سے افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اور اسی دن آپ علیہ السلام کی روح قبض ہوئی۔ اسی دن صور پھنکا جائے گا اور لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ لہٰذا اسی دن مجھ پر بہت درود شریف بھیجو کیونکہ تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ پر ہمارا درود و سلام کس طرح پیش ہوگا اور حالیکہ آپ ﷺ وصال شریف فرما چکے ہوں گے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(نسائی جلد اول کتاب الجمعہ ص ۴۲۵)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمایا ہے اور میں قبر میں زندہ رہوں گا۔

درود شریف کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت بھی فرما دی ہے کہ تمہارا درود وسلام مجھ تک پہنچایا جاتا ہے چاہے تم کسی جگہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ

(ابوداؤد جلد۲ کتاب الحج ح ۲۷۴)

سعید مقبری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید کی طرح نہ بنا لینا اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے خواہ تم کسی جگہ ہو۔

اس حدیث میں قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید بنانے کی ممانعت کی گئی ہے یعنی وہاں غیر شرعی حرکات نہ کی جائیں اور حاضری کے شرعی آداب کو بجالایا جائے اور نہ عید کی طرح آنے سے باہر ہونا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درود وسلام سن کر جواب دینا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ

(ابوداؤد جلد۲ کتاب الحج ۲۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مولانا اختر شاہجہانپوری فرماتے ہیں اگر یہ سمجھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جدا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح

کو جسم انور میں واپس لوٹا دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دے سکیں۔ اگر صورتحال یہی ہوتی تو غور کرنا چاہیے کہ ستر ہزار فرشتے تو ہر ساعت اور ہر لمحہ اس بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں اور ہزاروں انسان دنیا کے ہر گوشے سے ہمہ وقت صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ اگر سلام کا جواب دینے روح اطہر، جسم انور میں آتی اور فارغ ہوکر جاتی رہے تو روزانہ کم از کم کتنی دفعہ آنا اور جانا ہوگا۔ کیا روح پاک کی یہ ہمہ وقتی دوڑ نہ ہوگی جو دیکھنے والوں کو عزت افزائی کی جگہ ایک گونہ عذاب ہی نظر آئے گی لہٰذا یہ مفہوم نہیں ہوسکتا ہے بلکہ بات وہی ہے جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت پروردگار عالم کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ بوقت سلام اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کو مخلوق کی جانب پھیر دیتا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دے سکیں۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کرنے کیلئے فرشتے کی تعیناتی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے کان دیئے ہیں۔ جب میں پردہ پوش ہوں گا تو وہ فرشتہ قیامت تک میرے مزار پر کھڑا رہے گا۔ میری امت سے کوئی نہیں جو درود شریف پڑھے مگر وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے اور عرض کرتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا درود پڑھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس درود بھیجنے والے پر ایک ایک درود شریف کے عوض دس دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (ابن خبان، طبرانی، بزاز)

روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر ہزار فرشتوں کی حاضری:

وَعَنْ نُبَيْهَةُ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَآئِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَّا مِنْ يَّوْمٍ يَطْلَعُ اِلَّانَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ حَتّٰى

نبیہہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب احبار حضرت عائشہ صلی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رہے۔ کعب نے کہا کہ کوئی دن طلوع نہیں ہوتا مگر ستر ہزار

يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى اِذَانْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِىْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يَزُفُّوْنَهٗ

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۷۰۱)

فرشتے اترتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں۔ اس سے اپنے پروں کو مس کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ جب شام ہوجاتی ہے تو وہ چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی آجاتے ہیں جو اس طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی قبر انور شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں باہر تشریف لائیں گے۔

درود شریف پر اجر وثواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے ثواب پورے پیمانے سے عطا کیا جائے تو وہ جب مجھ پر اور اہل بیت پر درود بھیجے تو کہے اے اللہ حضرت محمد نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج اور آپ ﷺ کی ازواج پر جو کہ مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ ﷺ کے اہلیت پر جیسا کہ رحمت بھیجی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (وارہ اصبہانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا۔

Marfat.com

درود شریف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حصول: حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ مَقْعَدَ الْمُقَرَّبِ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ''اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر نازل فرما جو تیرے نزدیک مقرب ہے۔ تو اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (احمد مشکوٰۃ)

حضرت درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس دس دفعہ درود شریف پڑھے اس کو قیامت کے روز میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔ (رواہ طبرانی)

کثرتِ درود شریف سے حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیگی: درود پڑھنے والا اپنے وقت اور زبان و اعضاء سے ایثار کرتا ہے اور روزانہ کچھ وقت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے برکت و سلامتی کی تمنا کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سلام بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی چاہتا ہے تو اس کا فائدہ اسے ہوتا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور کثرت درود سے اس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت قائم ہو جاتی ہے۔ روح و قلب کا زنگ اتر جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات سے کچھ کی ادائیگی بھی ہوتی رہتی ہے۔

۶- بے ادباں مقصود نہ حاصل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق منافقین کا رویہ: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں مسلمانوں کے علاوہ دو قسم کے لوگ موجود تھے۔ ایک تو سچے مومن تھے جن کا ظاہر و باطن ایمان کے رنگ میں رنگا جا چکا تھا جبکہ مدنی دور میں کچھ ایسے لوگوں نے بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا جو بظاہر مسلمان تھے مگر دل سے خالی رہے۔ ایسے دوغلی پالیسی اپنانے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کا نام دیا۔ منافقوں کی چوری چھپے اور کھلم کھلا ایذا رسانیوں کا نشانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ

Marfat.com

کرام تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے رئیس المنافقین ابن ابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردیں۔ غزوہ بدر میں وہ سینکڑوں کی تعداد میں اپنے ساتھیوں کو لے کر جدا ہوگیا اور احد میں انہوں نے خوب مسلمانوں کو طعنہ بازی سے اذیت دی۔ خندق میں بھی ان کا ایسا ہی رویہ دیکھنے میں آیا۔ غزوہ خندق تک ان کی اذیتوں پر صبر کیا گیا مگر خندق کے بعد انہیں سخت دھمکی دی گئی کہ اب تمہاری طرف سے پہنچنے والی دلآزاری برداشت نہیں کی جائے گی بلکہ تم پر آہنی پنجہ سے گرفت کی جائے گی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) کفار و منافق سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کریں۔ (توبہ:۷۳) جس کا نام ہی منافق ہو وہ کب اپنی خصلت سے باز آسکتا ہے۔ بہرحال اس کے بعد ان کی سازشیں پنپ نہ سکیں حتیٰ کہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پھر انہیں کھلم کھلا سازشیں کرنے کا موقع ملا اور ہر دور میں جاری رہا۔ بات دراصل یہ ہے جس قدر کوئی صاحب کمال ہو اتنی ہی اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ منافقین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کا راستہ اپنایا جبکہ اہل وفا نے ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا راستہ اپنایا نیز اہل وفا نے ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا احترام کیا جس کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔

منافقوں کا ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وابستگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رویوں کو قرآن میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے تاکہ تاقیامت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص عشاق ان کی سازشوں سے واقف ہوکر اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

منافقین کا اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزا: منافق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی باتیں علی الاعلان کرتے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر شاق گزرتیں۔ جب انہیں کہا جاتا کہ اس طرح کی باتوں سے حضور نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کیوں اذیت دیتے ہو تو وہ بڑی سادگی سے کہہ دیتے کہ ہم یونہی ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ ان کی اس بات پر گرفت فرمائی گئی اور ارشاد فرمایا:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (پ۱۰۔توبہ ۹/۶۵)

اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے پوچھیں گے تو کہیں گے بیشک وہ دل لگی اور خوش طبعی کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کیا اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمقوں اللہ، اس کی آیات اور اس کا رسول ہی تمہیں ٹھٹھے کیلئے ملتا ہے۔ اس سے باز آجاؤ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق حرام ہے اور کسی بھی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کو ناشائستہ بات کرنا کفر ہے اور جو کوئی فرد قصداً ایسا کرے وہ کفر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

شان نزول: امام مجاہد شاگرد خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

فِیْ قَوْلِهٖ "وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ" قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فَلَانٍ بِوَادِیْ كَذَا وَكَذَا فِیْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا وَمَا يُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہوگئے۔

بڑے منافق کی بڑی جسارت: ایک سفر میں عبداللہ بن ابی نے حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخی کی۔ جب اسے بلا کر پوچھا گیا تو وہ قسمیں کھا کر انکار کرنے لگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی گستاخی کو قرآن میں درج کر کے اہل ایمان کو ان کے خبث باطنی سے آگاہ کر دیا۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع

(پ ۲۸ منفقون: ۸/۶۳)

منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ میں گئے تو وہ عزت والا کم درجے کے شخص کو ضرور نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے لیکن منافقوں کو معلوم نہیں ہے۔

مسلم شریف کی روایت میں یہ واقعہ بڑی تفصیل سے یوں درج ہے:

عَنْ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لِاَصْحَابِهٖ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ قَالَ زُهَيْرٌ وَهِىَ قِرَآءَةٌ مُنْ خَفَضَ حَوْلَهٗ وَ قَالَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَسَاَلَهٗ فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَافَعَلَ فَقَالَ كَذَابَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے جس میں لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جب تک وہ ان سے الگ نہ ہو جائیں ان کو کچھ مت دو۔ زبیر کہتے ہیں کہ یہ اس کی قرأت ہے جس نے من حولہ پڑھا اور ابن ابی نے کہا اگر ہم مدینہ کو لوٹ گئے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو

قَالَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقِیْ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَسْتَغْفِرَلَهُمْ قَالَ فَلَوَّوْا رُؤُسَهُمْ وَقَوْلُهٗ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ وَقَالَ كَانُوْا رِجَالاً اَجْمَلَ شَیْءٍ

(مسلم ج ۷ کتاب صفات المنافقین۔ ۶۸۹۶)

بلوا کر اس سے اس بات کے متعلق پوچھا۔ اس نے بہت پکی قسم کھائی کہ اس نے ایسا نہیں کہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان لوگوں کی اس بات سے بہت رنج ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافقین آتے ہیں۔'' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مغفرت طلب کرنے کیلئے ان کو بلوایا تو انہوں نے تمسخر سے اپنے سر مٹکائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ''گویا کہ وہ دیوار کے سہارے کھڑے ہوئے شہتیر ہیں۔'' حضرت زید نے کہا ظاہر میں یہ لوگ بہت اچھے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی پاسداری: بڑے منافق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق اتنا غلیظ جملہ کہا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت کے تحت اسے کچھ نہ کہا مگر رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی گستاخی کا یوں جواب دیا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ رَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ ○ ع

(پ ۲۸ منافقون: ۸/۶۳)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کیلئے ہے۔ لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔

منافقوں کی کمینگی: منافق اکثر کمینہ پن کا مظاہرہ کرتے تھے اور سوچتے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں صدقات و خیرات نہ جمع کروائے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے مسلمانوں کی حالت بہتر ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم باطل کا جواب بھی سورہ منافقون میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ط وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَايَفْقَهُوْنَ ○

(پ۲۸ المنافقون:۷/۶۴)

منافق وہی لوگ ہیں جن کا کہنا ہے کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ پریشان ہوجائیں اور آسمانوں اور زمین میں جو خزانے ہیں وہ اللہ ہی کے ہیں لیکن منافقوں کو اس کی بالکل سمجھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سارے زمین و آسمان کے خزانے تو میری ملکیت ہیں۔ میں جسے چاہوں عطا کروں مگر منافق اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے مخلصین کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ وہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کوئی توجہ دے سکتے ہیں کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْخَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کردی گئی ہیں۔

منافق کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو آئے ہی اونچ نیچ، چھوت چھات، اعلیٰ و ادنیٰ کے فرق کو مٹانے کیلئے تھے لیکن اگر کسی مصلحت کی بنا پر اللہ کے مال میں سے بعض مواقع پر کچھ لوگوں کو زیادہ مال دیا اور کچھ کو نہ دیا گیا تو اس وقت بھی منافق اپنی دلی خباثت کو چھپانے میں ناکام رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندے سب سے بڑے منصف و امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ناانصافی کا الزام لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات سے تا قیامت آنے والوں کو آگاہ فرمادیا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○

(پ۱۰ التوبہ ۵۸)

اور ان میں سے کوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقات کی تقسیم کے بارے میں طعن کرتا ہے۔ پس اگر ان سے انہیں دیا جائے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر ان میں سے نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔

جب اس منافق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر بے انصافی کا الزام

Marfat.com

لگایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انصاف پسندی اور امانتداری کی تعریف کی اور اس منافق اور اس کی پوری جماعت کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرمادیا۔ حدیث شریف میں پورا واقعہ یوں بیان ہوا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ بِالْجِعِرَّانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَیْنٍ وَّفِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ مِنْهَا یُعْطِی النَّاسَ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ وَیْلَكَ مَنْ یَّعْدِلُ اِذَالَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ دَعْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ مَعَاذَاللّٰهِ اَنْ یَّتَحَدَّثَ النَّاسُ اَنِّیْ اَقْتُلُ اَصْحَابِیْ اِنَّ هٰذَا وَ اَصْحَابَهُ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَایُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنْهُ كَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ۔

(مسلم ج ۲ کتاب الزکوٰۃ ۲۳۴۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپسی پر جعرانہ میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! عدل کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں عذاب ہو۔ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا، اگر میں عدل نہ کرتا تو (اپنے مشن میں) ناکام اور نامراد ہوجاتا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس شخص کو قتل کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ شخص اور اس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے گلوں کے نیچے سے نہیں اترتا اور یہ لوگ قرآن سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

جب اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واصل جہنم کرنے کی اجازت طلب کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصلحت کے تحت اجازت نہ دی حالانکہ وہ واجب القتل ہی تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی دلی کیفیت و بے ایمانی بیان فرما دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے منافق کے خدوخال: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھوڑا سا سونا بھیجا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا۔ اسحاق بن نصر، عبدالرزاق، سفیان، ان کے والد، ابونعیم حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے مٹی میں لتھڑا ہوا تھوڑا سا سونا بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اقرع بن حابس حنظلی، جو بنی مجاشع کا ایک فرد تھا اور عیینہ بن بدر فزاری اور علقمہ بن علافہ عامری جو بنی کلاب سے تھا اور زید الخیل طائی جو بنی نبہان سے تھا۔ ان چاروں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اس پر قریش اور انصار کو ناراضگی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اہل نجد کے سرداروں کو مال عطا کیا اور ہمیں نظر انداز فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ان کے دلوں کو مانوس کرتا ہوں۔

فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّطِيْعُ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَامَنِّيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ

چنانچہ ایک شخص آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی، داڑھی گھنی، گال پھولے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا اور اس نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈرو۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا کون ہے۔ اگر میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں حالانکہ اس نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں

(بخاری جلد ۳ کتاب التوحید ۲۲۸۲)

مانتے۔ قوم میں سے ایک آدمی نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ میرے خیال

Marfat.com

میں غالباً وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے انہیں منع فرما دیا۔ جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اگر میں انہیں پاؤں تو عاد قوم کی طرح قتل کردوں۔

ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُبَلِّغْنِىْ اَحَدٌ مِّنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِىْ شَيْئًا فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْهِمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَاَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم فَانْتَهَيْتُ اِلٰى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ وَاللّٰهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِىْ قَسَمَهَا وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَتَثَبَّتُ حِيْنَ سَمِعْتُهَا فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَحْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ دَعْنِىْ عَنْكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں مجھ سے شکایت نہ کرے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان کی طرف صاف دل نکلوں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم فرمایا اس کے بعد میں دو آدمیوں کے پاس گیا وہ بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم سے اللہ کی رضا اور آخرت کا ارادہ نہیں کیا۔ میں نے سنتے ہی یہ بات مشہور کردی پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو

فَقَدْ اُوْذِیَ مُوْسٰی بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

(ترمذی:۲ ابواب المناقب:۱۸۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس سرخ ہوگیا اور فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کے متعلق یہ روایت درج کی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عِنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِکَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ . قَالَ قَالَ بْنُ کَثِیْرٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ ابْنِ اَبِیْ نَعْمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَیْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَیْنَ الْاَرْبَعَةِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسَ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ الْمَجَاشِعِیِّ وَعُیَیْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِیِّ وَزَیْدِ نِ الطَّائِیِّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِیْ نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِیْ کَلاَبٍ فَغَضِبَتْ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ قَالُوْا یُعْطِیْ صَنَادِیْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد مشرقی ہوا کے ساتھ فرمائی گئی ہے اور قوم عاد مغربی ہوا سے ہلاک کی گئی تھی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم کردیا یعنی اقرع بن حابس حنظلی پھر مجاشی، عیینہ بن بدرالفزاری، زید طائی جو بعد میں بنو نبہان میں شامل ہوگئے۔ علقمہ بن علاثہ عامری جو پھر بنو کلاب میں جا کر شامل ہوئے کو دیا۔ یہ بات قریش (مہاجرین) وانصار پر گراں گزری کہ نجد کے سرداروں کو مال دیا گیا اور ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں انہیں تالیف قلوب کیلئے دیتا ہوں۔ پھر ایک آدمی آگے بڑھا جس

Marfat.com

الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَامُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ اَيَامَنُنِيْ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَلَاتَامَنُوْنِيْ فَسَالَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ اَحْسِبُهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا اَوْفِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَّقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَااَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ .

کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، رخسار لٹکے ہوئے تھے، پیشانی آگے نکلی ہوئی، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔ کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ سے ڈرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کی اطاعت کون کررہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اہل زمین کی امانت میری سپرد فرمائی ہے لیکن تم مجھے امین ہی نہیں سمجھتے۔ ایک شخص نے اسے قتل کردینے کی اجازت طلب کی۔ میرا خیال ہے شاید وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نسل میں یا اس کے پیچھے ایسی جماعت ہے جو قرآن کریم کو خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کیا کریں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردوں۔

(بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء: ۵۶۹)

منافقین کی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت: منافقوں کو یہ بات بھی اچھی نہ لگی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں پر ہر لحاظ سے اتنا فضل فرمایا کہ انہیں غنی کردیا مگر منافقوں کے سینوں میں اس بات سے بھی کینہ و بغض کی آگ جل پڑی۔ ان کے سینوں کی گھٹن کو اللہ نے یوں بیان فرمایا:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ — اور انہیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ اللہ اور اس

Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

(توبہ:۹/۷۴)

کے رسول نے انہیں (اہل ایمان کو) غنی کردیا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کیلئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دینے والا ہے اور زمین پر نہ ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔

منافق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے: منافقوں نے ایمان لانے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کئے۔ اس کفر کی بنا پر وہ کفر کی طرف ہی لوٹ گئے کیونکہ ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان بھی متزلزل ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ○

(پ۲۸ منافقون:۱)

اے نبی محترم (ﷺ) جب منافق آپ (ﷺ) کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ بھی جانتا ہے کہ بے شک آپ (ﷺ) اس کے رسول ہیں اور مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین بالکل جھوٹے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

(منافقون۲ تا۳)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہوا ہے پس وہ اس حربے سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بے شک وہ بہت برے کام کررہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بظاہر تو ایمان لے آئے لیکن دل سے منکر ہی رہے تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر ثبت کردی ہے۔ پس ان کی سمجھ موقوف ہوگئی ہے۔

Marfat.com

منافق کی مثال: منافق کی حدیث میں یہ بھی نشانی بتائی گئی ہے وہ متردد اور اضطراب میں رہتے ہیں۔

عَنْ نَّافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تُعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً

(مسلم ج ۷ کتاب صفات المنافقین: ۶۹۱۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان متردد رہتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

منافق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کی دعا: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض نے منافقوں کو اتنا سنگدل بنا دیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائے مغفرت کروانا اپنی بے عزتی تصور کرتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کے قلوب کے احساسات اور ظاہری رویئے کو بڑے جامع انداز میں قلمبند کیا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

(منافقون ۶۳/۵)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے مغفرت کی دعا کریں تو وہ اپنے سر ہلا دیتے ہیں اور آپ ﷺ انہیں دیکھیں گے کہ وہ تکبر کے باعث آنے سے رک جاتے ہیں۔

ایک منافق پر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ بالکل درست ثابت ہوگئی کیونکہ جب اسے کہا گیا کہ آؤ تمہارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغفرت کی دعا کریں اس نے دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بے قدری کی اور اس پر اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش کو ترجیح دی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا واقعہ یوں درج کیا ہے۔

Marfat.com

فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَاحُطَّ عَنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ قَالَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِی الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَآمَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلَ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا لَهٗ تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَجِدَ ضَآلَّتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لِیْ صَاحِبُكُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَآلَّةً لَّهٗ۔

(مسلم ۷ ج صفات المنافقین ۶۹۰۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنوخزرج کے گھوڑے چڑھے، پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہوجائے گی۔ ہم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا چلو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے استغفار کریں گے، اس بدبخت نے کہا بہ خدا اگر مجھے اپنی گمشدہ چیز مل جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارا پیغمبر میرے لئے استغفار کرے۔ وہ شخص اس وقت اپنی گمشدہ چیز تلاش کررہا تھا۔

مومنوں کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت کی قدر ومحبت:

مومن تو اس بات کے خواہاں ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ یہ ہر صحابی کی تمنا تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

(پ ۱۱ توبہ ۹/۱۰۳)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعائیں ان کیلئے باعث اطمینان ہیں۔

نمونے کے طور پر اس جگہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو وفور شوق سے اپنی والدہ کے حکم سے اپنے لیے اور اپنی والدہ کیلئے دعائے مغفرت حاصل کرنے کیلئے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو انہیں ان کے کہنے سے پہلے یہ دعا مل گئی:

Marfat.com

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَاَلَتْنِیْ اُمِّیْ مَتٰی عَهْدُكَ تَعْنِیْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَالِیْ بِهٖ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَاوَ كَذَا فَنَالَتْ مِنِّیْ فَقُلْتُ لَهَا دَعِيْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَسْاَلُهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَلِیْ وَلَكَ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰی حَتّٰی صَلَّی الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاحَاجَتُكَ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلاُمِّكَ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطَّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَیَّ وَيُبَشِرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۷۱۶)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میری والدہ نے مجھ سے پوچھا تم نے کب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ میں نے کہا، اتنی مدت سے میں حضور سے نہیں مل سکا۔ یہ سن کر وہ رنجیدہ ہوئیں تو میں نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور تمہارے اور اپنے لئے دعائے مغفرت کراؤں۔ پس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر چل پڑے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوگیا۔ میری آہٹ سن کر فرمایا کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا کام ہے، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے کبھی نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے اور یہ خوشخبری دینے حاضر ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حضرت امام حسین اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

Marfat.com

منافق اور مومن کی سوچ کا موازنہ: منافق کی اور مومن کی جستجو اور فکر کے زاویے میں نمایاں فرق ہے محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، لعاب دہن، وتبرکات باعث شفا ہیں۔ انہیں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے گدھے کی ناک کی بو بھی منافق کی خوشبو سے بھلی لگی مگر منافقوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ناک کی بو اور دھول عذاب جان محسوس ہوئی۔ اس نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا جبکہ مومن نے اسے خوشبو سے خوش تر کہا۔ یقین کیلئے یہ حدیث پڑھ لیجئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ وَرَكِبَ حِمَارًا وَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ وَهِيَ اَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ قَالَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ قَالَ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَصْحَابُهٗ قَالَ فَكَانَ بَيْنَهُمْ ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَبِالْاَيْدِيْ وَ بِالنِّعَالِ قَالَ فَبَلَغَنَا اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِمْ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کے پاس (دعوت اسلام کیلئے) تشریف لے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوکر اس کی طرف گئے اور مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔ وہ زمین شور والی تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے ایک طرف ہٹو۔ بخدا تمہارے گدھے کی بو سے مجھے اذیت ہورہی ہے۔ ایک انصاری نے کہا بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس پر عبداللہ بن ابی کی قوم کا ایک شخص غضبناک ہوگیا، پھر ہر طرف کے لوگ غصہ میں آ گئے اور وہ ہاتھوں، چھڑیوں اور جوتوں کے

Marfat.com

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

(شرح مسلم ۵ ج کتاب الجہاد:۴۵۴۶)

ساتھ ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ''اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔''

منافقوں کا انجام: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مذکورہ بالا بداعمالیوں کی بنا پر ان کے داخلہ جہنم کی خبر دی جہاں ان کی بے پناہ رسوائی ہوگی۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○

(توبہ ۹/۶۳)

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کیلئے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی ذلت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دو سامنے موجود منافقوں کے انجام کی خبر دی۔

حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا اِيَاسٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ عُدْنَا مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً مَّوْعُوْكًا قَالَ فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهُ مَارَاَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلاً اَشَدَّ حَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلاَ اُخْبِرُكُمْ اَشَدَّ حَرًّا مِّنْهُ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ هٰذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ لِرَجُلَيْنِ حِيْنَئِذٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ

(شرح مسلم، ج ۷ کتاب صفات المنافقین:۶۹۱۴)

ایاس کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کی عیادت کیلئے گئے جس کو بخار تھا۔ میں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ میں نے کہا بہ خدا میں نے آج کی طرح کسی شخص کا بدن گرم نہیں دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ گرم ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں کی طرف سے اشارہ کیا جو گھوڑوں پر سوار تھے اور منہ پھیرے کھڑے تھے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کیلئے دعائے مغفرت سے منع فرما دیا کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے دائمی عذاب کے مستحق ہو گئے تھے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (توبہ ۹/۸۴)

اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ اور نہ اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہونا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرتے ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۸۰ میں ارشاد فرمایا:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(توبہ ۹/۸۰)

تم ان کیلئے مغفرت چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کیلئے مغفرت چاہو تو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس کی وجہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کیا اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(منافقون ۶۳/۶)

آپ (ﷺ) ان کیلئے معافی چاہیں یا نہ چاہیں ان کے لئے یہ بات یکساں ہے۔ اللہ ان کی ہرگز بخشش نہیں فرمائے گا اور بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے بیان کے ساتھ منافقین کی گستاخیوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ مخلص محبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جان لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا دل میں ہونا اللہ کا فضل ہے جبکہ بے ادبی بہت بڑا گناہ ہے اور کفر ہے اس لئے منافق جہنم کے گہرے گڑھے میں مبتلاء عذاب ہوں گے۔

Marfat.com

۷- آپ ﷺ کو ایذا دینے کی ممانعت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والوں کا انجام: زبان، ہاتھ یا جسم سے ایسی بات کرنا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی غلط بات منسوب کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کی تکذیب کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا انکار کرنا، قرآن کریم کی شان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیات کے مفہوم کو بدلنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت واصحاب کی بے ادبی کرنا، قرآن ودین اسلام کو جھٹلانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والوں کی تائید کرنا اور ان کے ساتھ راہ ورسم پیدا کرنا یہ سب ایسے اعمال ہیں جن سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (احزاب: ۵۷/۲۳)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں کرنا جو زمانہ رسالت میں منافقین، مشرکین اور یہود کی تھیں ان سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اسی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں یعنی جمہور کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ بے شک وہ لوگ جو اس چیز کا ارتکاب کرتے ہیں کہ جسے اللہ اور اس کا رسول مکروہ جانتے ہیں اور جائز ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہو کہ وہ لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اور ذکر اللہ و تعظیم رسول کیلئے ہوا ہے اس لئے جس نے رسول کو ایذا دی پس تحقیق اس نے اللہ کو ایذا دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و منافقین نے کئی مواقع پر زخم پہنچا کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا باتیں کہہ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں سے جنگ و جدل کر کے اذیت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غضبناک ہوئے اور بعض اوقات ایسے منکروں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ناراضی کے الفاظ بھی نکلے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا هٰذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ وَقَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر سخت غضب ناک ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرے۔ درآں حالیکہ وہ اپنے دانت کی طرف اشار فرما رہے تھے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راہ خدا میں قتل کردیں۔

(شرح مسلم ۵ ج کتاب الجہاد ۴۵۲۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ شخص بہت شقی و بدبخت ہے جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی تکلیف دی اور وہ شخص تو انتہائی بدنصیب ہے جسے کوئی اللہ کا نبی اللہ کی راہ میں قتل کردے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارۃً کھلم کھلا اذیت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والوں کی حمایت کرنا اور واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنا صریح کفر ہے۔ آخرت میں اس کیلئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ اس بات کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں طعنہ کر کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں طعنہ کر کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک میں طعنہ کر کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں میں سے کسی صفت میں طعنہ کر کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیوب کی قسموں میں سے کسی قسم کا عیب لگا کر صراحتہً کھلم کھلا کہنا یا کنایتہً یا صریح طور پر کہنا یا تعریضاً ڈھال کے طور پر یا اشارۃً ایذا دی وہ کافر ہو گیا۔ دنیا اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اس کے لئے عذاب جہنم تیار کیا۔ کیا اس موذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول کی جائے گی۔ امام ابن ہمام نے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم اور گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہوا اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ہمارے (آئمہ احناف کے) نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا۔ اس کا قتل کرنا حاکم ووالیٔ اسلام کے ذمہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

مخالفین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رد کرنے پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار مکہ نے کئی شعراء سے گستاخانہ اشعار کہلوائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو برحق اللہ کے رسول ہیں اور صادق و امین ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے جھوٹے و گستاخانہ اشعار پر بہت رنج پہنچتا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں تلوار سے جہاد کیا ہے انہیں زبان سے جہاد کرنے سے کون سی چیز روکتی ہے تو اس موقع پر شاعر دربار نبوی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کفار و مخالفین کا اپنے اشعار کے ذریعے ردّ کرنے پر کمر بستہ ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ اللہ! حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرما جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کی ہجو کرتے رہیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا،

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُوْمُ عَلَيْهِ يَهْجُوْ مَنْ قَالَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ اس پر کھڑے ہوکر ان کی ہجو کرتے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک روح القدس بھی حسان کے ساتھ ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔

(ابوداؤد جلد۳ کتاب الادب: ۱۳۸۰)

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کا رد کرنے پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بندے کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

۸- رضائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محبت کی منزل محبوب کی رضا ہے جس کیلئے محبّ شرائط محبت پر پورا اترنے کے ساتھ ساتھ غم محبوب میں اپنے جگر کو سوختہ کر کے اپنے من کی دنیا مجلّا و مصفا کر لیتا ہے اور اطاعت محبوب کے ہر پیمانے پر پورا اترتا ہے۔ محبّ کے دل کو قرار اس وقت ہوتا ہے جب اس کا محبوب اسے یہ روح افزا مژدہ دے کہ جاؤ ہم تم پر راضی ہیں۔

اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا لازم و ملزوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر پورے اترے ان پر اللہ تعالیٰ کی رضا کا ابر کرم خوب برسا جو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھوٹے نکلے ان پر اللہ کے غضب کا کوڑا برسا وہ دنیا کیلئے نشان عبرت بن گئے۔ وہ کفار و منافقین تھے جن کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اہل ایمان کیلئے ایک اعلیٰ منزل ہے جسے یہ مل گئی اس کی قسمت پورے جوبن پر آ گئی۔ رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ لگن ہے جس نے صحابہ کرام کی قدسی جماعت کے قلوب کو مسحور کر دیا۔ اس جذبے میں وہ مصائب

Marfat.com

والم کی ہر آزمائش سے ایسے گزرے کہ انہیں کسی دکھ میں درد نہ ہوا۔ اس حلاوت نے غزوہ بدر میں نہتے ۳۱۳ نفوس قدسیہ کو بپھرے ہوئے شیر بنا دیا جن میں سے ہر ایک کا یہ جذبہ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے کٹ مریں گے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑیں گے۔ جب وفا کی ان تصویروں نے اپنے وعدے سے ایفا کیا۔ ۷۱ نفوس نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شہادت کے جام نوش کئے۔ کئی افراد نے زخم کھائے مگر کسی زبان پر شکوہ و شکایت نہیں بلکہ ان کے ایمان رضائے رسول سے کی روشنی سے درخشندہ چراغ بن گئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمانوں کی گواہی دی تو اللہ کی طرف سے انہیں یہ ڈگری عطا کر دی گئی۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْعَنْہُ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں

جبکہ ایک غزوہ میں شہداء کے پاس کھڑے ہو کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی یوں گواہی دی کہ یہ تا قیامت اللہ کی بارگاہ میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ یہ سب جنت میں جائیں گے اور میں ان سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پروانوں کی یہ آخری تمنا ہوتی کہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وصال کے وقت ان پر راضی ہو۔

ایمان کا ذائقہ وہی چکھ سکتا ہے جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو اور جس کی موت بھی اسی عقیدے پر واقع ہو۔ وہی خوش نصیب ہے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب یہی بات دہرائی تھی کہ تم خوش نصیب ہو کہ تم پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے یہی بات کہی معلوم ہوا کہ یہ ان کے نزدیک اعلیٰ ترین سعادت تھی۔

اب بھی جو مسلمان اس جذبے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائے گا اور ان شرائط و علامات پر پورا آئے گا اسے یہ مقام حاصل ہوگا۔

Marfat.com

رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول: جن نفوس قدسیہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تقاضے پورے کئے اور غزوۂ بدر میں اپنی وفا کا ثبوت دیا تو ان پر اللہ راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رضا کا یوں اظہار فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ○

(پ۲۶ فتح:۱۸/۴۸)

بے شک اللہ ان مومنوں پر راضی ہے جب انہوں نے درخت کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت کی تھی پس وہ چیز اللہ کے علم میں ہے جو ان کے دلوں میں موجود ہے پس اللہ نے ان پر سکینہ اتارا اور ان کیلئے جلد ہی فتح یابی ہے۔

یعنی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخلص ہیں ان مجاہدوں پر نزول رحمت کی گئی اور انہیں جلد عظیم فتح کی بھی خوش خبری دی گئی۔

اللہ و رسول کی رضا چاہو: اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو اپنی اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ منافقین اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ اور وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کے منکر تھے۔ اس لئے اہل ایمان سے کہا گیا کہ وہ اس عطا پر راضی رہیں جو انہیں اللہ کا رسول دے کیونکہ آپ ﷺ کی عطا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہوتی ہے اس لئے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ ۧ

(توبہ۹/۵۹)

اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے اس سے راضی ہو جاتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور ہمیں عنقریب اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے عطا کرے گا۔ بے شک ہم اللہ کی طرف ہی رغبت کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سے حلاوت ایمان کا حصول: ایمان کی مٹھاس کتنی خوش تر ہے اور ذائقہ کتنا مسرور کن ہے۔ جب یہ اپنی چاشنی میں ڈال کر دنیا جہاں کے تمام ذائقوں سے بے خبر کر دیتا ہے تو اس ذائقے کے رسیا لوگ کیوں تمام آسائشوں پر اسے ترجیح دیتے ہیں اور یہ کب قلب و وجدان میں سرایت کر کے اپنے آشناؤں کو دنیا سے بیگانہ کرتا ہے۔ یہ سب اس وقت ہوتا ہے جب فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو مقصد بنا لیا جائے جیسا کہ اس ارشاد نبوی میں ہے:

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب الایمان ۵۱۹)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر راضی ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے آسائش قربان: جس روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عازم موضع تبوک ہوئے حضرت عبداللہ بن خثیمہ اپنے گھر آئے۔ ان کی دو حسین و جمیل بیویاں تھیں جنہوں نے اس روز خس کے پردوں کو پانی میں بسا کر ان سے نہایت عمدہ فرش تیار کئے اور پھر ان پر عبداللہ کیلئے نہایت عمدہ اور لذیذ کھانے چنے۔ جونہی عبداللہ نے ان کھانوں کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسے پروردگار عالم نے آئندہ گزشتہ تمام گناہوں سے منزہ پیدا فرمایا اس شدید گرمی کے موسم میں کفار سے قتال کیلئے تشریف لے جائیں اور عبداللہ رنگ رنگ کھانوں سے سیر ہو کر ان بیویوں سے مباشرت کرے، ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچوں ان بیویوں سے کلام نہیں کروں گا۔ گھر سے نکلے اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ایک طرف چل دیئے۔ بیویوں نے ہر چند کلام کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ جوں ہی عبداللہ مقام تبوک کے

Marfat.com

نزدیک پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک اونٹ سوار دور سے اس طرف آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابن خشیمہ ہوگا۔ نزدیک پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل درست نکلا۔ ابن خشیمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا! اے ابن خشیمہ کیا ہی اچھی بات ہے تم فانی ناز و نعمت کو چھوڑ کر رضائے حق میں کھو گئے جو تیرے لئے بہتر ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہنا: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ کرام میں سے تھے جو اپنی کاروباری و مالی مصروفیات کی بنا پر غزوہ تبوک پر نہ جا سکے مگر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ واپس مدینہ تشریف لے آئے تو مسجد نبوی میں کئی منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جھوٹے بہانے تراش کر اس غزوہ میں شامل نہ ہونے کی معذرت پیش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے عذر قبول کرتے اور ان پر کوئی تعرض نہ فرماتے مگر حضرت کعب بن مالک اور دوسرے دو صحابہ کرام نے سچی سچی بات عرض کردی اور اپنی لغزش پر معافی کے طلبگار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اللہ کے حکم کے تحت بات کرنا ترک کر دیا حتیٰ کہ انہیں ان کی بیویوں سے جدا کر دیا گیا۔ اس دوران انہوں نے انتہائی رقت سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں کہ اے اللہ تو ہمیں معاف فرما اور ہم پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی فرما۔ ان کا واقعہ بخاری کی روایت میں یوں ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ کو بھی یہی حکم دیا تو ان کو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی فکر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تھوڑی دیر تک مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، اس حالت میں وہ آتے اور سلام کرتے اور دل میں کہتے کہ لبہائے مبارک کو سلام کے جواب میں حرکت ہوئی یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے

Marfat.com

متصل نماز پڑھتے اور کنکھیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے جاتے۔

(بخاری کتاب المغازی ذکر غزوہ تبوک)

رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فوری عمل: رضا کا تقاضا ہے کہ جس عمل پر محبوب ناراض ہو اس کو فوری طور پر ترک کر دیا جائے۔ یہ جذبہ کمال کی حد تک صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے؟ وہ سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ فوراً گھر میں آئے اور اس کو چولہے میں ڈال دیا۔ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الحمرۃ)

حضرت صدیق اکبر کا حضور نبی کریم ﷺ کو سکون پہنچا کر راضی ہونا: دنیائے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسوہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اس وقت خوش و خرم ہوتے ہیں جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی وفاشعاری سے خوش کر لیتے۔ جب انہیں یہ موقع مل جاتا تو ان کے جسم و جان میں اس قدر خوشی کی لہر پیدا ہوتی جسے الفاظ کی دنیا میں بیان کرنا مشکل ہے مگر ان کے اس عمل سے محبان باصفا کو عجب قسم کا لطف حاصل ہوتا ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مَرَدْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ .

(مسلم ج ۴ کتاب الاشربہ ۵۱۲۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو ہمارا ایک چرواہے پر گزر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھوڑا سا دودھ دوہا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ دودھ لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کو پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوگیا۔

رضائے رسول اللہ کیلئے کوشش: جب خیبر فتح ہوگیا مدینے کے آس پاس کے یہودیوں کو ان کی سازشوں اور عہد شکنیوں کی بنا پر مدینہ سے جلاوطن کردیا گیا تو یہ زمینیں صحابہ کرام میں تقسیم کردی گئیں اب ہر گھر میں کھانے اور عمدہ لباس پہنے جانے لگے مگر کاشانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بدستور فاقہ کشیوں کا دور رہا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اس وقت ازواجِ مطہرات نے مل کر مطالبہ کیا کہ یارسول اللہ! ہمارا ماہانہ خرچ باندھ دیا جائے اگر دیکھا جائے تو مطالبہ سراسر ناجائز نہ تھا لیکن یہ بات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر شاق گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ ان سے بات چیت بند کردی۔ اس بات کی خبر جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ملی تو انہوں نے اپنی اپنی صاحبزادیوں یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عہنا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی کوشش کی اور شیخین نے سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلیا۔

اس مقصد کیلئے کاشانہ نبوت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے کیلئے کہا کہ اگر بنت خارجہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی) مجھ سے نان ونفقہ طلب کرتیں تو میں اٹھ کر ان کی گردن توڑ دیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور ازواجِ مطہرات کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ لوگ مجھ سے نفقہ ہی تو مانگ رہی ہیں۔ دونوں بزرگ اٹھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گردن توڑنی چاہی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہے۔ (مسلم کتاب الرضاع باب بیان تخیر)

شہزادیٔ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا رضائے رسول اللہ پر مطمئن ہونا: حضرت سیدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش زہدوتقویٰ اور عبادت و ریاضت کے

ماحول میں ہوئی تھی۔ ان کی راتیں زیادہ تر قیام و سجود میں گزرتیں۔ دن کے وقت گھر کے سارے کام خود کرتیں۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ کے قیدی لائے گئے۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے فاطمہ! تم بھی دربار رسالت میں جاؤ اور کام کاج کیلئے ایک خادمہ طلب کرلو مگر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہاں پہنچ کر یہ مطالبہ کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ پھر جب سرکار نے انہیں خادمہ کے بجائے ذکر خدا دیا اور فرمایا یہ خادمہ سے بہتر ہے تو انہوں نے رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

عَنْ ابْنِ اَعْبُدَقَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلا اُحَدِّثُكَ عَنِّیْ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ اَحَبِّ اَهْلِيْهِ اَلَيْهِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَّرَفِیْ يَدِهَا وَ اسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَفِیْ نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا فَاَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَوْاَتَيْتِ اَبَاكِ فَسَاَلْتِهٖ خَادِمًافَاَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهٗ حِدَاثًا فَرَجَعَتْ فَاَمَّاهَا مِنَ الْغَدِفَقَالَ مَاكَانَ حَاجَتُكِ فَسَكَتَتْ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَرَتْ فِیْ يَدِهَا وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَتْ فِیْ

ابن اعبد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تم سے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک واقعہ بیان نہ کروں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر والوں میں سب سے عزیز تھیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا کہ وہ چکی پیستی تھیں جس کے باعث ان کے ہاتھ میں نشان پڑ گیا تھا۔ مشک سے پانی بھرنے کے باعث ان کے سینے میں درد ہونے لگا تھا اور وہ جھاڑو دینے کے سبب ان کے کپڑے گرد آلود ہو جاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خدام آئے تو میں نے کہا کہ اپنے والد محترم سے خادمہ کا سوال کرو۔ وہ حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

نَحْرِهَا فَلَمَّا اَنْ جَآءَ كَ الْخَدَمُ اَمَرْتُهَا اَنْ تَاتِيَكَ فَتَسْتَخْدِمُكَ خَادِمًا يَقِيْهَا حَرَّمَاهِيَ فِيْهِ قَالَ اتَّقِى اللّٰهَ يَافَاطِمَةُ وَاَدِّىْ فَرِيْضَةَ رَبِّكَ وَاعْمَلِىْ عَمَلَ اَهْلِكَ فَاِذَااَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِىْ ثَلَاثًا وَثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدِىْ ثَلَاثًا وَثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرِىْ اَرْبَعًا وَثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُوْلِهٖ ۔

(ابوداؤد جلد دوم کتاب الخراج ح ۱۲۱۴)

آدمیوں کو دیکھ کر واپس لوٹ آئیں۔ اگلے روز حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا کام تھا وہ خاموش ہوگئیں تو میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں وجہ بیان کرتا ہوں کہ چکی پیسنے کے باعث ان کے ہاتھ میں نشان پڑ گیا ہے، مشک اٹھانے کی وجہ سے ان کے سینے میں درد ہونے لگا ہے۔ اب جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خدام آئے ہیں تو میں نے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر خادم مانگنے کیلئے کہا جو انہیں اس محنت سے بچا دے۔ فرمایا اے فاطمہ! اللہ سے ڈرو، اپنے رب کے احکام بجالاؤ اور اپنے گھر کا کام کاج خود کرو۔ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر سو جاؤ جو تمہارے لئے خادم سے بہتر ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئیں۔ میں اللہ سے راضی ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

صحابہ کرام کا جلال نبوی کے موقع پر رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہنا:

بعض اوقات کسی سے انجانے میں کوئی ایسی بات ہوجاتی جس سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آجاتے تو اس وقت محبان باوفا کے دل جلال نبوت سے دھل جاتے۔ وہ بار بار یہ تصدیق کے الفاظ دہراتے جاتے کہ اللہ کی پناہ! ہم اللہ کے رب اور اسلام کے دین ہونے اور سرکار کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔

ایک بار کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لمبے لمبے روزے کے متعلق پوچھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے یہ حالت دیکھی تو کہا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ ''یعنی ہم نے خدا کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر بنایا ہے اور خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں۔

اسی فقرے کو بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اتر گیا۔ (ابوداؤد کتاب الصیام باب فی صوم الدھر تطوعا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے اللہ کی پناہ: ایک بار کسی نے حضرت عباس کے آباؤاجداد میں سے کسی کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا'' عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔ ہمارے مردوں کو برا بھلا نہ کہو جس سے ہمارے زندوں کے دل دکھیں۔'' یہ سن کر صحابہ نے کہا کہ ''ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی سے پناہ مانگتے ہیں، ہمارے لئے استغفار کیجئے۔''

(نسائی کتاب الدیات باب القود من اللطمہ)

رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم توشہ آخرت ہے: وہ حضرات کہ جن کی زندگیاں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں گزریں اس کے باوجود جب ان کے وصال کا وقت آتا تو ان کا اعتماد اس توشہ پر ہوتا جو انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے تیار کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق کی شہادت کا وقت قریب آیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل نے زخمی کیا تو انہوں نے تکلیف کا اظہار فرمایا، اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ وہی وقت ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی۔

اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ وَلَئِنَ کَانَ ذَاکَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رہے ہیں اور ان کی صحبت سے اچھی طرح

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقْتَهٗ وَهُوَعَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقْتَهٗ وَهُوَعَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صُحْبَتَهُمْ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّامَاتَرٰى مَنْ جَزْعِيْ وَهُوَ مِنْ اَجَلِكَ وَاَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهُ لَوْاَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَاَفْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ قَالَ حَمَّادُبْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِهٰذَا ۔

فیض یاب ہوئے ہیں پھر جب وہ پردہ فرما گئے تو آپ رضی اللہ عنہ سے خوش تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مصاحب رہے اور ان کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی خوب اچھی صحبت رہی۔ پھر جب وہ پردہ فرما گئے تو آپ رضی اللہ عنہ سے راضی تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے صحبت رہی اور یہ صحبت بھی بہت اچھی رہی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ ان سے جدا ہوں گے تو ضرور اس حالت میں جدائی ہوگی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ جو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور ان کی رضا کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر فرمایا۔ پھر جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کے راضی ہونے کا ذکر کیا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جو اس نے میرے اوپر فرمایا۔ جزع و فزع کی بات جو آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں تو یہ آپ رضی اللہ عنہ کی اور دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین کے برابر بھی سونا ہوتا تو عذاب الٰہی کو دیکھنے سے پہلے اسے آپ رضی اللہ عنہ حضرات پر نثار کر دیتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس

(بخاری جلد۴ کتاب الانبیاء: ۹۸۸)

وقت حاضر ہوا۔

بوقت وصال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رضائے رسول اللہ ﷺ پر اطمینان:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش کے قریب کھڑے ہوکر اس عمل خیر کا ذکر کیا جو انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی صورت میں کمایا تھا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰہَ لِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَدْوُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِہٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَ صَاحِبَیْکَ لِاَنِّیْ کَثِیْرًا مَا کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُنْتُ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ فَاِنْ کُنْتُ لَارْجُوْا اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَھُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا ھُوَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ۔

(بخاری دلد۲ کتاب الانبیاء۸۷۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ پس انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی جبکہ ان کا جنازہ تابوت پر رکھا جا چکا تھا تو ایک آدمی نے میرے پیچھے سے اپنے ہاتھوں کو میرے کندھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے امید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور آپ کے دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا فرماتے ہوئے سنا کہ میں ابوبکر اور عمر تھے۔ میں ابوبکر اور عمر نے کیا۔ میں ابوبکر اور عمر گئے۔ اسی لئے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور ان دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا۔ جب میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حیدر کرار پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راضی ہونا:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عازم آخرت ہوتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْہُ رَاضٍ

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء ص ۴۰۱)

حضرت علی بن ابوطالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب وصال فرمایا تو ان سے راضی تھے۔

حضرت معصب رضی اللہ عنہ پر رِضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

حضرت معصب رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کے بارے میں قرآن کریم کی آیت اتری کہ انہوں نے اپنی نذر کو اللہ کی راہ میں قربانی کی صورت میں پورا کر دیا لیکن ان پر یہ بھی فضل ہوا کہ انہیں دفنانے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر راضی تھے۔

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ ھَا جَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِیْ وَجْہَ اللّٰہِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰہِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ یَاْکُلْ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا مِنْھُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَیْئًا نُکَفِّنُہٗ فِیْہِ اِلَّا نَمِرَۃٌ کُنَّا اِذَا غَطَّیْنَا رَأْسَہٗ خَرَجَتْ رِجْلَاہُ وَاِذَا غَطَّیْنَا بِھَا رِجْلَیْہِ خَرَجَ رَاْسُہٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے ہجرت کی۔ تو ہمارا اجر وثواب اللہ پر ثابت ہو گیا لیکن ہم میں سے ایک صاحب کی وفات ہو گئی لیکن اس نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا بلکہ سب آخرت میں رہا۔ ان میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو احد کے دن شہید ہوئے اور آپ کے کفن کے لئے ہمیں ایک کملی

Marfat.com

نُغَطِّیَ بِهَارَاسُهٗ وَنَجْعَلُ عَلٰی رِجْلَیْهِ اِذْ خَرًا وَمِنَّا مِنْ اَیْنَعَتْ لَهٗ ثَمْرَتُهٗ فَهُوَ یَهْدِبُهَا ۔

(نسائی جلد اول کتاب الجنائز ص ۵۹۰)

کے سوا کچھ نہ ملا۔ جب اسے ہم آپ کے سر پر رکھتے تو پاؤں باہر نکل آتے اور جب پاؤں پر رکھتے تو سر باہر نکل آتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آپ کا سر چھپانے اور پاؤں پر ایک قسم کی گھاس اذخر ڈالنے کا حکم فرمایا اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کے پھل پکتے ہیں اور وہ ان کو چنتا ہے۔

۹۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عطا سے محبت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کو عطا فرمانا خواہ وہ احکام ونواہی کی صورت میں ہو یا فیوض و برکات کی شکل میں وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطاؤں سے محبت کی جائے۔ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے نماز اخلاص سے ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنی امت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے عبادات کی جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا انکار نہ کیا جائے۔

صحابہ کرام کی یہ بھی شان تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر عطا کو برضا و تسلیم قبول کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پہ جان و دل سے عمل کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی مرضی سے کلام نہیں فرماتے بلکہ اپنے پروردگار کی رضا سے کلام و عطا فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی عطا کے متعلق یہی وضاحت فرمائی ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اُوْتِیْتُمْ مِنْ شَیْءٍ وَمَا اَمْنَعُکُمُوْهُ اِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں تمہیں جو چیز دیتا ہوں اور جس چیز سے انکار

Marfat.com

اَنَا اِلَّاخَازِنٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ ۔

کردیتا ہوں یونہی نہیں بلکہ میں تو خازن ہوں رکھتا ہوں جہاں کیلئے حکم فرمادیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد جلد۲ کتاب الخراج ۱۱۷۵)

صحابہ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت قبول کرنا:

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْجَآءَهٗ قَوْمٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰی يَابَنِیْ تَمِيْمٍ قَالُوْابَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰی يَااَهْلَ الْيَمَنِ اِذْلَمْ يَقْبَلَهَا بَنُوْاتَمِيْمٍ قَالُوْا اَقْبَلْنَاجِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِی الدِّيْنِ وَلِنَسَالُكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِمَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَیْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِی الذِّكْرِ كُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا فَاِذَاالسَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدَدْتُّ اَنَّهَا قَدْذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُلْ ۔

صفوان بن محرز کا بیان ہے کہ حضرت عمر ابن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی تمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت تو دی مال بھی دیجئے۔ پھر کچھ یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل یمن! بشارت قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے قبول کی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دین کی سمجھ حاصل کرنے کیلئے آئے ہیں اور یہ کہ اس دنیا سے پہلے کیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھ دیا۔ پھر میرے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ اے عمران! اپنی اونٹنی کی خبر لو کہ وہ

(بخاری جلد۳ کتاب التوحید: ۲۲۷۰)

Marfat.com

بھاگ گئی ہے۔ پس میں اس کی تلاش میں چلا گیا تو وہ سراب سے پرے جا پہنچی تھی۔ خدا کی قسم میں تو یہی چاہتا تھا کہ خواہ وہ چلی گئی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کھڑا نہ ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ لقب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت:

ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلٰی سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلاَنٌ لِاَمِیْرِ الْمَدِیْنَةِ یَدْعُوْا عَلِیًّا عِنْدَالْمِنْبَرِ قَالَ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْتُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَاسَمَّاهُ اِلَّاالنَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم وَمَا كَانَ لَهٗ اِسْمٌ اُحَبُّ اِلَیْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِیْثَ سَهْلاً وَقُلْتُ یَااَبَاعَبَّاسٍ كَیْفَ قَالَ دَخَلَ عَلِیٌّ عَلٰی فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم اَیْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِی الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَیْهِ فَوَجَدَرِدَآءَهٗ قَدْسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَخَلَصَ التُّرَابُ اِلٰی ظَهْرِهٖ فَجَعَلَ یَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَیَقُوْلُ اجْلِسْ یَااَبَاتُرَابٍ مَرَّتَیْنِ ۔

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب ۹۰۰)

حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت سہل بن سعد سے شکایت کی کہ فلاں شخص حضرت علی کو منبر پر بیٹھ کر برا بھلا کہتا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا، آخر وہ کہتا کیا ہے؟ جواب دیا وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے۔ یہ ہنس پڑے اور فرمایا، خدا کی قسم، ان کا یہ نام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور خود حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام اپنے اصلی نام سے بھی پیارا ہے۔ پس راوی کو حضرت سہل سے پوری حدیث سننے کی طمع ہوئی اور کہنے لگے اے ابوعباس! واقعہ کیا تھا؟ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور پھر مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انہیں دیکھا کہ

چادر ان کی پیٹھ سے ہٹ گئی ہے اور ان کی پیٹھ مٹی سے آلودہ ہوگئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور دو مرتبہ فرمایا کہ اے ابوتراب، اٹھو۔

حکم کی تعمیل میں دھوپ میں کھڑے ہونا:

عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ جَآءَ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَامَ فِی الشَّمْسِ فَاَمَرَبِہٖ فَحُوِّلَ اِلَی الظِّلِّ۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب: ۱۳۹۴)

اسماعیل، قیس نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ پس وہ دھوپ میں کھڑے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ سائے میں آ گئے۔

۱۰- اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محبت پوشیدہ عمل ہے جبکہ اطاعت ظاہرہ عمل ہے۔ اگر کسی کی دل میں محبت موجزن ہو تو اس کی اطاعت کی شدت اس کی محبت کے مرتبے کو ظاہر کرے گی اور جس ہستی کا دلی احترام شفاء قلب ہو اس کی اطاعت کا کیا مقام ہوگا۔ اگر محبت تخم ہے تو اطاعت اس کا پھل ہے۔ قلبی محبت غیر مرئی ہے مگر اطاعت محبت کا چلتا پھرتا ثبوت ہے۔

شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دونوں جہاں کی ابدی سعدتوں کا خزینہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے اور مشیت الٰہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت حب الٰہی کی دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مبارک معمولی عمل نہیں بلکہ یہ دونوں جہاں میں فلاح کی ضامن ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد اب کوئی ایسا طریقہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہر پریشانی کی دوا ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کی کھلی تفسیر ہے۔ قرآن کریم کے احکامات کی وہی تشریح اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ہاں قابل قبول ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوہ کامل میں فرما دی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا و ہر حکم اللہ کی وحی کے مطابق اور اس کی مشیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کے کسی معاملے میں کوئی تشریحی حکم قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حرام و حلال کا اختیار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم و اطاعت کو دنیا جہاں کا کوئی آدمی بدل نہیں سکتا جو ایسا کرنے کی کوشش کرے گا وہ ظالم ہوگا اور بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی بشری حالت میں حق جدا نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات کامل ہے کہ غمی و خوشی، دکھ و سکھ، گھر و بازار، سفر و حضر، جنگ و امن، محفل یاراں و منبر و محراب میں کوئی بات یا کوئی عمل حق کے علاوہ سرزد ہی نہیں ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ حق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرب و عطائے خداوندی کی انتہا ہوئی۔ اب جو کوئی قرب خدا پانا چاہے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت سے ہی پا سکے گا اور کوئی بھی فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں کمی نہ کر سکے گا نہ کوئی کمی لا سکا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا جو اطاعت سے دور ہوگا نقصان اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید اور صفات کا جو مفہوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی روشنی میں واضح کیا ہے وہی قرب الٰہی کا راستہ ہے جو اس کے مفہوم و ادائیگی میں اپنی رائے شامل کرے گا وہ بھٹک جائے گا۔ اسی کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اس کا اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومن دوست و حمایتی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس فرد کو اپنی ولایت سے سرفراز کرے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں کامل ہو جائے گا اور جو فرد جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ناقص رہے گا اتنا ہی اس کا ایمان ناقص ہوگا۔ پس تمام دینی و دنیاوی اور روحانی مدارج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مشروط ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام

Marfat.com

مسلمانوں پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء ۔ ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کرو۔

ایمان والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روح گردانی کرنے سے منع کردیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (۸/۲۰)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور ان سے پیٹھ نہ پھیرو اور تم سنتے ہو۔

یعنی تم نے یہ حکم سن لیا ہے اور دیکھو یہ کس کا حکم ہے جو سینوں کے بھیدوں سے واقف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے دوران دل میں کسی قسم کی کجی یا بگاڑ پیدا نہ ہو وگرنہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (پ ۵ النساء: ۴/۸۰)

جس نے رسول اللہ (ﷺ) کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو روح گردانی کرے تو ہم نے آپ کو (ﷺ) ان پر محافظ نہیں بنایا۔

اس میں فرمایا جو بندہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت میں ہے یہ اللہ کا حکم ہے جبکہ اللہ نے یہ حکم بھی انہی کے ذریعے مخلوق تک پہنچایا ہے اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے مصائب جھیلے، مال، جان کے نقصان اٹھائے۔ شہادتیں پائیں جن کی اطاعت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے۔ ان پر اللہ راضی ہوگیا اور جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں گے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ

Marfat.com

بگاڑ نہ سکیں گے اور نہ زبردستی پکڑ کر کسی سے اطاعت کروانے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابند ہیں۔

اطاعت سے پاکیزہ زندگی کا حصول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت رضا و رغبت سے کی جائے تو دائمی پاکیزہ و پُر آسائش زندگی عطا کردی جائے گی اور اطاعت کرنے والے کی قبر گل وگلزار بنا دی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

(پ۹انفال۲۴/۸)

اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) بلائے تو حاضر ہوجایا کرو تاکہ تمہیں حیات طیبہ عطا کی جائے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور یہ کہ تم اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

یہ اللہ کی عطا ہے کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق مل جائے وگرنہ اگر توفیق الٰہی شامل حال نہ ہوتو اس کے اوپر شیطان کام غلبہ ہوجائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَقَالَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ

(ابی ماجہ جلد دوم ابواب الجہاد ۶۴۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک تم میں طاقت ہو۔

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

عبادۃ بن الصامت نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ ہم تنگی آسانی اور غمی ہر

Marfat.com

فِیْ الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمُنْشَطِ وَالْمُکْرِہِ وَالْاَثْرَۃِ عَلَیْنَا وَاَنْ لَانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ وَاَنْ تَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَیْثُ مَاکُنَّا لَانَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

حالت میں اطاعت کریں گے چاہے ہم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کریں گے اور جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الجہاد باب البیعہ :۶۴۴)

نافرمانی سے بچ کر اعمال کی بربادی سے بچو: اللہ تعالیٰ نے یہ اٹل فیصلہ فرما دیا صرف وہی عمل اس کی پاک بارگاہ میں قبول ہوں گے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کی صورت میں کئے جائیں اور جو اعمال اس جذبہ کے بغیر کئے جائیں گے وہ باطل ہو جائیں گے۔ ان پر کوئی صلہ نہ دیا جائے گا چاہے کوئی ساری عمر ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر کوئی سخت ریاضت ہی کیوں نہ کرے اس لئے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس حقیقت کو اپنے ارشاد میں واضح فرمایا ہے کہ جو میری حکم عدولی کرے گا وہ اللہ کا نافرمان ہوگا اس لئے اس کا کوئی عمل پائیدار نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ الْاِمَامَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَا الْاِمَامَ فَقَدْ عَصَانِیْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری حکم عدولی کی اس نے اللہ کی حکم عدولی کی جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الجہاد ۶۳۷) اور جس نے امام کی حکم عدولی کی اس نے میری حکم عدولی کی۔

اس حدیث میں حاکم عادل کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے کیونکہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نافذ کرتا ہے اس لئے اس کی اطاعت بھی ضروری ہے۔

آسانی ومشکل میں اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت:

عَنْ عُبَادَةَ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمُكْرَهِ وَاَنْ لَّانُنَازِعُ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَاَنْ نَقُوْلَ اَوْنَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَانَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ

(نسائی ج ا کتاب البیعۃ ص ۱۳۵)

سیدنا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور ماننے پر بیعت کی یعنی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم صادر فرمائیں گے اسے سنیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آسانی، مشکل، خوشی اور رنج ہر دو حالتوں میں اور جو شخص ہم پر حاکم بنایا جائے گا اس سے نہ جھگڑیں گے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کو ہم پر حاکم بنائیں گے ہم اس کی اطاعت کریں گے) اور ہم جہاں بھی ہوں گے حق کے تابع رہیں گے اور ہم کسی برا کہنے والے کی برائی سے نہ ڈریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت گناہوں کا کفارہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے رب جلیل ہر فرد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس کا ثبوت اس حدیث میں ہے۔

عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم (ﷺ) کی مجلس میں حاضر تھے چنانچہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

شَيْـاً وَّلَا تَسْـرِقُوْا وَلَا تَنْذُنُوْا وَقَرَاَ هٰـذِهٖ الْاٰيَةَ كُـلَّهَا فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَـاَجْـرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْـاً فَـعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَارَتُهٗ وَمَـنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْاً فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ .

(بخاری کتاب الحدود: ۱۶۸۸)

کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے پھر یہ آیت پوری پڑھی (سورہ الممتحنہ، آیت ۱۲) پھر فرمایا کہ جو تم میں سے اس وعدے کو پورا کرے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا اور جو ان میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو جو اسے سزا ملی وہ اس کا کفارہ ہو جائیگی اور جو ان میں سے کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے تو اگر وہ چاہے اسے بخش دے گا اور چاہے اسے عذاب دے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہدایت ہے: کوئی بھی فرد اس وقت ہدایت یافتہ ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پوری لگن سے کرے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہٹ کر اور کوئی ہدایت کا راستہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشعل ہدایت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیرا یعنی روشن چراغ کہا گیا ہے کیونکہ ہدایت کی نورانی کرنیں اس چراغ سے چارسو عالم میں بکھر کر بھولے بھٹکے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن رہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ نے نور ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مشروط کر دیا ہے۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ اور ان کی غلامی کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔

(الاعراف۔ ۱۵۸)

جبکہ بخاری کی روایت میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْـرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اُمَّتِـیْ يَـدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّامَنْ اَبٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر

قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّاْبٰی؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْاَبٰی ۔

(بخاری جلد سوم کتاب الاعتصام ۲۱۴۱)

جس نے انکار کیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

نافرمان عذاب سے ڈریں:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْیُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (النور:۹۳)

تو ڈریں وہ جو رسول اللہ (ﷺ) کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر کوئی دردناک عذاب پہنچے۔

حدیث میں آیا ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَآئِفَۃٌ مِنْ قَوْمِہٖ فَادْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھَلِھِمْ وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاَجْتَاحَھُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ وَاتَّبَعَ مَاجِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَاجِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور جس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس جا کر کہے: اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں سو تم خود کو بچاؤ، اس قوم میں سے بعض لوگوں نے اطاعت کرلی اور سرشام اس مہلت میں بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور وہ صبح تک وہی رہے، صبح ہوتے ہی لشکر ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو

Marfat.com

(مسلم ج ٦ کتاب الفضائل: ۵۸۵۱) تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو میری پیروی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین کی اتباع کرتے ہیں اور ان لوگوں کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین حق کی تکذیب کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین و نافرمانوں کا ٹھکانہ: وہ لوگ دنیا میں بھی بدبخت ہی رہے جنہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو نصف النہار پر ہونے کے باوجود نہ اپنایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی روش کو اپنایا اور مومنانہ وفا سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ٹھکانے سے ہمیں باخبر کر دیا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢ بَعْدِمَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ع

(پ۵ نساء: ۴/۱۱۵)

اور جو راہ ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے طریقے کے خلاف چلے تو ہم اسے اس کے حال پر رہنے دیں گے اور اسے دوزخ میں پھینک دیں گے جو بہت بڑا ٹھکانہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہادی برحق ہیں جو نوع انسانیت کو خدا کی مخالفت کے راستے سے ہٹانے والے ہیں۔ شیطان و نفس کے مکر و فریب سے آگاہ کر کے اپنی ہدایت کی مشعل تلے خدا کے کرم تک پہنچانے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن کے متعلق بڑی خوبصورتی سے مثال دے کر سمجھایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَابَعَثَنِی اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ يَاقَوْمِ اِنِّیْ رَاَيْتُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میری مثال اور اس کی جس کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا گیا ہے

Marfat.com

الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَىٰ مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ

اس شخص جیسی مثال ہے جس نے اپنی قوم کے پاس آ کر کہا اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے میں تمہیں واضح طور پر اس سے ڈرانے والا ہوں۔ لہٰذا اپنے آپ کو بچا لو۔ چنانچہ اس کی قوم سے ایک جماعت نے اس کی بات مانی، لہٰذا راتوں رات نکل کر پناہ گاہ میں جا چھپے اور بچ گئے جبکہ ایک جماعت نے اسے جھٹلایا اور صبح تک اپنے اپنے مقامات پر ہی رہے۔ منہ اندھیرے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا پس انہیں ہلاک کر کے غارت گری کا بازار گرم کیا۔ پس یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلایا۔

(بخاری جلد سوم کتاب الاعتصام ۲۱۴۴)

یعنی اے بھولے بھٹکے نادان انسانو! ادھر آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تمہارے پروردگار کا حق بھی ادا ہو جائے گا وہ تم پر راضی ہوگا تمہیں ہلاکت میں ڈالنے والی دیگر اطاعتوں سے محفوظ کر دے گا۔ تمہارا انجام بہتر کر دے گا۔

اطاعت رسول کا منظر: ان لوگوں کیلئے شراب جیسے نشے کو چھوڑنا مشکل تھا جنہوں نے اسے اپنی عادت بنا لیا تھا مگر جب ان پر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی کا راز کھلا تو انہوں نے آن واحد میں قاصد کے ہاتھ پیغام ملنے پر ہی شراب کے مٹکوں کو نالیوں میں بہا دیا اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک روحانی منظر پیش کیا۔

Marfat.com

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَاطَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ وَاَبَاعُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَاُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِیْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ یَااَنَسُ قُمْ اِلٰی هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا، قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰی مَهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتّٰی اِنْكَسَرَتْ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابی بن کعب کو ضیح نامی شراب پلا رہا تھا جو کھجوروں سے بنتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے آ کر کہا کہ شراب حرام فرما دی گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر ان مشکوں کو توڑ دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے لوہے کا اپنا ایک دستہ لیا اور مشکوں کے نیچے مار مار کر سارے توڑ دیئے۔

(بخاری جلد سوم کتاب اخبارالاحاد۔ ۲۱۱۶)

ایک نافرمان کی ہلاکت: اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں عقل کی اٹکل پن گمراہی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔ بڑے سے بڑے اہل عقل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق اور ایمان کی روح سے کی جائے کیونکہ اہل عشق کبھی بھی محبوب کی اطاعت کو دنیاوی پیمانوں میں نہیں ماپتے بلکہ وہ تو محبوب کے اشارے پر جان کی قربانی کے منتظر ہوتے ہیں۔ آیئے دیکھیں ایک فرد نے کیسے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا جب کہ اس نے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت نہ سمجھی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَءَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَفِیْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی اور سجدہ تلاوت

غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى اَوْتُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِىْ هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَقَدْرَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَهُ كَافِرًا ۔

(مسلم ۲ کتاب المساجد: ۱۱۹۸)

ادا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنے لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا، سوا ایک بوڑھے کے۔ اس نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ شخص اس کے بعد کفر ہی کی حالت میں قتل کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تزکیہ نفس: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تزکیہ نفس کی جولان گاہ ہے۔ اس کسوٹی پر جو بھی مخلص نکلا وہ نفس و روح کی کثافتوں سے پاک ہوگیا۔ ان کا قلب علم و حکمت کا مرکز بن گیا اور روح پاکیزہ ہوگئی اور اپنے آمر کے مشاہدہ میں غرق ہوکر راز زندگی پا گئی، جیسے کہ فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ع

(پ ابقرہ: ۲/۱۲۹)

اے ہمارے رب ان میں ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ نفس کرے۔ بے شک تو بہت غالب حکمت والا ہے۔

اطاعت سے غلبہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر اخلاص اطاعت فرد کو اللہ کی کفایت کے مضبوط قلعے میں محفوظ کر دیتی ہے جس پر کوئی سفلی قوت تا قیامت غلبہ نہ پا سکے گی۔

عَنْ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايَزَالُ مِنْ اُمَّتِىْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُاللّٰهِ ۔

(بخاری جلد ۳ کتاب التوحید ۲۳۰۷)

کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، میری امت کا ایک گروہ لوگوں پر ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت کا روز) آ جائے گا۔

Marfat.com

۱۱- اقرار احسان الٰہی

یوں تو اللہ جل شانہ کی ان نعمتوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا جو ہمارے لئے پیدا کی گئیں۔ کسی نعمت سے انسان کی زندگی کی بقا کا تعلق ہے اور کوئی نعمت اس کے بدن کو تندرست اور توانا رکھنے کیلئے مددگار ہے۔ کئی کھانے کی چیزیں بیماریوں کیلئے شفا ہیں۔ دنیا کی تمام مادی چیزیں بقائے حیات میں کسی نہ کسی طرح معاون ہیں انسان کو عقل و شعور سے نوازا گیا تاکہ ان نعمتوں کے خالق کو پہچان کر اس کا شکریہ ادا کرتا مگر کرہ ارض پر ہر دور میں انسانوں کی اکثریت نے ان نعمتوں کی افراط پر غرور و تکبر کیا اور راہ راست سے ہٹ گئے۔ اس لئے انسانوں کے عقائد و نظریات، اعمال و اخلاقیات کی درستی کیلئے ان میں انبیاء کرام بھیج کر ان پر انعام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مادی چیزوں کو صرف نعمت کہا اور ان پر شکر کا تقاضا کیا اور فرمایا: وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَفْكُرُوْنَ اور میرا شکر کرو۔ کفر نہ کرو جبکہ اپنے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مومنوں پر احسان عظیم کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو روحانی، دینی، معاشی، معاشرتی، سیاسی فوائد پہنچائے ہیں۔ ان سے دیگر نعمتوں کے فوائد کی کوئی نسبت نہیں۔

دنیا کی ہر چیز میں ائدے کے ساتھ ساتھ مضر اثرات بھی موجود ہو سکتے ہیں جبکہ رحمت العلمین صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کیلئے سراپا خیر و برکت ہیں۔ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی عزت افزائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ مومنوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کا لمحہ لمحہ ان کے ایمان و ایقان کو سربلند کرنے کا باعث بنا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر ہی آخروی آرام کو پسند فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرخی حیات مبارکہ تاقیامت آنے والے مومنوں کیلئے سرمدی برکات کا وسیلہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں پر شفقت و کرم کے لحاظ سے باپ سے بھی زیادہ عطا کرنے والے ہیں۔ اس لئے مومن اللہ تعالیٰ کے اس احسان اعظیم کو پہچانتے ہیں کوتاہی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(پ ۴ آلعمرآن ۳/۱۶۴)

تحقیق اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و دانائی سکھاتا ہے۔ بے شک اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مومنوں پر اپنے احسان کو جتلا کر انہیں شکر گزار ہونے اور اس نعمت عظمیٰ کی قدر شناسی کا حکم دیا ہے وہاں اس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے حاصل ہونے والے بڑے بڑے فوائد کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں کہ

۱- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن مبارک لوگوں کے سامنے آیات قرآنیہ کی تلاوت ہے۔ اب جو بھی فرد اپنے خالق و مالک کے متعلق چاہتا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک اپنے بندوں پر کس طریقے سے خوش ہوتا ہے تو وہ اللہ کی رضا کے طریقے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھ سکتا ہے چاہے وہ کوئی ہو کہیں ہو۔ اللہ جل شانہ نے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خصوصی احسان قرار دیا وہاں یہ بھی انتظام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے ہزاروں بندوں سے قلمبند کروا دیا اور دوسرا ہر دور میں ایک اہل حق کے گروہ کو قائم رکھا اور انہیں ظاہر و باطن کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار بنا دیا تا کہ بعد میں آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو سکیں۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و تعلیمات متلاشیان حق کیلئے مصفی و مجلیٰ بننے کا ذریعہ ہیں۔

۳- وہ تعلیمات جن سے بندگان خدا کے فہم و شعور کو درست سمت مل سکے اور وہ حکمت و عرفان کہ جس سے روح انسانی سے باطل کثافتیں چھٹ جائیں اور وہ اصول کہ جس سے وہ پوری دنیا کے پیشوا بن جائیں اور وہ اخلاقیات کہ جن سے وہ انسان تو

Marfat.com

کجا وہ فرشتوں سے بھی معزز ہو جائیں اور اپنی خوئے کریمانہ سے معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا دیں وہ عبادات کہ جن سے مومن فرش پر ہوتے ہوئے مکین عرش سے رابطہ کر سکیں اور اذکار کہ جن سے روحیں اپنے خالق سے مقام وصل حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کی برسات رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کر دی ہے۔ اب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی عطا ہوں گی۔

۴- جو فرد بھی اللہ کی مشیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ کر حاصل کرنے کی سعی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا جیسے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے گمراہ تھے۔ پس اے دوست! اللہ کے مذکورہ بالا ارشاد کو سمجھ کر اللہ کا شکر گزار بن جا کہ اس نے تجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے دل سے کم نہ ہونے دے۔

۱۲- صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے ظلم و کفر نابود کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس کو اتباع و محبت سے تھام لیا وہ دنیا میں شیطانی اعمال سے تائب ہو گئے۔ ان کا ظاہر و باطن نور ہدایت سے چمک اٹھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نگاہ مبارک کے فیضان نے انہیں ہر قسم کے گناہوں کی آلودگیوں سے محفوظ کر دیا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہی برائی مٹانا ہے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی دلدل میں نہ پھنسیں کیونکہ ہر قسم کے گناہ روح کو غلیظ کر کے اس میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے گناہوں کے رسیا افراد ایسے گناہوں کا ارتکاب کر لیں جو ان کو ایمان کی شاہراہ سے بہت دور ڈال دیں اور وہ اس عارضی دنیاوی زندگی میں حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم سرمایہ سے بہت دور ہو جائیں۔ اس لئے رسالت

Marfat.com

مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے محبین کو ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا حکم دیا اور خاص کر کبیرہ گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا جو انسان کو جہنم کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰو وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا سات مہلک چیزوں سے بچو۔ حاضرین نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، جادوگری کرنا اور اس شخص کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مگر حق کی وجہ سے، سود کھانا، یتیم کا مال ہضم کر جانا، لڑائی کے دن پیٹھ دکھانا اور ایماندار بے خبر پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا۔ (متفق علیہ، مسلم مشکوٰۃ فی ایمان ح ۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بڑے بڑے سات گناہوں کی نشاندہی کردی تاکہ اہل اسلام ان گناہوں سے بچ جائیں آخرت کی ذلت سے امن حاصل کرلیں۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم اور والدین کی جائز کاموں میں نافرمانی سے بھی منع کردیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ کبیرہ یہ ہیں اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری) لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کے بجائے جھوٹی گواہی کے الفاظ مروی ہیں۔ (بخاری، مشکوٰۃ کتاب الایمان ح ۲)

ایک اور حدیث میں دس کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مسلمان ان گناہوں کے ارتکاب سے بچ کر اپنے دامنوں کو سیاہ ہونے سے بچالیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے سرکار نے نصیحت فرمائی کہ

میں دس باتوں پر عمل کروں۔ (۱) اگر مجھے جان سے مارے جانے یا جلائے جانے کا بھی خوف ہو جب بھی اللہ کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہ کروں۔ (۲) اگر والدین تجھے یہ حکم دیں کہ اہل وعیال کو چھوڑ دے جب بھی ان کی نافرمانی نہ کروں۔ (۳) جان بوجھ کر فرض نماز کو ترک نہ کروں کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز کو ترک کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں نہیں رہتا۔ (۴) شراب نوشی سے احتراز کروں کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (۵) ارتکاب گناہ سے بچوں کیونکہ گناہ غضب الٰہی کا سبب بنتے ہیں۔ (۶) اگر جنگ میں لوگ مرکٹ بھی رہے ہوں تو بھی جنگ سے نہ بھاگو۔ (۷) اگر کہیں وبا کی وجہ سے اموات ہونے لگیں تو وہیں ٹھہرو اور وہاں سے نہ بھاگو۔ (۸) اور استطاعت کے مطابق اہل وعیال کی کفالت کرو۔ (۹) اور ان کی تربیت سے غافل نہ رہو۔ (۱۰) اور ان کو خشیت الٰہی کی تعلیم دو۔ (مشکوٰۃ فی ایمان ح ۱۱)

گناہوں سے توبہ: کتنی ناانصافی کی بات ہے کہ ایک طرف تو بندہ گناہوں میں مست رہے تو دوسری طرف وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے کرے پس اسے چاہیے کہ گناہوں کو ترک کردے اور توبہ کی روش کو اپنا لے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بنیاد پختہ ہوگی جس کو سچی توبہ کے بعد استوار کیا جائے۔ جب بندہ اپنے گناہوں پر شرمندگی کا اظہار کر کے آنکھوں سے ندامت کے آنسو برساتا ہے تو اس کے گناہوں کو بخشش دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع اس کے گناہوں کو اس کے نامہ اعمال سے مٹا دینے کا باعث بن جاتی ہے پھر جب وہ اپنی روح و جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کی مشقت کا عادی بنالیتا ہے تو اس کے قلب و روح، طہارت کلی کا مقام پالیتے ہیں وہ زبان کا سچا اور صاف دل بن جاتا ہے۔ ایسے مومن کیلئے موت بھی تحفہ ہوتی ہے۔ وہ دنیا سے جب آخرت میں داخل ہوتا ہے تو ابدی راحتیں پاتا ہے۔ ایسے مومن کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریف بیان فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قِيْلَ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی

Marfat.com

لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ کُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقُ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُہٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ ھُوَالتَّقِیُّ النَّقِیُّ لَااِثْمَ فِیْہِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَاحَسَدَ

(ابن ماجہ جلد دو مابواب الزہد: ۲۰۱۹)

اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا یا نبی اللہ کون سا شخص افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صاف دل اور زبان کا سچا شخص، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ زبان کا سچا کون ہوتا ہے لیکن صاف دل سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پاک باز و پرہیزگار جس کا دل اتنا صاف اور پاک ہو کہ جس میں نہ کبھی گناہ کا خیال ہو نہ بغاوت کا نہ کینہ کا نہ حسد کا۔

حدیث کی رو سے مومن وہ ہے جو ہر اس عمل کو ترک کر دے جس میں ذرا بھر بھی برائی ہو۔

عَنْ عَطِیَّۃَ السَّعْدِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَابَأسَ بِہٖ حَذْرًا لِمَا بِہِ الْبَأسُ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۰۱۸)

عطیۃ السعدی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ اس وقت تک متقین کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کام کو جس میں برائی نہ ہو چھوڑ دے اور اس کام سے ڈرے جس میں برائی ہو۔

پس اے دوست! جان لے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ابدی سعادتوں کا زینہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت برائیوں سے بچ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے پیارے ارشادات پر عمل پیرا ہو جا۔ اپنے دل کی کیاری میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فصل کو تیار کر ان شاء اللہ تعالیٰ اس محبت کے ثمر سے تیرا جسم و جان ہر قسم کے گناہوں سے بیزار ہو جائے گا اور تیرے لئے ہر نیکی کا کام آسان کر دیا جائے گا۔ اس مشق سے تیری روح و جان مجلی و مصفا ہو کر اللہ و رسول اللہ کی

Marfat.com

حضوری کا مقام حاصل کرے گی تو حقیقی مراد کو پہنچ جائے گا۔

۱۳- اعداءِ اسلام سے نفرت

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ایک نبی کے بعد دوسرا نبی اس وقت بھیجا جاتا جبکہ گزشتہ نبی کی امت کے لوگ اپنے مذہب سے دور ہٹ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو اپنی نفس پرستی سے بدل دیتے پھر بعد میں آنے والا نبی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ازسرِنو نافذ فرمادیتا اور اپنے سے قبل انبیاء کرام کی تصدیق کرتا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہوئی۔ انہوں نے اپنے سے قبل انبیاء کی تصدیق کی اور اپنے بعد حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوش خبری دی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ علیہما السلام نے اپنی اپنی قوموں کو خبر دی کہ جب وہ آخری نبی دنیا میں تشریف لے آئیں تو تم ان پر ایمان لے آنا۔ اس لئے اہل کتاب پر جب آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی مشکل وقت آتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں کرتے۔ ان کی دعا کو قرآن نے یوں نقل کیا ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے کفار پر فتح کی دعا مانگتے تھے اور جب وہ تشریف لے آئے تو انہوں نے پہچانتے ہوئے بھی ان کا انکار کردیا پس کفار پر اللہ کی لعنت ہے۔ یعنی اہل کتاب کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف لکھے ہوئے تھے اور انہوں نے جان بوجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں آس پاس کے علاقوں میں یہود کے بڑے بڑے قبائل موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن اسلام ان کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے جب چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تو فوراً پہچان گئے اور ایمان لے آئے پھر انہوں نے تمام یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی مگر یہودیوں

Marfat.com

نے صرف تعصب اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اس دعوت کو رد کر دیا اور ہر موقع پر کھلم کھلا اور پوشیدہ طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کیں۔ کئی مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی۔ غزہ خندق میں مشرکین مکہ کی مدد کی اور خیبر کے یہودی ہزاروں کی تعداد میں مشرکین مکہ کے لشکر میں موجود تھے چونکہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بغض وعناد تھا اس لئے غزوہ خندق کے بعد یہودیوں کے قبائل بنو قریظہ وغیرہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا پھر غزوہ خیبر میں یہود کی سرکوبی کی گئی۔ اس وقت سے آج تک وہ مسلمانوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل اسلام کو ان کے عقائد ونظریات سے بھی آگاہ فرمایا ہے اور ان کی اسلام دشمنی سے بھی خبردار کیا ہے اور مسلمانوں کو دشمنان اسلام اور صاحب قرآں علیہ التحیۃ والثناء سے دوستی سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے جو ان سے دوستی کرے گا وہ ظالم ہوگا اور انہی میں شمار کیا جائے گا اور اس کا دعویٰ اسلام قابل قبول نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہودیوں اور عیسائیوں سے قلبی دوستی کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (پ۶ مائدہ:۵۱)	اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کفار سے قلبی محبت کی ممانعت: کفار سے بین الاقوامی معاملات پر باہمی دلچسپی کے امور پر مفاہمت تو ہو سکتی ہے ان سے عدل کی بنیاد پر کئے گئے معاہدات کی پابندی تو ضروری ہے مگر ان سے قلبی لگاؤ رکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا	اے ایمان والو! مومنوں کے سوا کافروں کو

Marfat.com

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○ (نساء:۴/۱۴۴)

اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی واضح دلیل قائم کرلو۔

معلوم ہوا جو کافروں سے دوستی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجرم ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی دلیل قائم ہوگی۔

کافر عزیز و اقارب سے دوستی کی ممانعت: اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ایسے عزیز و اقارب سے قلبی محبت نہ رکھی جائے جو ایمان پر کفر کو فوقیت دیں اور ان کے اعمال کافرانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (پ ۱۰ توبہ ۹/۲۳)

اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھتے ہوں تو انہیں دوست نہ بناؤ اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہی ظالموں میں سے ہوگا۔

یعنی تمہاری دوستی اور محبت صرف اہل ایمان کیلئے مخصوص ہوتا کہ تمہارے ایمان میں اضافہ تو ہو مگر کسی قسم کا نقص و زیاں نہ پیدا ہو یعنی اللہ چاہتا ہے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی آپس میں شیر و شکر ہو جائیں اور ان کی محبت کی بنیاد بھی ایمانی ہو۔

اعداء انبیاء کرام سے نفرت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عملی طور پر انبیاء کرام کے دشمنوں سے نفرت کا درس دیا ہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قوم ثمود کی تباہ شدہ بستی کے قریب ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مغضوب قوم کے کنویں سے پانی بھرنے کی ممانعت کردی تاکہ ان سے کسی قسم کی ہم آہنگی پیدا نہ ہو سکے اور نہ ہی ان کی غضب شدہ کسی چیز کو استعمال کیا جائے۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آٹے سے روٹیاں پکانے کی ممانعت کردی جو قوم ثمود کے کنویں کے پانی سے گوندھا گیا تھا۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے موقع پر مقام حجر میں فروکش ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم فرمایا:

اَمَرَهُمْ اَنْ لَّايَشْرَبُوْا مِنْ بَئْرِهَا وَلَايَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْعَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهَرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ (بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء ۶۰۳)

یہاں کے کنویں کا پانی نہ پینا اور نہ مشکوں میں بھرنا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہم نے تو اس سے آٹا گوندھ لیا اور مشکیں بھر لی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ آٹا پھینک دو اور وہ پانی بہا دو۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھانا پھینکنے کا حکم دیا۔

حضرت ابوذر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ وہ آٹا جو اس پانی سے گوندھا ہے۔ (بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء ۶۰۳)

Marfat.com

باب نمبر ۱۵

محبت رسول کے تقاضے

قرآن کریم سے محبت: اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید سے محبت کی جائے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور یہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اس کی ہر آیت نور ہدایت ہے اور مومنوں کیلئے شفا ہے۔ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کے قلوب و اذہان سے ظلم و جہالت نکال کر نور معرفت سے جگمگا دیتا ہے۔ جب اسے عرب کے ان پڑھ لوگوں نے سمجھا تو وہ پوری دنیا کے امام ومقتداء ٹھہرے۔ قرآن سے جس نے بھی لو لگائی قرآن مجید نے اس کے دل و دماغ کو علم وحکمت سے لبریز کر دیا۔ قرآن کریم ایسا زیور ہے جو بظاہر بدصورت آدمی کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ قرآن ایک طرف تو ذات صمدیت کا کلام ہے تو دوسری طرف رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور رسالت و مقام محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیباک ترجمان ہے۔

قرآن کریم صرف اس لئے شفاء و رحمت کاملہ ہے جس کے دل میں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہو۔ قرآن راہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چراغ راہ ہیں۔ قرآن کے اصل مفہوم سے وہی واقف ہوسکتا ہے جو حضرت سراج منیرا کی تشریحات کے مطابق سمجھے جو قرآن کریم کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا کر کے سمجھنے کی سعی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ قرآن مجید اس کیلئے رحمت و شفا ہے جو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا قائل ہو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ قرآن کریم کی کھلی تفسیر ہے۔ اس لئے قرآن اور صاحب قرآن کی تعظیم وتوقیر

واجب ہے۔ قرآن سے اہل ادب ہی استفادہ کر سکتے ہیں۔ قرآن نے اپنے آداب خود بیان فرمائے ہیں کہ اسے بغیر طہارت کلی کے ہاتھ نہ لگایا جائے جبکہ اس کی تلاوت کے دوران مومن کے روح و وجدان ہمہ تن گوش ہوں اور اس کی حقیقتوں کے سامنے سراپائے تسلیم بن جائے بلکہ اس کے مفہوم کو اخذ کرنے کا اتنا ذوق ہو کہ اس کا ہر ہر لفظ لوح قلب پر نقش ہوتا جائے۔ بقول اقبال:

جب تک نہ ہو تیرے ضمیر پہ نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن پاک کی تعظیم کس قدر کرنی چاہئے اس کا اندازہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول مبارک سے لگایا جاسکتا ہے کہ ویسے تو قرآن کو وضو کر کے ہاتھ لگا سکتے ہیں مگر اس کی عظمت یہ ہے کہ اگر سو اونٹوں کی قطار جارہی ہو اور قرآن سب سے اگلے اونٹ پر رکھا گیا ہو تو میں اپنے آپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ سب سے پچھلے اونٹ کو ہاتھ لگاؤں۔ امام اعظم کے اس قول مبارک سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں قرآن کریم کی کس قدر عظمت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اہل ایمان کیلئے رحمت اور نصیحت بنایا ہے۔

اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ ع

(پ۲۱ عنکبوت: ۲۹/۵۱)

کیا ان کیلئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف کتاب نازل فرمائی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں قوم مومنین کیلئے رحمت اور نصیحت ہے۔

قرآن پاک پڑھو اور سنت کا علم سیکھو: صاحب قرآن علیہ التحیۃ والثناء نے امت مسلمہ کو حکم دیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو پڑھیں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سیکھیں۔

عَنْ زَیْدِبْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

زید بن وہب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنْ السَّمَآءِ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَقَرَؤُا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْا مِنَ السُّنَةِ

(بخاری جلد سوم کتاب الاعتصام: ۲۱۳۸)

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا۔ امانت آسمان سے لوگوں کے دلوں کی تہ میں نازل فرمائی گئی اور قرآن کریم نازل ہوا۔ پس قرآن کریم پڑھو اور سنت کا علم حاصل کرو۔

پس معلوم ہوا کہ سنت رسول ﷺ قرآن کی تشریح اور مشیت ایزدی ہے۔

اتباع قرآن سے ہدایت کا حصول: صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ قرآن پر عمل کرنے والے ہدایت پر رہیں گے اور قرآن سے دوری اختیار کرنے والے گمراہ ہوں گے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَامَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا فَاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا

(بخاری جلد سوم کتاب الاعتصام ۲۱۴۳)

حمام کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قرآن کریم کا علم حاصل کرنے والو! سیدھے راستے پر چلو تو تم لوگوں سے بہت زیادہ سبقت لے جاؤ گے اور اگر دائیں یا بائیں جانب جھکے تو بہت زیادہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

قرآن بہترین دوا ہے: قرآں انسان کی معاشی، معاشرتی اور تمدنی زندگی نکھار دیتا ہے۔ یہ کرۂ ارض کے انسانوں کو پروردگار کے راستے کی طرف بلاتا ہے اور روحانی اور اخلاقی بیماریوں کیلئے شفا ہے۔ لیکن اس کی ہدایت و شفا مومنوں کیلئے مخصوص ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی اخلاص سے قرآن کریم سے شفا حاصل کرے تو اس کیلئے بھی شفا ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(پ ۱۱ یونس: ۱۰/۵۷)

اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور سینوں کی بیماریوں کی شفا اور ہدایت آ گئی ہے جو اہل ایمان کیلئے ہے۔

Marfat.com

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الدَّوَآءِ الْقُرْاٰنُ ۔(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الطب:۱۳۲۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سب سے بہترین دوا قرآن ہے۔

قرآن اللہ کی رحمت، شفا اور ہدایت ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی رحمت و ہدایت اور شفا ہیں جن سے تا قیامت مخلصین ہدایت وشفا لیتے رہیں گے۔ اس لئے کہ شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے۔

یاالٰہی تو کریمی حبیب تو کریم
صد شکر ہستیم میان دوکریم

قرآن کریم سے محبت کرنے والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہستی مبارک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً قرآن کریم سے محبت کا درس دیا ہے اور ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جن کے اذہان میں قرآن محفوظ اور زبان پر تلاوت اور دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ ایسے لوگوں کے جھرمٹ میں اکثر فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِ قَالَ جَلَسْتُ فِیْ عِصَابَۃٍ مِنْ ضُعَفَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَاَنَّ بَعْضَھُمْ لَیَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعَرْیِ وَقَارِئٌ یَقْرَأُعَلَیْنَا اِذْجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَیْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَاکُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا یَارَسُوْلُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں غریب مہاجرین کی جماعت میں جا بیٹھا جو نیم برہنگی کے باعث ایک دوسرے سے بمشکل ستر چھپاتے تھے اور ہم میں ایک قاری صاحب قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو قاری صاحب خاموش ہو گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اَللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ قَارِئٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِىْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِىْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهٗ قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَ مِنْهُمْ اَحَدًا غَيْرِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّآمِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العلم: ۲۶۸)

نے سلام کیا اور فرمایا تم کیا کر رہے ہو؟ ہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمیں قرآن مجید سنا رہے ہیں اور ہم غور سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سن رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بھی شامل فرمائے جن کے ساتھ صبر کرنے کا مجھے بھی حکم دیا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے۔ اپنی ذات اقدس کو ہم میں شمار کرنے کیلئے پھر دست مبارک سے حلقہ بنانے کا اشارہ فرمایا چنانچہ سب کا رخ آپ ﷺ کی جانب ہوگیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے میرے سوا کسی کو نہیں پہچانا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے مہاجرین کے تنگ دست گروہ! تمہیں بشارت ہو روز قیامت تم مکمل نور کے ساتھ امیر لوگوں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوگے جو کہ پانچ سو برس کا دن ہے۔

تلاوت قرآن سن کر چشمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تر ہونا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے تمام علوم و اسرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مبارک تلاوت قرآن سے تر ہو جاتی تھیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان

Marfat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأَ عَلَيَّ سُوْرَةَ النِّسَآءِ قَالَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِیْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا انْتَهَيْتُ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ الْاٰيَةَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ ۔

(ابوداؤد جلد سوم: کتاب العلم: ۲۷۰)

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے سورہ النساء پڑھ کر سناؤ۔ میں بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوا کہ میں پڑھ کر سناؤں حالانکہ نازل آپ ﷺ پر ہوا ہے۔ فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ پس میں نے پڑھ کر سنائی۔ یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا اس وقت کیا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔ (۴:۴) پس میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں تھے۔

منکرین قرآن کریم کا انجام: احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن کی ایک آیت کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا جو اسلام قبول کرنے کے بعد قرآن کا انکار کرے گا اس پر مرتد کی سزا نافذ کی جائے گی جو کہ قتل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنیوالوں کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے گا۔ یہ سب باتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک میں بیان ہوئی ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَحَدَ اٰيَةً مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهٖ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَلَا سَبِيْلَ لِاَحَدٍ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّصِيْبَ حَدًّا فَيُقَامُ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو قرآن کی ایک آیت کا انکار کرے اس کی گردن مارنا جائز ہے اور جو شخص اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کیلئے کوئی حد کی راہ باقی نہیں بجز اس کے کہ کوئی حد کا کام کرے اور وہ اس

Marfat.com

(ابن ماجہ جلد۲ ابواب الحدود:۳۱۲) پر جاری کی جائے۔

۲- سنت خیر الانام ﷺ سے محبت

فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے محبت کی جائے۔ اہل محبت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں یعنی قلب و روح تو عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سوختہ ہو رہے ہوں جبکہ بدن سراپائے محبوب کے سانچے میں ڈھل چکا ہو۔ محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و دماغ میں ہر وقت یہ جستجو رہے کہ میری زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کامل کے مطابق بسر ہو۔ کھانا کھائے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا طریقہ مبارک سامنے ہو۔ آرام کرنے لگے تو پھر بھی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز استراحت مدنظر ہو۔ نہانے لگے تو سنت کا خیال رکھے۔ گھر میں موجود ہو تو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے کا انداز اپنائے۔ کاروبار یا کسی بھی حلال روزی کے ذریعے مزدوری، ملازمت، تجارت وغیرہ کو اپنائے تو سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھام لے۔ اگر دوستوں کی بزم میں ہو تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپنائے اور اس لباس و غذا کو پسند کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائیں ہوں۔ الغرض زندگی کے ہر موڑ پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ مبارک کو سامنے رکھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دل رفتہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو پورے خلوص سے اپنائے تاکہ آنکھوں میں نقشہ محبوب ﷺ ہو اور بدن پر سنت مصطفیٰ ﷺ کی حکمرانی ہو۔ یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طرۂ امتیاز ہے۔

سنت پر عمل کرنے سے اللہ کی دوستی کا حصول: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا خالق کائنات جل شانہ کی مشیت کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا جو اہل ایمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو اپنائیں گے اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگا اور اسے اپنے

Marfat.com

نیک بندوں میں شامل فرمائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے خوبصورت انداز میں اہل ایمان کو ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اے محبوب فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تمہیں اپنا دوست بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران۔۳۱)

اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا کہ اے لوگو! جو اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہو اور اس کی رضا و عبادت گزار ہونے کا دعویٰ کرتے ہو، آؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو اس عمل سے اللہ تعالیٰ کا تم پر یہ کرم ہوگا کہ وہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہیں دنیا و آخرت میں ذلت سے بچانے کیلئے گناہوں کی آلودگی سے پاکیزہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کیلئے بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اسوہ کامل کی اتباع: حضور نبی کریم ﷺ کا اسوہ مبارک دنیا و آخرت کے ہر غم سے نجات دلانے والا ہے اور دنیا و دین کے کاموں کو انجام دینے کا اسوہ مبارک اعلیٰ طریقہ ہے۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دنیا و دین کا ہر کام بھی اچھے طریقے سے ہو جاتا ہے اور اس پر اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○

تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت پر امید رکھتا ہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔ (پ۲۱ احزاب:۲۱/۳۳)

تارک السنّت ناپسندیدہ لوگ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت رحمت ہی رحمت ہے اور دین و دنیا کی ابدی نعمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے ناگواری کا اظہار فرمایا ہے جو آپ صلی

www.sirat-e-mustaqeem.net

اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کرتے ہیں اور شیطان کے طریقے اور نفس کے غلام بن کر دین سے دور ہو جائیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَيْسَ مِنِّیْ وَتَزَوَّجُوْا فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وَجَآءٌ ۔

(ابن ماجہ جلد اول ابواب النکاح حدیث ۱۹۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ پس نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بنا پر دیگر امتوں پر فخر کروں گا جو طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جس میں طاقت نہ ہو تو روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔

سنت بہترین رہنمائی ہے: سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ ترین رہنمائی ہے جو بندہ اس شمع کو تھام کر دنیا کے اندھیر طوفانوں میں چلے گا وہ رضائے الٰہی کی منزل کو پا لے گا اور جو اس سے دور ہوگا وہ اس عظیم منزل سے محروم رہے گا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو بہترین رہنمائی قرار دیا ہے۔

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهُ وَاَحْسَنَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَاِنَّ مَاتُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

(بخاری جلد سوم کتاب الاعتصام: ۲۱۳۹)

مرہ ہمدانی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھی رہنمائی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی ہے اور برے کام دین میں ایجادات ہیں اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ پورا ہو کر رہے گا اور تم عاجز کر دینے والے نہیں ہو۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سنت کے مطابق عمل: صحابہ کرام کا ایمان

Marfat.com

تھا کہ سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں باعث رحمت ہے۔ اس لئے وہ ہر مقام پر سنت کو ترجیح دیتے تھے جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ لاُصَيْلِحَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَوَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّىْ لَاعَلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلاَ اِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَاقَبَّلْتُكَ .

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب المناسک ۲۴۷)

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ ضرر۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نماز ادا کی جائے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو یہ عملی تربیت دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادات صرف اس نہج پر کی جائیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عملاً سکھاتے تھے کیونکہ اسلام کے فرائض و واجبات کو اللہ تعالیٰ اسی صورت میں قبول فرمائے گا جبکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق سرانجام دیئے جائیں۔ کوئی فرد ان فرائض و واجبات کے طریقوں کو بدل نہیں سکتا اور جو ایسا کرے گا اس پر ہی اس عمل کا وبال پڑے گا مثلاً اگر کوئی فجر کے دو فرائض کے بجائے چار یا آٹھ ادا کرے تو وہ قبول نہ ہوں گے بلکہ قبول وہ عبادت ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ادا کی جائے۔

عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ اَتَيْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوقلابہ کا بیان ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم چند ہم عمر نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیس روز تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے

رَفِيْقًا فَلَمَّاظَنَّ اَنَّا قَدِاشْتَهَيْنَا اَهْلَنَا
اَوقَدِاشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا
بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ اِرْجِعُوْا اِلٰى
اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ
وَاْمُرُوْهُمْ وَذَكَرَاشْيَآءَ اَحْفِظُهَا
اَوْلَا اَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا
كَمَارَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ فَاِذَا
حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ
اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ ۔

(بخاری جلد۳ کتاب اخبارالآحاد:۲۱۰۹)

رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نرم دل تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہم اپنے گھر والوں کے پاس جانے کے خواہش مند ہیں تو دریافت فرمایا کہ ہم نے جن لوگوں کو پیچھے چھوڑا ہے۔ چنانچہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا۔ فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی طرف چلے جاؤ اور ان میں جا کر رہو۔ انہیں دین سکھاؤ اور اس پر عمل کرنے کا حکم دینا۔ پھر کئی باتیں فرمائیں، جن سے کچھ یاد ہیں اور کچھ یاد نہ رہیں۔ فرمایا کہ اسی طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو اسے چاہئے کہ تمہاری امامت کرے۔

اللہ کی عبادت و ریاضت وہ فریضہ ہے جس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس عمل کی بنا پر وہ بندوں کو اپنا دوست بنا لیتا ہے مگر یہ اس وقت ہوگا جب عبادات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ادا کی جائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسند سے نفرت کی جائے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ان چیزوں سے نفرت کی جائے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ اس لئے صحابہ کرام اس بات کا پورا خیال رکھتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسند کو ناپسند کرتے تھے۔

عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ قَالَ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِذَا اُتِىَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس

وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَیَّ وَاِنَّهٗ بَعَثَ اِلَیَّ یَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ یَاْکُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِیْهَا ثَوْمًا فَسَاَلْتُهٗ اَحَرَامٌ هُوَقَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اَکْرَهُهٗ مِنْ اَجْلِ رِیْحِهٖ قَالَ فَاِنِّیْ اَکْرَهُ مَا کَرِهْتَ .

میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا اس کو میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے میرے پاس کھانا بھیجا جس میں سے آپ ﷺ نے بالکل نہیں کھایا تھا کیونکہ اس میں کچا لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن میں اس کو اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی نہ پسند ہے۔

(مسلم ج ۲ کتاب الاشربہ ۵۲۳۹)

پس معلوم ہوا وہ بندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں کامل نہ ہوگا جب تک وہ ان اعمال و افراد سے نفرت نہ کرے جو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ناپسندیدہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند سے محبت: محبوب سے سچی الفت و مودت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبّ صادق اپنے محبوب کی پسندیدہ چیزوں سے محبت کرے چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس تقاضے کا پورا پورا لحاظ کرتے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ اعمال اور غذاؤں سے محبت کا اظہار کرتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے۔

اِنَّهٗ سَمِعَ جُابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ یَقُوْلُ اَخَذَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ ذَاتَ یَوْمٍ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَاَخْرَجَ اِلَیْهِ فَلِقًا مِنْ خُبْزٍ فَقَالَ وَمَا مِنْ اُدْمٍ فَقَالُوْ لَا اِلَّا شَیْءٌ مِنْ خَلٍّ قَالَ فَاِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْاُدْمُ قَالَ جَابِرٌ فَمَازِلْتُ اُحِبُّ الْخَلَّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، آپ ﷺ کے سامنے روٹی کے ٹکڑے لائے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کوئی سالن ہے؟ انہوں نے کہا تھوڑا سا سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے۔ حضرت

Marfat.com

مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَلْحَةُ مَازِلْتُ اُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ ۔

(مسلم ج ۶ کتاب الشربہ: ۵۲۳۶)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ میں سرکہ سے محبت کرتا ہوں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن سے میں نے حضرت جابر سے یہ حدیث سنی ہے میں بھی سرکہ کو پسند کرتا ہوں۔

صحابہ کرام کے بعد ہر دور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی مودّت رکھنے والے آئمہ، صوفیاء، اتقیاء اور علماء کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت کی اور ان چیزوں کو الفت کی نگاہ سے دیکھا جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

۳- امہات المومنین کا احترام

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا احترام کیا جائے۔ جب ان کا ذکر کیا جائے تو ادب و احترام سے لبریز الفاظ استعمال کئے جائیں۔ ان کے بارے میں ذرا سی ناشائستہ بات زبان سے نہ کی جائے اور نہ ان کے بارے میں دل میں کوئی وسوسہ آئے کیونکہ ازواجِ مطہرات وہ پاکیزہ خواتین ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کیلئے منتخب فرمایا۔ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہونے کا جو اعلیٰ و بے مثل شرف حاصل ہے یہ شرف ان کے علاوہ باقی خواتین کو حاصل نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت زوجیت نے انہیں باقی خواتین سے مقام و مرتبے کے لحاظ سے منفرد کر دیا ہے۔ ان پر وہ جتنا فخر کریں کم ہے۔ ازواجِ مطہرات عمل صالحہ اور تقویٰ کے لحاظ سے بھی باقی خواتین سے منفرد تھیں۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں فقر صادق کو اختیار کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی رضا کی خاطر بھوک پیاس پر صبر کیا اور انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ میں بسر کیا اور اپنے رفیق حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت پر ناز کیا اور انہوں نے اپنے شوہر نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے زیادہ محبت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں زندگی بسر کی۔

اللہ تعالیٰ نے تمام اہل اسلام کیلئے انہیں روحانی مائیں بنا دیا چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (پ۲۲احزاب:۶)

نبی محترم (ﷺ) مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور نبی محترم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

ازواجِ مطہرات تعظیم و احترام کے لحاظ سے تو امت کی مائیں ہیں مگر ان کا احترام، مقام، مرتبہ حقیقی ماؤں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ازواجِ مطہرات کو تمام جہاں کی عورتوں سے منفرد مقام دیا ہے اور فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ۲۲احزاب ۳۲/۳۳)

اے نبی محترم (ﷺ) کی ازواجِ مطہرات تم جہان کی عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح نہیں ہو۔

ازواجِ مطہرات کیلئے دوگنا اجر و ثواب: ازواجِ مطہرات کا یہ بھی خصوصی اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نیک اعمال پر دوگنا اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ ان کی اس نسبت کا کمال ہے جو انہیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہونے کی بنا پر حاصل ہوا ہے۔

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا ○

اور جو تم میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت شعار رہے گی اور صالح عمل کرتی ہے تو ہم اسے اس کا دوگنا ثواب

Marfat.com

(پ۲۲احزاب:۳۱/۳۳) دیں گے اور ہم نے ان کیلئے رزق کریم تیار کر رکھا ہے۔

قرآن کریم میں ازواجِ مطہرات کیلئے دوگنا اجر وثواب کا بیان اس لئے کر دیا گیا ہے تا کہ مسلمان ان کے مقام کو سمجھنے میں کوتاہی نہ کریں اور ان کے متعلق کسی شیطانی وسوسے کو خاطر میں نہ لائیں۔ پس مومن وہ ہوگا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو اپنی روحانی مائیں سمجھے گا اور ان کا اکرام اپنی ماں سے بھی زیادہ کرے گا اور جو ان کے متعلق شک میں پڑ کر گستاخی کی روش کو اپنائے گا وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

کاشانۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت: جن گھروں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت مآب ازواجِ مطہرات رضوان اللہ عنہن اجمعین آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں سکون پذیر تھیں ان گھروں کی رفعت وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پروردگار عالم جل شانہ نے ان گھروں میں حاضری کے آداب اپنی کتاب میں درج فرمائے تا کہ اہل ایمان ان آداب کی بجاآوری کے سلسلے میں کسی قسم کی غفلت کا شکار نہ ہوں نہ ان کے کسی عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کو کوئی اذیت پہنچے اور نہ وہاں ایسا فعل سرزد کریں جس سے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا سا بھی رنج محسوس ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کاشانۂ نبوت کے آداب کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں جب تک تمہیں اجازت نہ ملے داخل نہ ہوا کرو اور نہ کھانا پکنے کے منتظر رہا کرو لیکن جب تمہیں کھانے کیلئے آواز دی جائے تو داخل ہوجایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو فوراً ادھر ادھر ہوجایا کرو اور نہ دل بہلانے والی

Marfat.com

مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَايَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ
(پ۲۲احزاب:۵۳/۳۳)

باتیں کیا کرو بے شک اس سے اللہ کے نبی کو تکلیف پیش آتی ہے مگر وہ تم سے حیا کرجاتے ہیں اور اللہ حق بات بیان کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا۔

قرآن کریم کی یہ آیات تاقیامت آنے والے اہل اسلام کے دلوں میں عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کا مقام اجاگر کرنے کا باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رضوان اللہ عنہن اجمعین کے مقام کی ہر لحاظ سے پاسداری فرمائی ہے کیونکہ ان کی طرف کوئی غلط اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رنج کا باعث ہے۔ اس لئے ان کی شان کے متعلق ذرا سی نازیبا بات ایمان سے خارج کردینے والا عمل ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو ان سے بلاحجاب بات کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا تاکہ معمولی سے وسوسہ سے بھی محفوظ رہیں جبکہ بعد میں آنے والے مسلمان ان کی عصمت وعفت کی نزاکت کا احساس کرکے ان کا مکمل اعزاز کریں۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ
(پ۲۲احزاب:۵۳/۳۳)

اور جب تم نے ازواجِ مطہرات سے کوئی چیز طلب کرنی ہو تو پردے کے باہر سے مانگئے اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطرات سے نکاح کی ممانعت: ازواجِ مطہرات کی شان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات سے کسی بھی فرد کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے کوئی دوسرا نکاح کرے اور نہ انہیں کوئی کسی لحاظ

سے اذیت دے اس لئے فرمایا:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (الاحزاب ۵۳)

اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تم نبی محترم (ﷺ) کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کرو۔ بے شک یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو یہ بھی شرف عطا فرمایا کہ انہیں دونوں جہاں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی رفاقت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ جو عفت مآب خاتون اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آجائیں انہیں اس اعزاز سے محروم کردیا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ:

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ (پ۲۲ احزاب ۵۲/۳۳)

اور اس کے بعد مزید عورتیں آپ ﷺ کیلئے جائز نہیں اور نہ ان کو دوسری بیویوں سے بدلنا جائز ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی پوری زندگی اپنے خاوند مکرم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے وقف کردی۔ اپنا سارا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیا اور جونہی زبان نبوی سے پیغام حق سنا فوری طور پر اسے قبول کرکے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل ہوگئیں۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد بھی ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاغِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا بِيْ اَنْ اَكُوْنَ اَدْرَكْتُهَا وَمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہوا اتنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دوسری زوجہ پر نہیں

Marfat.com

ذٰلِكَ اِلَّالِكَثْرَةِ ذِكْرِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيْجَةَ فَيُهْدِيْهَا لَهُنَّ

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۸۲۰)

ہوا حالانکہ میں نے ان کو نہیں پایا اس رشک کی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں کثرت سے یاد کرنا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ اَتَتْكَ بِاِنَآءٍ فِيْهِ طَعَامٌ اَوْاِنَآءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَاَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ .

(بخاری کتاب التوحید: ۲۳۴۴)

ابوزرعہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برتن میں کھانے کی چیز یا پینے کی چیز لے کر آرہی ہیں انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہہ دیجئے اور انہیں موتی کے ایک محل کی بشارت دیجئے جس میں نہ ذرا شور وغل ہوگا اور نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند احادیث ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے کامل بہت سے افراد ہوئے لیکن عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر اس

Marfat.com

سَائِرِ الطَّعَامِ ۔

(بخاری ج ۲ کتاب المناقب:۱۹۵۶)

طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةَ قِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۸۱۹)

فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ عرض کیا گیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا ان کے والد ماجد رضی اللہ عنہ۔

ایک دفعہ چند منافقوں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت وعفت کے متعلق گھٹیا افواہ مشہور کردی جس سے انہیں بہت دکھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں ان کی برأت کا اظہار فرمایا اور ان کی پاک دامنی پر تصدیق ثبت فرمادی اور جن لوگوں نے اس سازش میں حصہ لیا تھا ان پر غلط الزام کی حد قذف لگائی گئی اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام کو دوبالا کردیا گیا۔

عَنْ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَاصٍ وَّعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَاقَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَاكُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَآءَتِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَانِيْ فِيْ نَفْسِيْ

زہری کا بیان ہے کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ کے اس واقعہ سے سنا جبکہ ان کے متعلق افترا پرداز لوگوں نے کچھ کہا اور ان کے الزام سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرمایا تو ان چاروں نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا لیکن خدا کی قسم میں یہ گمان بھی نہیں کرسکتی تھی کہ

Marfat.com

كَانَ اَحْقَرَمِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ تُتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْا اَنْ يَّرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَايُبَرِّئُنِي اللّٰهِ بِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُ وْابَالْاِفْكِ الْعَشْرَالْاٰيٰتِ

(سورہ النور، آیت ۱۱ تا ۲۰

بخاری جلد ۳ کتاب التوحید ۲۳۴۷ ح)

اللہ تعالیٰ میری برأت میں وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی کیونکہ اپنے دل کے اندر میں خود کو اس سے بہت گھٹیا سمجھتی تھی کہ میرے معاملے میں اللہ تعالیٰ کلام فرمائے جس کی تلاوت کی جائے۔ ہاں یہ مجھے امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو نیند میں خواب دکھا کر اللہ تعالیٰ میری برأت ظاہر فرما دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔ ''وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تحائف بھیج کر محبت میں اضافہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی۔ اس لئے مدینے کے مسلمان اکثر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اس دن تحائف بھیجتے تھے جس روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں قیام فرمانا ہوتا تھا تاکہ مسلمانوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت پڑے جو ان کیلئے عظیم سرمایہ تھی۔ اس بات کا ذکر اس حدیث میں موجود ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَ تِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَااُمَّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَاِنَّا نُرِيْدُالْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقُوْلِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَامُرُالنَّاسَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں ہیں جس دن میری باری ہوتی لوگ اہتمام سے اپنے تحائف بھیجتے۔ ایک روز میری سوکنیں حضرت ام سلمہ کے گھر جمع ہوئیں اور کہا ام سلمہ! حضرت عائشہ کے باری پر لوگ خاص طور پر تحائف بھیجتے ہیں اور ہم بھی اسی طرح بھلائی چاہتی ہیں جس طرح حضرت عائشہ

Marfat.com

يَهْدُوْنَ اِلَيْهِ اَبْنَ مَا كَانَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ اُمُّ سَلَمَةَ فَاَعْرَضَ عَنْهَا ثُمَّ عَادَ اِلَيْهَا فَاَعَادَتِ الْكَلَامَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَوَاحِبَاتِيْ قَدْذَكَرْنَ اَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِ عَائِشَةَ فَاَمُرِ النَّاسَ يَهْدُوْنَ اَيْنَ مَا كُنْتُ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذٰلِكَ قَالَ يَااُمَّ سَلَمَةَ لَاتُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهٗ مَااُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرَهَاوَقَدرَوٰى بَعْضُهُمْ ۔

(ترمذی جلد دوم ابواب المناقب ۱۸۰۲)

چاہتی ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ آپ لوگوں کو ہدایت فرمائیں کہ میں جہاں ہوا کروں وہاں ہی تحائف بھیجا کرو۔ حضرت ام سلمہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ پھیر لیا پھر جب ادھر دیکھا تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میری ہم جولیاں کہتی ہیں لوگ تحائف بھیجنے کیلئے حضرت عائشہ کی باری کے منتظر رہتے ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرما دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی ہوں وہیں تحائف بھیجا کریں۔ جب تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھے اذیت نہ پہنچانا کیونکہ عائشہ کے علاوہ کسی دوسری کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کی فضیلت: ام المومنین حضرت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تو وہ عمر بھر اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتی تھیں۔

عَنْ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَاَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًاوَّلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُعَلٰى

عیسیٰ ابن طہمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش کے حق میں نازل

Marfat.com

نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَآءِ

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید۔۲۲۷۳)

ہوئی اور ان کے ولیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور گوشت کھلایا اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواجِ مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے۔

ازواجِ مطہرات میں سے چند ایک کے فضائل تبرکاً تحریر کئے ہیں۔ موضوع کی نسبت سے اختصار کے پیش نظر اس پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔

۴۔ اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے محبت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا اکرام کیا جائے اور ان کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خونی نسبت کی تعظیم کی جائے۔ ان کا ذکر خیر ادب و احترام سے کیا جائے۔ اہل بیت کے ان حقوق کو تسلیم کیا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں بیان فرمائے ہیں۔ ان کی عظمت اور فضائل کا اقرار کیا جائے جیسے ہر فرد کو اپنے اہل و عیال سے محبت ہوتی ہے وہ اپنے اہل و عیال میں رہ کر دلی سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔ اس لیے کوئی فرد بھی اپنی آل اولاد کے دشمن کو اچھا نہیں سمجھتا جبکہ ہر فرد اپنی آل و اولاد کی خیر چاہنے والوں کو دوست رکھتا ہے پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اہل و عیال پر بے حد شفقت تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے اہل و عیال سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے محبت رکھ جو ان سے محبت رکھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا وہر موقع پر دِلی احترام کرتے تھے۔ ان کے حقوق کی پاسداری کرتے۔ صحابہ کرام کا یہ بھی معمول تھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اہل بیت سے عملی محبت کا

Marfat.com

اظہار کرتے تا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی محبت پر اعتماد ہو۔ اس بات کی ذیل کی روایات گواہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد مکرم حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاِسْلَامَ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ اَقَرَّ بِعَیْنِیْ مِنْ اِسْلَامِهٖ ۔ وَذٰلِكَ اَنَّ اِسْلَامَ اَبِیْ طَالِبٍ كَانَ اَقَرَّ لِعَیْنِكَ ۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ البتہ ابوطالب کے اسلام لانے میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک زیادہ تھی بہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اور یہ اس لیے کہ ابوطالب کے اسلام لانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔

(شفا شریف جلد۲ صفحہ ۱۸ رواہ بن عساکر کوفی تاریخہ واحمد وابن اسحاق)

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا (جبکہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے والد خطاب رضی اللہ عنہ اسلام میں داخل ہوں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے والد خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔

(شفا شریف جلد۲ صفحہ ۸ رواہ البیہقی والبزار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے والد کے اسلام لانے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں جناب ابوطالب اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کو ترجیح اس لیے دی کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ جناب ابوطالب اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لا کر دونوں جہاں کی ابدی سعادتوں کو اپنی جھولی میں سمیٹ لیں۔ اس لیے حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی پسند پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وفاءِ صادق کا ثبوت فراہم کیا۔

شان اہل بیتِ اطہار: اہل بیت اطہار وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (پ۲۲احزاب:۳۳/۳۳)	بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک وصاف کردے۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ بٹھا کر اوپر ایک چادر اوڑھائی اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور انہیں خوب صاف ستھرا کردے جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَبِیْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ وَحَسَناً وَحُسَیْناً فَجَلَّلَھُمْ بِکِسَاءٍ وَعَلِیٌّ خَلْفَ ظَھْرِہٖ فَجَلَّلَھُمْ بِکِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ	حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آیت کریمہ "اِنَّمَا یُرِیْدُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین عنہم کو بلا کر چادر اوڑھائی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔ انہیں بھی چادر

Marfat.com

فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَاَنْتِ اِلٰى خَيْرٍ

(ترمذی دوم۔ المناقب ح ۱۷۳۲)

اوڑھائی پھر دعا مانگی یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے گندگی دور رکھ اور انہیں خوب پاک وصاف بنادے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ہو اور خیر کی جانب ہو۔

شہزادیٔ کونین حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے جگر کا ٹکڑا فرمایا ہے اور انہیں جنتی خواتین کی سرداری کا اعزاز دیا ہے اور ان کی ناراضی کو اپنی ناراضی قرار دیا ہے۔ اس لیے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کماحقہ ادب کیا جائے اور ان کا نام ادب سے لیا جائے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَاهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ .

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور سرگوشی کی وہ رو پڑیں۔ پھر کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے حضرت فاطمہ سے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگا۔ اس پر میں رو پڑی پھر فرمایا تم مریم

Marfat.com

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ح ۱۸۲۷)

بنت عمران کے علاوہ تمام جنتی خواتین کی سردار ہو۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی۔

تمام اہل ایمان کی نگاہیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ادب سے جھک جاتی ہیں اور دل سے ان کا اعزاز کیا جاتا ہے۔

عَنْ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْمِسْوَرِابْنِ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ .

حضرت مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب ح ۹۵۴)

اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا اور اس سے دشمنی کر جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی۔

(رواہ احمد عن البراء (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

حسنین کریمین سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت: اہل بیت کی محبت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان سے محبت تھی۔ اس لیے سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ترغیبانہ انداز سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا درس دیا ہے تاکہ اہل ایمان ان کی محبت کو ضروری و لازم جانیں۔ ان کے متعلق اپنے قلوب میں کسی قسم کے بغض و کینہ کو جگہ نہ دیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر ان سے محبت کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما

Marfat.com

تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَاْخُذُوْهُ وَالْحَسَنَ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا اَوْ كَمَا قَالَ ۔

(بخاری ۲ کتاب المناقب ۹۳۵)

سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو لیا ہوا تھا اور فرما رہے تھے، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما یا جو کچھ فرمایا۔

ایک اور روایت میں ان الفاظ میں اہل بیت سے محبت کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ عَیْبَتِیَ الَّتِیْ آوِیْ اِلَیْهَا اَهْلُ بَیْتِیْ وَاِنَّ كَرِشِیَّ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ ۔

(ترمذی جلد دوم ابواب المناقب: ۱۸۳۷)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو! میرا جامہ دان جس سے میں آرام پاتا ہوں۔ میرے اہل بیت ہیں اور میری جماعت انصار ہیں۔ ان کے بروں کو معاف کردو اور نیکوکاروں سے قبول کرو۔

فرمایا اے اللہ حسنین کریمین سے محبت رکھ:

عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا ۔

(ترمذی جلد ۲ ابواب المناقب ۱۷۱۷)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو فرمایا یا اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ۔

حضرات حسنین کرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ کتنا فضل وکرم ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ سے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔

حسنین کریمین سے محبت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے:

حضرت حسنین کریمین سے محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور حضور سے

محبت بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ بنا دیتی ہے۔

جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِی فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهُ

(شفا شریف جلد۲ صفحہ ۲۱۔۲۲)

جس کو حسنین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس کو حسنین سے بغض ہے اس نے میرے سے بغض رکھا اور جس نے میرے سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

<u>اہل بیت سے محبت کا حکم</u>: اہل بیت سے محبت ایک پاکیزہ عمل ہے جس سے دل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں۔ یہ ایمان و ایقان میں طہارت کا باعث ہے اور ان کی محبت یہی ہے کہ ان کی عقیدت دل میں ہو اور زبان سے تعظیم کی جائے۔ ان سے محبت کا وہ انداز اپنایا جائے جو ائمہ کرام اور اولیاء کرام نے اپنایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیغام دیا ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِیْ بِحُبِّیْ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۷۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں نعمتوں سے غذا عطا فرماتا ہے۔ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے سبب محبت کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ حَسَنَ وَّحُسَيْنَ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ

فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَا هُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دو اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت ہے وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

(شفا شریف جلد۲۔ صفحہ ۱۶ طبع قدیم مصر۔ رواہ الترمذی)

ان دو روایت میں اہل بیت سے محبت کا سب سے بڑا فائدہ یہ بیان ہوا ہے کہ محبّ اہل بیت کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور وہ قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔

قرآن اور اہل بیت سے محبت کا حکم: اہل اسلام کو قرآن اور اہل بیت سے محبت کا حکم دیا گیا ہے اور ان دونوں کی اتباع اور ان کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۷۲۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی ہے اور میری عترت یعنی اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گی۔ پس دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے قرآن اور اہل بیت سے وابستہ رہنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِهٖ یَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَعَلٰی نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَاایُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مِنْ اَنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب حدیث ۱۷۲۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ میں نے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔ اللہ کی کتاب اور میرے گھر والے اہل بیت۔

اہل بیتِ پر یہ اللہ کا انعام ہے کہ وہ قرآن سے جدا نہ ہوں گے بلکہ ان کے اعمال قرآن کے مطابق ہوں گے۔ وہ قرآن کی تعلیمات کی درست عکاسی کرنے والے ہیں اور قرآن کے سچے عامل ہیں۔ اس لیے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی تعلیم کو اپناتے ہوئے جابر حاکم کی بیعت نہ کی او اپنے معصوم بچوں سمیت میدان کربلا میں جام شہادت نوش کرلیا مگر قرآن کی تعلیمات کو سربلند کیا۔ پس قرآن اور اہل بیت و متقین تا قیامت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ اولیاء اللہ میں سے کئی ایسے افراد ہوئے ہیں جو نسبی طور پر سادات سے تعلق نہ رکھتے تھے مگر انہوں نے پرہیزگاری کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت سے محبت کی اور ان کی اتباع کے راستے کو اپنایا تو وہ اللہ کے مخصوص بندوں میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمای۔ کُلَّ تَقِیٍّ وَّ نَقِیٍّ فَهُوَّاٰلِیْ ہر متقی و پرہیزگار میری آل ہے۔ (الفتح الربانی از غوث اعظم) پس ان سے محبت بھی باعث استحکام ایمان ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت: خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت سے بہت محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی نسبت کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ ایک موقع پر

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنی عقیدت کا اظہار بڑی محبت سے کیا اور فرمایا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہو تو ان کے اہل بیت سے محبت رکھو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت میں ہے۔

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب: ح۹۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا اعزاز فرماتے اور ان کے بچوں سے محبت وشفقت سے پیش آتے۔

عَنِ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلَی ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت جعفر کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو سلام کرتے تو کہا کرتے اے دو پروں یا بازوؤں والے کے صاحبزادے، تم پر سلام ہو۔

(بخاری کتاب المناقب ح۹۰۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر موقع پر خاندان نبوت کا اعزاز فرمایا۔ جب مال غنیمت تقسیم کیا تو ان کا حصہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان سے محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ مدینہ میں قحط پڑا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں واقعہ اس طرح نقل کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

نَتَوَسَّلُ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ ۔

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب ح ۹۰۷)

وسیلے سے بارش کی دعا کرتے۔ وہ کہا کرتے، اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے محترم چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ بارش ہو جاتی۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بہت اعزاز کرتے تھے۔ اس کا اندازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن علی سے ملے اور کہا کہ ''ذرا پیٹ کھولئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا وہیں میں بھی بوسہ دوں گا، چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ (مسند ابن حنبل ج ۲ ص ۴۲۷)

۵- اصحاب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ اس قدسی جماعت کے افراد سے محبت کی جائے جنہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے حق پر لبیک کہتے ہوئے پیغام توحید و رسالت قبول کیا۔ راہ حق میں اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکالیف پر صبر کیا۔ دہکتے کوئلوں پر بھی دامن محبوب کو ترک نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھوک پیاس پر صبر کیا۔ کفار کی طرف سے گہرے زخم کھا کر بھی ثابت قدم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے مال و متاع کو چھوڑ دیا۔ مدینہ میں کئی مسائل کا سامنا کیا۔ غزوہ بدر میں جام شہادت نوش کئے اور جنگ احد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ کئی مواقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جہاد میں جان کے نذرانے پیش کئے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت کے راستے میں باپ، بیٹا، بھائی، بیوی بھی آ گئے تو ان کی پرواہ نہ کی بلکہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے چمٹے رہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم صاحب عظمت لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و اتباع کیلئے چنا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کا حق ادا کیا بلکہ آخری سانس تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کا ثبوت دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و اطاعت نے انہیں ہر چیز سے الگ تھلگ کر دیا۔ ان کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی محبت و فاشعاری کو قبول فرما لیا اور ان سے اگر کوئی کوتاہی انجانے میں سرزد ہو بھی گئی ہو تو اسے معاف کر دیا۔ ان پر اپنی رضا کا اظہار فرمایا۔ اس لیے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا۔ ان جیسی اطاعت و محبت اپنانے کا درس دیا اور ان کے متعلق گستاخانہ لہجہ اپنانے سے قطعی طور پر روک دیا تا کہ کوئی فرد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اذیت دینے والی بات نہ کرے کیونکہ جس طرح ہر فرد کے نزدیک دوست کا دوست بھی محبوب ہوتا ہے جبکہ دوست کا دشمن قابل نفرت نظر آتا ہے اسی طرح صحابہ کرام سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور ان سے نفرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیتی ہے۔ سچے مسلمان وہ ہیں جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو قبول کر لیں۔ اس لیے اہل سنت کے آئمہ و صوفیاء کرام نے ہمیشہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عملی درس دیا ہے۔ ان کا ذکر عقیدت و محبت سے کیا۔ ان کے فضائل بیان کرتے رہے اور آخرت میں ان کے ساتھ کی دعا کرتے رہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے فضائل: اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی عبادات، زہد و تقویٰ کو قبول فرمایا اور ان کی اس محبت کو شرف پذیریت بخشا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختیار کی۔ انہیں اپنے کلام پاک میں تمام اہل اسلام میں سے ایمان و عمل کی رزم گاہ میں

Marfat.com

سبقت لینے والے فرمایا بلکہ ان لوگوں پر بھی اپنی رضا نچھاور فرمائی جنہوں نے ان کی ایمان ویقین کے ساتھ پیروی کی۔ اس بات سے باخبر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(پ ۱۱ توبہ ۹/۱۰۰)

مہاجرین و انصار میں سے وہ جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی اور جنہوں نے ان کی احسان کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی فلاح ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اتباع کرنے والوں کیلئے بھی اپنی رضا و جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں فلاح عظیم سے ہمکنار کیا ہے۔

اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نے ایمان کامل کے مرتبہ پر فائز کر دیا تھا۔ انہیں اعمال صالحہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست حکم کے مطابق کرنے کا موقع ملا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و جاں نثاری کا شرف حاصل ہوا۔ اس لیے ان کا ایمان عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچ گیا اور اس اعلیٰ اخلاص کے مقام پر ان کا قلیل عمل بھی ان کے علاوہ لوگوں کے کثیر عمل سے زیادہ کر دیا گیا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کو گالی نہ دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے

وَلَانَصِيْفَهٗ

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۷۹۵)

برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حالت ایمان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

عَنْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْرَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ قَالَ طَلْحَةُ فَقَدْ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ .

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح: ۱۷۹۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ حضرت طلحہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا حضرت موسیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام سے محبت: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین وہ خوش نصیب محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنہیں ان کی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پرخلوص محبت کی بنا پر یہ صلہ عطا کیا گیا کہ انہیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا محبوب بنالیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر ان سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔

عَنْ اَنَسَ بْنَ مَالِكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ تْ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصار عورت اپنے بچے کو لیے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے دو

Marfat.com

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَرَّتَیْنِ ۔

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب ۹۴۰)

مرتبہ فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم مجھے سب سوگوں سے پیارے ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار مدینہ سے بہت محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی محبت کا اظہار یوں فرمایا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلاَ الْھِجْرَۃُ لَکُنْتُ امْرَاءً مِّنَ الْاَنْصَارْ، وَلَوْسَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَسَلَکَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْشِعْبًا لَسَلَکْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْشِعْبَ الْاَنْصَارِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ اگر سب لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں تو میں انصاری کی وادی یا گھاٹی میں چلتا۔

(بخاری جلد سوم کتاب اخبار الاحاد: ۲۱۰۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی قدسی جماعت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن قربان کرنے سے دریغ نہ کیا لہٰذا ان کی اس قسم کی وفا شعاریوں پر کئی مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ایسے سخن محبت ادا فرمائے جن سے ان کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے جیسے کہ جنگ احد میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ میرے والدین تجھ پر قربان ہوں۔

سَمِعْتُ سَعِیْدَ ابْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب: ۹۱۸)

سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعید کو فرماتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا یعنی فرمایا، میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل:

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع اوج ثریا کی رفعتوں تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے محبت اختیار کی۔ اس کا اقبال اتنا ہی اونچا ہوگیا اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنا ہی دوسروں سے ممتاز کردیا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کی اور جاں نثاری و خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر موقع پر بے مثال قربانیاں دیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انہیں ایک منفرد مقام حاصل ہوگیا جو کہ ان کا ہی خاصا ہے جس کا اندازہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے لگایا جاسکتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَاوَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب: ۱۵۹۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَفِيَقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَىُّ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَكَتَتْ .

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۹۱)

حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس صحابی سے سب سے زیادہ محبت تھی؟ ام المومنین نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے ہیں میں نے کہا پھر کس سے؟ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے کہا اس کے بعد کون زیادہ محبوب تھا؟ ام المومنین نے فرمایا عبیدہ بن جراح۔ پوچھا پھر کون؟ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

خاموش ہوگئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شیخین کی اتباع کا حکم: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک کے بعد لوگوں کو ان کی پیروی کا حکم دیا۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّی لَاَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَاِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ ۔

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۲۵۹۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (اپنے آپ) نہیں جانتا کہ کتنی مدت تمہارے درمیان رہوں گا میرے بعد والوں کی پیروی کرنا (یہ فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔

شیخین کے قیامت کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ: زمانہ نبوت کے بعد آنے والے بے شمار محبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بڑی دلی تمنا ہے کہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجہ اللہ کا مظہر چہرہ اقدس دیکھنا نصیب ہوجائے مگر حضرت ابوبکر اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر قربان جائیں کہ انہیں زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مژدہ مل رہا ہے کہ ہم قیامت کے روز بھی ہاتھوں میں ہاتھ ملا کر اٹھیں گے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ اَحَدُهُمَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ اقدس سے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں تھے

Marfat.com

يُهِمَا وَقَالَ هٰكَذَا اُنْبَعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث ۱۶۰۳)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

شیخین کا جنت میں خاص مقام: فخر موجودات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے شیخین کو یہ بھی مرتبہ ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انبیاء و مرسلین کے علاوہ جنتی بوڑھوں کے سردار ہونے کی خوشخبری دی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مُنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَاتُخْبِرْهُمَا يَاعَلِیُّ .

(ترمذی جلد ث ابواب المناقب ۱۵۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرمایا یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ اولین و آخرین میں سے تمام بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان دونوں کو نہ بتانا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل: آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا یکے بعد دیگرے نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہوگیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں میٹھے پانی کا کنواں زرکثیر خرچ کر کے مسلمانوں کیلئے وقف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ غزوہ تبوک پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں تین سو اونٹ مع ساز و سامان پیش کئے تو انہیں جنت کی خوشخبری ملی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی و خلیفہ سوم ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكَ قَالَ قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّ هُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنِ عَفَّانَ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُابْنُ جَبَلٍ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ اَقْرَؤُهُمْ اُبَیّ بْنُ كَعْبٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ اُمَيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَاحِ

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۸۲۵)

ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت پر سب سے زیادہ مہربان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ احکام الٰہی میں سب سے زیادہ سخت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، شرم و حیاء میں سب سے زیادہ سچے حضرت عثمان بن عفان، حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل، علم فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت اور سب سے اچھے قاری حضرت ابی بن کعب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَبِیْ عَمْرٍ وَالْقُرَشِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشُ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ ۔

(بخاری جلد دوم کتاب المغازی)

اسم گرامی عثمان بن عفان ابوعمر و قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رومہ کنویں کو کھدوائے اس کیلئے جنت ہے۔ بس اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھدوایا او فرمایا کہ جو تنگی والے لشکر کا سامان مہیا کر دے اس کو جنت ملے گی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان فراہم کر دیا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم: آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں پرورش پانے کا موقع ملا۔ جب دعوت حق کی پہلی آواز کان میں پڑی تو انہوں نے دامن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ساری عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و جان نثاری کیلئے وقف کر دی۔ کئی

Marfat.com

مواقع پر زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت و وفا کو شرف قبولیت ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مومنوں کو محبت کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے بغض سے روک دیا گیا جو ان سے بغض رکھے گا وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مبغوض بن جائے گا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت نگاہ شفقت تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی منفرد فضائل کا ذکر فرمایا جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

عَنْ زِرِّبْنِ جَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ عَهِدَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّايُحِبُّنِىْ اِلَّامُؤْمِنٌ وَّلَايُبْغِضُنِىْ اِلَّامُنَافِقٌ

(نسائی جلد ا کتاب الایمان وشرائعہ ص ۳۷۶)

جناب زر بن جیش رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا کہ جو شخص مومن ہوگا وہ تمہارے ساتھ محبت رکھے گا اور جو آپ رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے گا وہ منافق ہوگا۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍعَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَمَاتَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى ۔

(بخاری کتاب المناقب: ۹۰۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔ (علیہما السلام)

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ اَحَبُّ النِّسَاءِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سے سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ رضی

Marfat.com

عَلِیٌّ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب:۱۸۰۲)

اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی اور مردوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں یعنی اہل بیت میں سے۔

صحابہ کرام سے عداوت کا انجام: صحابہ کرام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقبول و معزز ہیں۔ انہیں اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے اس لیے ان سے بغض اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد ہے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ان کا احترام کیا جائے انہیں برا نہ کہا جائے کیونکہ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ گرفت فرمائے گا جیسے کہ احادیث میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْاَیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ ۔

(بخاری کتاب المناقب ۹۷۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے عداوت رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارُ لَایُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَایُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ

(بخاری جلد۲ کتاب المناقب ۹۷۰)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور ان سے عداوت نہیں رکھے گا مگر منافق۔ جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے عداوت رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے عداوت رکھے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ

Marfat.com

تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۷۹۶)

تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انہیں اپنی کلام کا نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی اس نے میری خاطر ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا جس نے انہیں اذیت پہنچائی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔

۶- دیارِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کیلئے جو سکون و ٹھنڈک مدینہ کی فضا میں ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ جن قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہے وہ ہر وقت ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ان کے دل دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تانگ میں ہر وقت مچلتے رہتے ہیں۔ ان کی فکر و جستجو ہر وقت کوئے محبوب کی جلوہ افرینیوں میں مگن رہتی ہے اور جس طرح محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب کو اپنی آمد سے مدینہ منورہ بنا دیا اسی طرح ان کے دل بھی یادِ محبوب اور عشق محبوب کی بنا پر مثل مدینہ ہو جاتے ہیں جہاں صرف محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا ہی بسیرا ہوتا ہے۔

عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مدینہ شریف کا ایک اعلیٰ مقام ہے۔ وہ مدینہ سے ہزاروں میل دور بھی یاد مدینہ سے اپنے دلوں کے گلشن مہکاتے ہیں اور ذوق و شوق کی دنیا میں آنکھوں کی پلکوں میں چل کر اس پاک درِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کو ابدی سعادتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ اس شہر میں عشاق کے چلنے کا انداز یہ ہونا چاہئے۔

ہاں ہاں مدینہ ہے غافل! ذرا تو جاگ
اور پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

Marfat.com

جن مبارک قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھٹی بھڑک رہی ہو اور انہیں فراق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض وصل محبوب بنا دیا ہو تو ان کیلئے مدینہ کے درودیوار، فضائیں، بہاریں اور دشت مرضِ عشق کی دوا بن جاتے ہیں اور انہیں شہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضاؤں میں عجیب قسم کا کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔ بقول شاعر

چھاؤں مہکی مہکی ہے دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
شہر مصطفیٰ ! تیری بات ہی نرالی ہے
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

مدینہ منورہ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ اس کی سرزمین پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے مبارک لگے اور آج بھی وہاں کئی ایسے مناظر مل جاتے ہیں جن سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں وابستہ ہیں جنہیں دیکھ کر محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجب قسم کی طمانیت قلب میسر آتی ہوگی۔

محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر وفراق کو اس وقت انتہائی شادمانی وٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جب انہیں پیارے پیارے گنبد خضراء کے سائے تلے مکین گنبد خضراء کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کرتے ہیں تو وہ وفورِ شوق میں وصلِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی راحت پاتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبین کو مدینہ سے محبت کا درس دیا ہے اور مدینہ شریف کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں جن کا اندازہ ان احادیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّىْ اَشْهَدُ لِمَنْ مَّاتَ بِهَا

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود: ۸۹۷)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی خدا کے سامنے شہادت دوں گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ عَلٰی شِدَّتِھَا وَلَاَ آئِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ کی سختی اور بھوک پر صبر کرے میں قیامت کے دن اس کا گواہ شفیع ہوں گا۔

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۸۵۲)

حرمت مدینہ منورہ: مدینہ شریف کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت والا شہر بنایا ہے۔ اب اس کی حدود میں سے درخت کاٹنے کی ممانعت ہے۔ اس میں ہر قسم کی بدامنی اور خون خرابے کی ممانعت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنَّکَ حَرَّمْتَ مَکَّۃَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرَاھِیْمَ اللّٰھُمَّ اَنَا عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا قَالَ اَبُوْمَرْدَانَ لَابَتَیْھَا حَرَّتَیَ الْمَدِیْنَۃِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ تیرے دوست اور تیرے نبی ابراہیم اور تو نے خود مکہ کو ابراہیم کی زبان سے حرام قرار دیا۔ اے اللہ میں تیرا بندہ اور تیرا نبی مدینہ کو ان دونوں کالی پتھریلی زمینوں کے درمیان حرام قرار دیتا ہوں۔

(ابن ماجہ جلد ۲، ابواب الحدود: ح ۸۹۸)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار مبارک کا کیا کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مدینہ شریف کو ابدی حرمت و تقدس عطا کر دیا گیا جس کے آشیانوں میں اہل عشق راحت و سکون پاتے ہیں اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھینی بھینی خوشبو پر کیف کر دیتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میں مدینے کی گلیوں کے قربان جن سے گزرے ہیں شاہ مدینہ
اس طرح مہکتے ہیں رستے عطر جیسے لگائے ہوئے ہیں

Marfat.com

ان کی خوشبو سے مہکے چمن در چمن تذکرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی ان کے رخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں

جنت کا باغیچہ: وہ حجرہ مبارک جس سے نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی محراب میں آ کر نماز پڑھایا کرتے تھے سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی کیاری قرار دیا۔ عشاق کے نزدیک یہ مقام جنت سے بڑھ کر ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالاَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دولت کدہ اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۸۴۹)

آج جس حجرۂ انور میں سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ اسی حجرہ مبارک پر روئے زمین کے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں جمی ہوئی ہیں اور جو وہاں جاتے ہیں وہ جنت کی اس کیاری کی مہک سے اپنے اذہان معطر کرتے ہیں۔ بقول نعت خواں ؎

خلد جس کو کہتے ہیں وہ میری دیکھی بھالی ہے
سبز سبز گنبد ہے اور سنہری جالی ہے

مسجد نبوی میں عبادت کا ثواب:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَابَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خانہ اقدس اور منبر شریف کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اسی سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا مسجد حرام کے

Marfat.com

فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

علاوہ دیگر تمام مسجدوں میں ایک ہزار نمازوں سے میری مسجد میں ایک نماز بہتر ہے۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب: ۱۸۵۰)

مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت: قیامت کے قریب دجال لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے آئے گا۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ قریہ قریہ، شہر شہر پھرے گا مگر مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پس فرشتوں کو مدینہ منور کی حفاظت کرتا ہوا دیکھ کر بھاگ جائے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةُ يَاتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔

قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دجال میرے مدینہ منورہ کی طرف آئے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ پس ان شاء اللہ تعالیٰ دجال اور طاعون اس کے نزدیک نہیں آنے پائیں گے۔

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید: ۲۳۲۱)

کسی ثنا خوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

طیبہ کی خاک سارے امراض کی دوا ہے
تریاق جو مرض کا سرکار کا مدینہ

ایمان کا مدینے میں سمٹ کر آنا: قیامت کے قریب پوری دنیا سے اہل ایمان مدینہ میں کھینچ کر آ جائیں گے اس لیے یہ شہر تا قیامت ایمان کی رونقوں سے آباد رہے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةُ كَمَا تَارِزُ الْعِيَّتُرُ اِلَى جُحْرِهَا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان سمٹ سمٹا کر مدینہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود: ۸۹۴)

Marfat.com

مدینہ شریف میں مکہ کی نسبت دوگنا برکت: حبیب خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی اے میرے اللہ مدینہ کے پیمانوں میں مکہ مکرمہ سے دوگنا برکت عطا فرما۔ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سوز میں بارگاہ خداوندی میں کی۔ اس کے بارے میں روایت میں آتا ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بِحَرَّةِ السُّقْيَا الَّتِيْ كَانَتْ لِسَعْدِبْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتُوْنِيْ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَدَعَا لِاَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ وَاَنَا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ اَدْعُوْكَ لاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ مِثْلَيْ مَابَارَكْتَ لِاَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ .

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۸۴۸)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلے یہاں تک سقیا کی سنگلاخ زمین میں پہنچے۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور پھر قبلہ رو ہوکر کھڑے ہوئے اور یہ دعا مانگی یااللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے۔ انہوں نے اہل مکہ کیلئے برکت کی دعا کی۔ میں تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ ان اہل مدینہ کے مد اور صاع میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما جو تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی۔

حاضری کے آداب: ایک دفعہ عباسی خلیفہ ابوجعفر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد نبوی شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعا مانگنے کے متعلق امام مالک صاحب سے پوچھا کہ میں کس طرف منہ کر کے دعا کروں تو امام صاحب نے جو حاکم وقت کو آداب سکھائے وہ تمام عشاق کیلئے مشعل راہ ہیں۔

Marfat.com

وَقَالَ (اَبُوْ جَعْفَرِنِ الْخَلِيْفَةَ الثَّانِيْ مِنَ الْعَبَّاسِيَّةِ لِلْاِمَامِ مَالِكٍ) يَااَبَاعَبْدِاللّٰهِ اَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَاَدْعُوْ اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِسْتَقْبِلْهُ وَاِسْتَشْفِعْ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِى الْاِجَابَةِ فَاِنَّهٗ شَفِيْعٌ فَلَا يُرَدُّ مَنْ تَوَسَّلَ بِهٖ اِلَيْهِ ۔

(نسیم جلد۳ صفحہ۳۹۸)

خلیفہ ابوجعفر عباسی نے امام مالک سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ (یہ امام مالک کی کنیت ہے) کہ حضور ﷺ کے روضہ پر دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا حضور ﷺ کی طرف۔ امام مالک نے فرمایا کہ اپنا چہرہ ان سے کیوں پھیرتا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں اور تمام لوگوں کا بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو ان کی طرف رخ کر (قبلہ کی طرف پیٹھ کر) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجابت دعا کیلئے ان کی سفارش طلب کر کیونکہ حضور شفیع ہیں جس نے حضور سے توسل کیا وہ رد نہ ہوا۔

وَقَالَ الْقَارِىْ آىْ اُطْلُبْ شَفَاعَتَهٗ وَسَلْ وَسِيْلَتَهٗ فِىْ قَضَاءِ مُرَادَاتِكَ وَاَدَاءِ حَاجَاتِكَ ۔ فَيُشَفِّعَكَ اللّٰهُ آىْ يُقْبِلُ اللّٰهُ بِهٖ شَفَاعَتَكَ لِاَمْرِكَ وَلِغَيْرِكَ وَفِىْ نُسْخَةٍ فَيُشَفِّعَهٗ آىْ فَيُقْبِلُ شَفَاعَتَهٗ فِىْ حَقِّهٖ وَيَعْفُوْ عَنْ دَنْبِكَ بِوَسِيْلَةِ نَبِيِّكَ

(شفا جلد۲ صفحہ۳۵) (شرحہ علی الشفا جلد۳ صفحہ۳۹۸)

ملا علی قدری نے اس کی شرح یوں کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت طلب کر اور اپنی مرادوں کے پورا ہونے اور ادائے حاجات میں حضور ﷺ کو وسیلہ بنا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے تیرے معاملہ کی سفارش قبول فرمائے گا اور ایک نسخہ میں ہے "فیشفعہ" یعنی اللہ تعالیٰ تیرے حق میں ان کی شفاعت قبول کرے گا اور ان کے وسیلہ سے تیرے گناہ معاف کرے گا۔

کسی محب نے حرم مدینہ کی بڑے احسن انداز میں منظر کشی کی ہے

Marfat.com

وہ راہیں اب تک سجی ہوئی ہیں دلوں کا کعبہ بنی ہوئی ہیں
جہاں جہاں سے حضور ﷺ گزرے نقش اپنا جما جما کر

اَبُوْحَنِیْفَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِیَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَیَجْعَلَ ظَهْرُكَ اِلَی الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلُ الْقَبْرِ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر قبلہ کی طرف سے آئے۔ قبلہ کو پیٹھ ہو اور قبر کی طرف چہرہ ہو پھر کہے تو السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(مسند امام اعظم کتاب الزکوٰۃ ص ۲۰۶)

موطا امام محمد میں عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعا فرماتے پھر واپس ہوتے۔

۷- مکۃ المکرّمہ سے محبت

مکۃ المکرّمہ وہ مقدس شہر ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ السلام سے رکھوائی۔ اس شہر میں پہلے بسنے والے فرد نبی ابن نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اماں حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس شہر میں ایک ایسا عبادت کا مرکز قائم ہے جس میں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہے۔ اس گھر پر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے انوار وتجلیات کی بارشیں ہورہی ہیں جو چارسو عالم میں رہنے والے اہل اسلام کو اپنی طرف کشش کرتی ہیں۔ اس گھر کے سائے تلے دو جہاں کا کیف وسرور ہے۔ اس کی زیارت گناہوں کی آلودگی کو دھو ڈالتی ہے۔ اہل خلوص کو بارگاہ خداوندی میں مقرب بنانے کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں اس گھر کو پہلے فرشتوں نے بسایا پھر مختلف انبیاء نے آباد کیا آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس کی برکات کو کائنات تک وسیع کرنے کیلئے رحمت عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کو بھیجا جنہوں نے اس گھر کو بتوں کی نجاست سے پاک کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا سے اسے تمام اہل اسلام کا قبلہ بنا دیا گیا۔ اس شہر میں لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ کو منع کردیا گیا۔ اس کی حدود میں درختوں کو کاٹنے کی اجازت نہیں۔ اس کی فضا ایمان کی بہاروں کو دوبالا کردیتی ہے۔ یہ گھر ہر عابد کا قبلہ ہے ہر مومن کی محبت کا نگینہ ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس سے اللہ کو بھی پیار ہے اور اسے اس نے برکت والا اور اہل جہاں کیلئے رہنما بنا دیا ہے اور فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (پ۴ آل عمران:۹۶)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ مکہ میں ہے جو برکت والا اور سارے جہان کا رہنما ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ تین میں فرمایا:

زنجیر اور زیتون اور طور سینا اور اس امن والے شہر کی قسم۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر سے بہت محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے محبت کا اظہار اس وقت فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ جانے لگے تو مکے سے باہر جا کر اونٹنی پر سوار ہوتے ہوئے یوں فرمایا:

یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَیَّ وَاللّٰہِ لَوْلَآ اِنِّیْ اُخْرَجْتُ مِنْکَ مَاخَرَجْتُ ۔ (ابن جلد دوم ابواب الحدود:۸۹۳)

خدا کی قسم تو اللہ کی سب سے بہترین زمین اور سب سے زیادہ خدا کو محبوب ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مکہ! تو کس قدر پاکیزہ اور مجھے محبوب شہر ہے۔ اگر مجھے اپنی قوم (کی شرارت) کے

Marfat.com

مَاسَكَنْتُ غَيْرَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ .

باعث تجھ سے نہ جانا پڑتا تو میں تیرے سوا کہیں نہ ٹھہرتا۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب: ۱۸۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے محبت: ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین مکہ کو تمام زمین سے محبوب قرار دیا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ حَمْرَاءَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا اِنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَاخَرَجْتُ .

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام حزورہ پر کھڑے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! بے شک تو اللہ تعالیٰ کی بہترین زمین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام زمین سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر مجھے تجھ سے جانے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

شہر مکہ کی تعظیم سے بھلائی کا حصول: شہر مکہ میں اللہ تعالیٰ کا گھر تمام مسلمانوں کا روحانی مرکز ہے اور اس کا احترام ان کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ امت اس وقت تک بھلائی میں رہے گی جب تک وہ اس کی تکریم وعزت کرتے رہیں گے۔

عَنْ عِيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَاعَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَاِذَا فَيَّعُوْا ذٰلِكَ هَلَكُوْا

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ امت اس وقت تک بھلائی میں رہے گی جب تک اس شہر کی تکریم اور تعظیم کرتی رہے گی جب وہ اس کی عظمت کو ضائع کر دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

(ابن ماجہ دوم باب الحرمۃ ح: ۸۹۵)

پس معلوم ہوا کہ دین اسلام تعظیم و محبت اور خیر و بھلائی ہے اور جب لوگ اس

Marfat.com

بات کو ترک کر دیں گے تو وہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے چاہے ان پر کوئی دشمن مسلط کر دیا جائے یا کوئی عقیدہ و عمل۔ ہلاکت امیز ثابت ہو۔ اس لیے اللہ و رسول و دین اسلام، بیت اللہ شریف اور مسلمانوں کا اعزاز کرنا چاہیے۔

۸- اولیاء اللہ سے محبت

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے دل اس کی محبت اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ وہ طاعات و عبادات سے سفلی صفات کو معدوم کر کے ملکی صفات کے حامل ہو جاتے ہیں۔ ان کے ایمان اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع میں صحابہ کرام کے ایمان کے سانچوں میں ڈھل کر عین الیقین پر متمکن ہو جاتے ہیں۔ ان کے قلوب پر اسرار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ وہ خدا کی معرفت پا کر مقام بقا پر فائز کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اولیا اللہ، اللہ کے لشکر ہیں اور اللہ کے عشق کی تلوار نے ان کے قلوب کو مقام شہادت سے سرفراز کر دیا ہے''۔ اولیاء اللہ سے اللہ نے ہر دور میں دین اسلام کی آبیاری کا کام لیا ہے۔ ان کے زہد و تقویٰ کو دیکھ کر کئی بندگان خدا لذت قرب الٰہی حاصل کر گئے۔ لاتعداد افراد نے ان کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی اور کروڑوں کی تعداد میں انسانوں نے ان سے جام توحید و رسالت نوش کیا۔

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں اولیاء کاملین نے ہی اسلام پھیلایا۔ وہ دور دراز کے علاقوں سے ہندوستان میں آئے اور پورے ہندوستان میں بکھر گئے۔ ان کی نگاہ و زبان میں اس قدر تاثیر تھی کہ جب بھی کوئی انہیں محبت سے دیکھتا تو ان کے دل کی حالت بدل جاتی۔ انہوں نے غیر مسلموں سے اللہ کے بندے سمجھ کر محبت کی۔ ان کے دکھ سکھ میں کام آئے۔ بیماروں کو ان کی دعا سے شفا مل جاتی اور کئی سائلین کے کام سنور جاتے۔ جب غیر مسلموں کو ان کی امن دوستی کا علم ہوتا ان کے بے ضرر ہونے کے بارے پتہ چلتا ان کے دلوں کی مٹھاس کا ادراک ہوتا، ان کے قرب الٰہی و عشق رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم حاصل ہوتا تو انہیں قبول توحید و رسالت کیلئے عملی واضح دلیل مل جاتی اور وہ فوری طور پر بلا تامل دامن اسلام سے وابستہ ہو جاتے۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ہاتھ پر ۹۰ لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ نے پورے برصغیر میں اپنے سلسلے کے مریدین کو اس کام پر مامور کر دیا جس سے ان علاقوں میں شمع اسلام فروزاں ہوئی۔ وسطی پنجاب میں حضرت سید میر احسین زنجانی اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ انہوں نے کئی انسانوں کو نور ہدایت سے مجلیٰ کیا۔ اسی طرح دیگر اولیاء نے خدمات سرانجام دیں۔ ان خدمات کا انہیں فوری طور پر صلہ ملتا کہ اللہ تعالیٰ انہیں محبوب الخلائق بنا دیتا اور ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی گئی۔ دنیائے اسلام میں جہاں بھی اولیاء کرام گئے وہاں ان کی عزت و تکریم قائم ہوگئی جبکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان ان کے آج بھی عقیدت مند ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر ایسے پاک طینت افراد کا بڑے احسن پرائے میں ذکر کیا ہے اور انہیں یہ انعام بھی دیا کہ ان کا احترام اور ان کی محبت دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دی جیسا کہ فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں
سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا	نے صالح اعمال کئے عنقریب رحمٰن ان کی
(مریم ۹۶/۲۰)	محبت دوسرے لوگوں میں پیدا کر دے گا۔

جو بندہ فرائض کے بعد نوافل کی کثرت کرتا ہے تو وہ کثرت عبادت کی بنا پر اللہ کی دوستی کی خلعت سے نواز دیا جاتا ہے اور حدیث قدسی میں آتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں، وہ مجھ سے سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، وہ مجھ سے پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں وہ مجھ سے چلتا ہے۔ اس طرح جب وہ انتہائی قرب کے مقام پر فائز کر دیا جاتا ہے تو اس کی محبت آسمان و زمین والوں میں ڈال دی جاتی ہے جس کی دلیل یہ احادیث ہیں۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهُ

(بخاری ۲ کتاب الرقاق ح ۱۴۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اس پر فرض کی ہیں بلکہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو برا سمجھنے میں کیونکہ میں اس کے اس برا سمجھنے کو برا سمجھتا ہوں۔

ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا

ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی

Marfat.com

نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْاَحَبَّ فَلَانًا فَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْاَحَبَّ فَلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ وَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِیْ اَھْلِ الْاَرْضِ ۔

(بخاری جلد۳ کتاب التوحید۲۳۳۳)

بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بھی اسے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت ڈال دی جاتی ہے۔

اولیاء اللہ کو ایذا دینے کی ممانعت: اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو قبول فرمالیا اور پھر ان کے اعمال صالحہ کو ان کے قرب میں رفعت کا باعث بنا دیا تو انہیں اپنی دوستی کیلئے مخصوص فرمایا تو ان کے گناہوں کو مٹا کر انہیں پاک وصاف کر دیا۔ ان کی نیک نامی کا چرچا بعد والے لوگوں میں قائم کر دیا تو اب کسی فرد کو انہیں ایذا دینے یا ان کی عزت کو کم کرنے یا انہیں خدا کے قرب سے نکالنے یا ان کے اعمال کے بارے میں نکتہ چینی کا حق حاصل نہیں اور جو ایسا کرتے ہیں دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر تنقید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صالحین کو ایذا دینے کے عمل کو کھلا گناہ قرار دیا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِاحْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا

اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ناکردہ عمل کی بناء پر ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

(پارہ۲۲۔ ۱۱احزاب رکوع ۷، ۵۷۔ ۵۸)

اولیاء کو مقام عزت واحترام اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی وجہ سے ملتا ہے۔ اس لیے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا تقاضا ہے کہ ان سے دوستی رکھی جائے انہیں اللہ کے مقرب بندے سمجھا جائے اور جو لوگ انہیں اولیاء اللہ سمجھ

Marfat.com

کر محبت کرتے ہیں۔ انؓ سے تعرض نہ کیا جائے۔

اہل سنت والجماعت کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے احترام کی دولت سے مالا مال ہیں ان کی تعلیمات واخلاقیات کو اپناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے ساتھ بغض رکھنے والوں سے اعلان جنگ کیا ہے۔ جیسے کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ اَهَانَ وَیُرْوٰی مَنْ عَادٰی وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَةِ

(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ کی توہین (بے ادبی) کی اور یہ روایت بھی ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ سے دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔

۹- اہل ایمان کی عزت وتکریم

جو بھی اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت کی فضا میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت و ناموس کا تحفظ فرما دیا ہے بلکہ اگر ایسے نہتے اور کمزور لوگ بھی اس دائرے میں شامل ہوں جن کی پہلے کوئی عزت نہ تھی اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت وتکریم کو محفوظ فرما دیا ہے۔ انہیں اخلاقی، قانونی اور مذہبی طور پر باعزت شہری قرار دیا ہے اور معاشرے کے کسی فرد کو بھی ان کی عزت و ناموس کو خراب کرنے کا حق نہیں دیا گیا۔ چاہے کوئی فرد گارا یا مٹی اٹھا کر روزی کماتا ہو یا کوئی سڑک کے کنارے جوتے مرمت کر کے معاشی سرگرمی رکھتا ہو یا کوئی خوانچہ فروش ہو اگر وہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ روحانی برادری کا ایک معزز رکن ہے تو اس کو ذلیل و خوار نہیں کیا جاسکتا۔ گلی محلے اور معاشرے میں ہر سطح پر اسے عزت کی نظر سے ہی دیکھا جائے گا

Marfat.com

کیونکہ اسے یہ عزت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کردی ہے اور فرمادیا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ ۲۸ منافقون ۸)

اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مومن کی عظمت کو بیت اللہ شریف کی عظمت و عزت سے مقدم فرما دیا گیا ہے۔ چاہے اس کا تعلق کسی بھی خاندان و رنگ یا علاقے سے ہو۔

نَظَرَ ابْنِ عُمَرَ اِلَى الْبَيْتِ اَوْ اِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا اَعْظَمَكَ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَكَ وَالْمُؤْمِنُ حُرْمَةً عِنْدَاللّٰهِ مِنْكَ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تو کس قدر باعظمت ہے اور تیری عظمت کتنی ہے لیکن مومن کی عزت اللہ کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے۔

(ترمذی جلد اول ابواب الربو والصلۃ حدیث ۲۱۱۰)

فرشتوں سے معزز لوگ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع مومنین میں ایسی قدسی صفات پیدا کردیتی ہے کہ اس کی عزت و ناموس کو بعض فرشتوں سے بھی زیادہ تقدس عطا کردیا جاتا ہے۔ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو باکمال بنا دیتی ہے کیونکہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے اور جو ان کا شیدائی بن جاتا ہے وہ ذات ونسب، رنگ وقوم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عزت وعظمت کی بلندیوں کو پالیتا ہے۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً مسلمانوں، بوڑھے لوگوں، علماء ومنصف حکام کی عزت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْضِ مَلٰئِكَةِ

مومن بندہ اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ معزز ہے۔

(ابن ماجہ جلد دوم باب العصبیۃ حدیث ۱۷۴۵)

اِنَّ مِنْ اَجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِى

بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور اسی طرح

الشَّيْبَةِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِىْ فِيْهِ وَالْجَافِىْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ ذِى السُّلْطَانِ ۔

قرآن مجید کا عالم جو اس میں تجاوز نہ کرتا ہو اور اس بادشاہ کی تعظیم کرنا جو انصاف کرتا ہو اللہ کی تعظیم کرنا ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث ۱۴۴۶)

مسلمانوں کی ناحق بے عزتی کی ممانعت: اسلام میں سودخوری کو اپنی حقیقی ماں کے ساتھ بدفعلی سے بھی برا فعل قرار دیا گیا ہے مگر مسلمان کی بے عزتی و تذلیل کو اس سے بھی بڑا گناہ بنا دیا گیا ہے تا کہ کوئی فرد اپنی قوت و اقتدار کے نشے میں نہتے مسلمانوں کی عزتوں کو پامال نہ کرے۔ انہیں تنگ کر کے ان کی زندگیوں کو ویران نہ کرے۔ انہیں ناحق گالیاں نہ بکے۔ ان کے ساتھ جنگ و جدل کا بازار گرم نہ کرے اور کوئی زمیندار یا کارخانہ دار ان کے معاوضے کو نہ روکے اور نہ جبراً کوئی ان سے مفت کام کروائے اور نہ انہیں کوئی اپنے حقوق کی آواز اٹھانے پر قتل کرے کیونکہ جان لو کہ:

حضرت سعید بن زید سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود سے بھی بڑھ کر زیادتی یہ ہے کہ ناحق کسی مسلمان کی بے عزتی کی جائے۔

(ابوداؤد ج ۳۔۵۳۰ کتاب الادب باب فی الغیبۃ ۱۴۴۹)

حدیث میں ناحق مسلمان کے قتل کو کفر کا نام دیا گیا جبکہ قرآن میں فرمایا گیا کہ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرے گا تو اس کی سزا ہمیشہ کیلئے جہنم ہے۔ (نساء:۵۳)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سِبَابُ الْمُسْلِمِ فَسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ تَابَعَهٗ مُنْذَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری ج ۳)

عزت و جان کا تحفظ ہر اس مسلمان کو دیا گیا ہے جو توحید و رسالت پر ایمان رکھے۔ مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے اور قرآن و دین کا انکار نہ کرے۔

Marfat.com

۱۰- اہل ایمان کی آپس میں محبت

اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عزیز و اقارب اور جان سے بھی زیادہ محبت کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ روحانی نظام سے وابستہ لوگوں سے بھی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس محبت کی بنیاد بھی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر ہو۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت مسلمہ کے روحانی باپ ہیں اور اسلام اللہ کا دین ہے۔ اس لیے تمام مسلمان ایمانی رشتے سے بھائی بھائی ہیں۔ اس رشتے کا یہ تقاضا ہے کہ وہ آپس میں شیر و شکر ہو جائیں۔ اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو سبھی لوگ اسے محسوس کریں۔ آپس میں اتنے رحمدل ہوں کہ اپنے اموال و وسائل اپنے مستحق دینی بھائیوں کی بحالی پر رضائے الٰہی کیلئے خرچ کریں۔ اس لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی رحم دلی کا بیان اس طرح فرمایا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	محمد رسول اللہ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے والے کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں۔ (۲۹/۴۸)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام مشرق و مغرب کے مومنوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع	بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے مسلمان بھائیوں میں صلح کروا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پ ۲۶ حجرات: ۱۰)

ایک حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ تَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَيَحُوْطُهٗ مِنْ وَّلَائِهٖ	مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے جو نقصان کو اس سے ہٹاتا ہے اور عدم موجودگی میں اس کی

Marfat.com

(ابوداؤد سوم کتاب الادب حدیث ۱۴۸۷) حفاظت کرتا ہے۔

کامل مومن بننے کیلئے آپس میں محبت کی شرط: شمع رسالت کے پروانے حقیقت میں وہی ہو سکتے ہیں جن میں ایمان وعقیدہ کے لحاظ سے ہم آہنگی موجود ہو۔ وہ مادی و عارضی حد بندیوں کو مسمار کر دیں اور تمام چیزوں پر روحانی رشتے کو فوقیت دیں۔ ان کی آپس میں میل ملاقات اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ہو اور اس تعلق نے انہیں آپس میں بھائیوں سے بھی زیادہ متحد کر دیا ہو اور ہر قسم کے تعصّبات نابود ہو جائیں تا کہ دنیا میں لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ واقعی ایک جماعت ایسی بھی ہے جو آپس میں محبت صرف روحانی رشتے کی بنا پر کرتی ہے۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تکمیل کو مومنوں کے درمیان آپس کی محبت سے مشروط کر دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَاتَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا وَلَآ اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

(مسلم کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے اور تم اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تم کو ایسی چیز بتلاؤں کہ جس پر عمل کر کے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کرو۔

اس حدیث میں محبت بڑھانے کا نسخہ بھی بیان کر دیا ہے کہ تم آپس میں سلام کی کثرت کرو یعنی ہدیہ سلام پیش کرنے کیلئے اپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کرو۔ مادہ پرستی کے امتیازات کو آپس کے تعلقات میں نہ آنے دیا جائے۔

محبت کے ساتھ مصافحہ سے مغفرت:

مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

يَغْتَرِقَا .

(ابوداؤد جلد سوم ابواب السلام باب فی المصافحہ حدیث ۱۷۷۰)

نے فرمایا جو دو مسلمان آپس میں ملیں اور دونوں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

آپس میں اتحاد و شفقت: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل ایمان کو آپس میں رحم و شفقت کرنے میں ایک جسم سے تشبیہہ دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا .

(شرح مسلم کتاب البروج ۷ حدیث ۶۴۶۱)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے بہ منزلہ عمارت ہے جس طرح اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

حضرت لقمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے، دوستی رکھتے اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایک جسم کی طرح ثابت ہوں گے۔ چنانچہ جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم جاگنے اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب جلد سوم حدیث ۹۵۰)

Marfat.com

باب نمبر۴

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوائد اور فیوض و برکات

فخر موجودات، امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ جل شانہ کا کسی فرد یا جماعت پر احسان عظیم ہے۔ یہ ایسا سرمایہ ہے جو تمام خزانوں سے قدر و قیمت کے لحاظ سے برتر ہے۔ یہ ایک ایسا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انعامات اس کا فیضان ہیں۔ یہ وہ تعلق ہے جو بے مثل ہے۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے جو فرد کو منفرد بنا دے جو ادنیٰ کو اعلیٰ کر دے، یہ وہ دوا ہے جو تمام غموں سے رہائی دلا دے اور فرد کو شفاخانہ بنا دے۔ یہ وہ شعور ہے جو بے علموں کو زمانے کا امام و مقتداء بنا دے اور روح و بدن سے کم ظرفیوں کو نکال کر حکام وقت کی نگاہ میں محترم کر دے، حبشہ سے تعلق رکھنے والے سیاہ رنگ والے غلام کو پورے معاشرے میں سیدنا کے لقب سے ملقب کر دے۔ یہ وہ ذوق ہے جو غلاموں میں جہاں بانی کے اوصاف پیدا کر کے حاکم بے مثل بنا دے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو فرد کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں متوالا کر دے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقرب بنا دے۔ یہ وہ جذب دروں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور نظر بنا دے۔ یہ وہ قوت ہے جسے کوئی سفلی قوت مغلوب نہ کر سکے بلکہ سب سفلی قوتیں سرنگوں ہو جائیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی چیز کی کمی نہ رہے۔ یہ وہ رہبر ہے جو بندے کو صراط مستقیم پر رواں دواں کر دے۔ یہ وہ سلیقہ ہے جو فرد کو دنیا میں مہذب و شائستہ ترین بنا دے اور اسے دین و دنیا کے تمام آداب سے روشناس کر دے۔ یہ وہ کسوٹی ہے جو محبّ کی عظمت

Marfat.com

دوبالا کردے۔ یہ وہ چراغ ہے جو دنیا و قبر و حشر کے اندھیروں میں خضر راہ بنے۔ یہ وہ خوشبو ہے جو فرد کے دل و دماغ کو معطر کردے۔ یہ وہ توشہ ہے جو قبر کو گل وہ گلزار بنا دے، یہ وہ وسیلہ ہے جو روز محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ دلا دے۔ یہ وہ ذریعہ ہے جو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند کر کے اہل کبائر کو باشندہ بہشت بنا دے۔ یہ وہ پیمانہ ہے جس سے خلد بریں میں درجات کی تخصیص ہو۔

عزیزان ملت! ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والے فیوض و برکات کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں اپنی پہچان کروائی اور اپنی رضا کا طریقہ سکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عبادات اہل ایمان کو عملی طور پر سکھائیں جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور جن کی ادائیگی پر فہم و گمان سے بالاتر اللہ کی عطائیں حاصل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی صورت میں بندگان خدا کو ایسا آئین بندگی کا گر سکھایا کہ جس سے بندہ برسوں کے گناہوں سے روحانی و بدنی طہارت حاصل کر لے۔ ان فرائض و نفلی عبادات کی کثرت سے بندہ فرش پر ہوتا ہوا روحانی طور پر طواف عرش سے کیف و سرور حاصل کر لے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کی معرفت پا کر اس کے سامنے سجدہ ریزیوں کے لطف سے مسرور ہو جائے اور اس کے اولیاء میں شامل ہو کر اس کے ساتھ مقام بقا کو پا لے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے وہ قرآن کریم ملا جس سے بندہ خدا سے ہمکلام ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق، صلہ رحمی، چھوٹے بڑوں کا احترام، اخوت بھائی کے وہ سنہری اصول دیئے جنہوں نے اہل ایمان کو مختلف قبائل سے تعلق رکھنے کے باوجود اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (مومن بھائی بھائی ہیں) کی عالمگیر برادری بنا دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرز معاشرت میں لباس، طعام، رہائش، خوشی و غمی، انفرادی و اجتماعی زندگی میں مشیت الٰہی کے مطابق طرز عمل اپنانے کے طریقے بتائے اور معاشرتی زندگی میں اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔

معاشیات میں حرام و حلال کی تمیز اور معزز ذرائع روزگار بتائے، کمزوروں،

Marfat.com

اپاہجوں ، مزدوروں اور ملازمین کے حقوق متعین کئے اور محرومین کی بحالی کا زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں مکمل نظام نافذ کیا۔ کارکنوں، مزدوروں اور ملازموں کی اجرت فوری طور پر ادا کرنے کا حکم دیا اور کسی کی اجرت کو روکنے سے اخلاقاً و قانوناً منع کر دیا۔

اہل اسلام کو سیاسی بصیرت، وحدت ملی، آئین و دستور ملا، دوسری اقوام سے روابط کا طریقہ کار اصول حکمرانی و جہاں بانی عطا ہوئے غلام اور دنیا کی اجڈ قوم ان اصولوں سے پوری دنیا پر غلبہ پا گئی اور ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک دنیا کی واحد سپر پاور بنی رہی۔

اہل اسلام بہتر ٹھہرے، دوسرے ادیان پر غلبہ دے دیا گیا۔ ان کے تمام معاملات کی اصلاح کر دی گئی۔ الغرض دنیا میں زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کا ایسا ضابطہ حیات عطا ہوا کہ جس سے ایک طرف تو عمدہ زندگی گزرتی ہے تو دوسری طرف دائمی و اخروی زندگی میں اس پر اجر و ثواب ملے گا۔ آخرت کی مشکل گھاٹیوں میں سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نجات کا باعث ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو کچھ ملا اس کی مکمل تفصیل تو اس باب میں بیان نہیں ہو سکتی اس میں سے چیدہ چیدہ باتیں قرآن پاک اور احادیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں جنہیں پڑھ کر ایک عام قاری کافی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

فیوض و برکات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارش: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان حق ترجمان سے اہل جہاں کو اپنی ذات کریمہ سے پہنچنے والے فیوض و برکات کو موسلا دھار رحمت کی بارش سے تشبیہ دے کر بیان فرمایا ہے کہ جب یہ علم و ہدایت کی بارش پوری دنیا پر خوب برسی تو زمین کے کچھ حصوں نے اسے خود بھی جذب کیا اور اس پانی کو دوسرے لوگوں کیلئے بھی محفوظ کر لیا۔ اس سے مراد آئمہ، اولیاء اور علماء ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ان فیوض و برکات سے اپنے دامنوں کو لبریز کر لیا اور بے شمار دوسرے انسانوں کو یہ فوائد پہنچائے اور انہیں بھی گمراہی سے بچا لیا اور جب یہ بارش چٹیل میدان پر برسی تو اس نے نہ اسے جذب کیا نہ سبزہ

Marfat.com

اگایا۔ ان سے مراد کفار و منافقین ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں رحمتوں کی برسات سے کچھ حاصل نہ کیا اور کافر کے کافر ہی رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اس رحمتوں کی برسات کو یوں بیان فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلَ مَابَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَآئِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسِکَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْھَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَاَصَابَ طَآئِفَۃً مِنْھَا اُخْرٰی اِنَّمَا ھِیَ قَیْعَانٌ لَاتُمْسِکُ مَآءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَاءً فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَہٗ بِمَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ۔

(مسلم ج ۲ کتاب الفضائل ۵۸۳۶)

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کرلیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا۔ انہوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا اور ان کو چرایا، زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا جس پر بارش ہوئی تو اس نے پانی کو روکا اور نہ کسی قسم کی گھاس اگائی۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم آگے پہنچایا اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو قبول نہیں کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اب ہدایت و رحمت کا حصول آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ذریعہ سے ہی ہوگا جو کہ بہت بڑا فائدہ ہے جس سے محبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہرہ مند ہوں گے۔

جملہ فوائد و اصلاح احوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و رحمت کو سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت نمبر۲ میں کچھ شرائط کے ساتھ بڑے جامع انداز میں بیان کر دیا اور ان فوائد میں دنیا و آخرت کے تمام فوائد بڑے فصیح و بلیغ انداز میں یکجا کر دیئے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○
(پ۲۶ محمد:۶/۴۷)

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور صالح اعمال کئے اور اس پر ایمان لائے جو حضرت محمد (ﷺ) پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا جو کہ حق ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیوں کو مٹا دیا اور ان کے احوال کی اصلاح کر دی۔

اس آیت میں جن شرائط کا ذکر ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ایمان لانا: اس میں تمام لوازمات ایمان شامل ہیں۔

(۲) اعمال صالحہ: اعمال صالحہ وہ ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں۔

(۳) قرآن مجید پر ایمان: قرآن مجید وہ کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ وہ اللہ کی طرف سے حق ہے اور اس کی تفسیر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ گویا ایمان کے بعد اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں قرآن کریم کی اتباع سے جو بڑے بڑے فوائد حاصل ہوں گے وہ یہ ہیں۔

برے اعمال کا مٹایا جانا: اللہ تعالیٰ دنیا میں اہل ایمان کے ہر قسم کے چھوٹے بڑے برے اعمال معاف کر دے گا۔ برے اعمال کے وبال کو ان سے دور کر دے گا کیونکہ بے سمجھی یا جان بوجھ کر کئے ہوئے ان اعمال پر اہل ایمان پشیمان تھے جب انہیں وہ یاد

Marfat.com

آتے اور پھر اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کا روز حشر میں خیال آتا تو وہ ندامت کی گہرائیوں میں ڈوب جاتے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس روز کی شرمندگی سے بچانے کیلئے ان کے ان برے اعمال کو ان سے دور کر دیا تاکہ اس روز وہ حقیقی شرمندگی سے بچ جائیں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جملہ احوال کی اصلاح: وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

سے مراد ہے کہ اللہ نے ان کے دنیا میں تمام، معاشی، معاشرتی، خانگی احوال درست فرما دیئے۔ اسلامی برادری اور عالمی سطح پر انہیں سرخرو کر دیا۔ ان کی عزت و ناموس کا تحفظ فرما دیا اور انہیں دنیا کے پرکٹھن مراحل میں سے سلامتی سے نکال دیا۔ خیر و عافیت سے نواز دیا اور ہر پریشانی اور مشکل میں تائید و نصرت کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب سے بھی نواز دیا۔ گویا دنیا و آخرت کی ہر پریشانی میں چراغ راہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی ہے جس کا ذکر بڑے بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے امت کو مالا مال کر دیا گیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اللہ کی نعمت بڑی دولت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارک ہی تو دین اسلام ہے۔ اس لیے اے اہل ایمان! تم کتنے خوش نصیب ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر کے مالا مال کر دیا ہے۔ اب تمہیں کسی چیز کی کمی خسارے میں نہ رکھے گی نہ ہی اس نعمت عظمیٰ کے ہوتے ہوئے کوئی نحوست رہے گی کیونکہ تمہارے ہاتھوں میں دامن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دلوں میں اس پیکر بے مثل کی محبت ہے اور یہ بات وہ کہہ رہے ہیں جنہوں نے اس فیض کو براہ راست حاصل کیا۔

اَنَّ اَبَاالْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ اِنَّهُ سَمِعَ اَبَابَرْزَةَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيْكُمْ اَوْنَعَشَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ابوالمنہال کا بیان ہے کہ انہوں نے سنا کہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے غنی کر

Marfat.com

(بخاری سوم کتاب الاعتصام ح ۲۱۲۳) دیا یا مالا مال کر دیا ہے۔

امت پر باپ سے زیادہ شفقت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں پر ان کے باپوں سے بھی زیادہ شفقت کرنے والے ہیں جس طرح باپ اپنی اولاد کے حقوق اور حفاظت کے سلسلے میں ماں سے بھی زیادہ مشفق ہوتا ہے مگر باپ بھی صرف چند معاملات میں اولاد پر شفقت کر سکتا ہے مگر آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر دنیا و آخرت میں ہر جگہ باعث برکت ہیں جس مقام پر باپ بھی بے بس ہوں گے۔ اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبین کیلئے شافع ہوں گے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت امت پر باپ سے بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا امت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت باپ سے بھی زیادہ کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ وَاُعَلِّمُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے باپ کی طرح ہوں کیونکہ میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔

(ابوداؤد اول کتاب الطہارۃ: ح ۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باپ کی مثل تو شفقت کرنے میں ہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ماں باپ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهٗ لِمَوَالِی الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضِيَاعًا فَاَنَا وَلِيُّهٗ فَلْيَدْعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسلمانوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں۔ پس جو فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے ترکہ پانے والے عصبہ کا ہے اور جس نے بوجھ (قرض) اور

Marfat.com

لَہٗ۔ اہل و عیال چھوڑے ہوں تو ان کا نگران
(بخاری جلد۳ کتاب الفرائض ۱۶۵۰) میں ہوں۔ لہٰذا اس کیلئے مجھے بلایا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاابد سراپا خیر ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کی تشریح فرمائی ہے کہ میرا اس دنیا میں تشریف رکھنا بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لیے باعث خیر ہے۔ وصال شریف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی امت کیلئے سراپا خیر و برکت ہیں جس طرح حیات دنیا میں تھے کیونکہ برزخی حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال صالحہ ملاحظہ فرما کر اللہ کی حمد بجا لاتے ہیں اور امت کے برے اعمال ملاحظہ فرما کر دعائے مغفرت فرماتے ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرِضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا کَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُّ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَمَا کَانَ مِنْ سَیِّئٍ اَسْتَغْفِرُتُ اللّٰہَ لَکُمْ۔

(رواہ البزاز بسند صحیح۔ رجالہ رجال الصحاح صحیح عن ابن مسعود زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۱)

میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور ان میں جو برے ہوتے ہیں میں ان پر تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

برکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابی رسول کا قول: صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دل اس وقت باغ باغ ہوجاتے جب ان کی آنکھوں کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات تقسیم ہورہے ہوتے تھے۔ آیئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول پڑھیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ اِنَّکُمْ تَعُدُّوْنَ الْاٰیَاتِ عَذَابًا وَاِنَّا کُنَّا نَعُدُّھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت علقمہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ معجزات کو عذاب سمجھتے ہو ہم عہد رسالت

وَسَلَّمَ بَرَكَةً لَقَدْ كُنَّا نَاكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ قَالَ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَّ عَلَى الْوَضُوْءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰى تَوَضَّا نَاكُلُّنَا .

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب: ۱۵۶۷)

میں انہیں باعث برکت سمجھا کرتے تھے۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کھانا کھا رہے ہوتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے (ایک مرتبہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دست مبارک رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کے مبارک پانی اور آسمانی برکت کی طرف آؤ یہاں تک کہ ہم سب نے وضو کرلیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

دشمنوں پر غلبہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محبین سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر جگہ سربلند رکھے گا۔ لہٰذا وہ غمگین نہ ہوں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے جان و مال اہل وعیال سے بھی زیادہ اپنے قلوب میں بسالیں تو وہ صاحب ایمان ہوجائیں گے۔ پھر انہیں دنیا و آخرت میں ہر جگہ باعزت رکھا جائے گا اور اس آیت کریمہ سے اپنے دلوں کو سامان راحت پہنچائیں

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور نہ سستی کرو اور نہ گھبراؤ اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی غالب آؤ گے۔

(پ۴ آل عمران ۳/۱۳۹)

سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے دشمنوں پر اہل اسلام کو غلبہ عطا فرمانے کا وعدہ کیا جبکہ اہل اسلام کو دشمنوں پر فتح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کی برکت سے عطا فرمائی اور پھر تابعین کی برکت سے بھی دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔

Marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَاتِیْ زَمَانٌ یَغْزُوْا فِیْھِمْ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَاتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَاتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ۔

(بخاری دوم کتاب الجہاد والسیر ح ۱۵۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب لوگ فوج درفوج ہوکر جہاد کریں گے۔ اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ جواب اثبات میں ہوگا، پس وہ دشمنوں پر فتح پائیں گے۔ پھر ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی صحبت اٹھائی ہو؟ جب انہیں بھی اثبات میں جواب ملے گا تو یہ بھی فتح یاب ہوں گے پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا شخص ہے جس نے اصحاب رسول عربی کی صحبت اختیار کرنے والوں کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا ہاں۔ پس یہ بھی فتح یاب ہوجائیں گے۔

اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام اہل ایمان کو ہدایت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت کا ملنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بڑے بڑے فوائد میں سے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ

اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ ع (پ ۲۸، صف: ۷/۶۱)

تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو یہ بات کتنی ہی بری کیوں نہ لگے۔

عطائے دین کامل: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کامل کردیا۔ اب اس میں کسی قسم کے تغیر وتبدل کی اجازت نہیں۔ اس سے پہلے کسی امت سے یہ بات نہیں فرمائی گئی۔ یہ ہم پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا اور قرآن میں اس بات کا اظہار بھی فرمایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ (پ ۶ مائدہ ۵/۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کردیا اور تمہارے لیے اسلام بطور دین پسند کیا۔

یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امت پر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے جس پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ روایت میں آتا ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَاَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا، فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرْفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ ۔

(بخاری جلد ۳ کتاب الاعتصام: ۲۱۳۰)

قیس بن مسلم نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ یہود میں سے ایک آدمی نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور اسلام کو تمہارے لیے دین پسند کیا۔ (سورہ مائدہ آیت ۳) تو ضرور ہم اسے عید کا دن بنا لیتے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت کس روز نازل ہوئی تھی۔ یہ عرفہ کے روز جمعۃ المبارک کو نازل ہوئی تھی۔

دوسری امتوں کی نسبت اجروثواب میں ڈھیروں اضافہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بڑا احسان ہے ان کے لیے اعمال صالحہ پر دوگنا اجروثواب ہے اگر چہ ان کی عمریں تو گزشتہ امتوں کی نسبت کم ہیں مگر اجر ان سے بہت زیادہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلَ اللّٰہ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَّنْ خَلاَ مِنَ الْاُمَمِ مَابَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِّصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلاَ فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ

(بخاری جلد کتاب الانبیاء ۶۸۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گزشتہ امتوں کے مقابلے میں تمہاری مزدوری کے وقت کی مثال ایسی ہے جیسی نماز عصر سے غروب آفتاب تک کی مثال۔ تمہاری اور یہود ونصاریٰ کے اوقات کار کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مزدوروں سے کہے کون ہے جو ایک قیراط کے بدلے دوپہر تک کام کرے؟ پس یہود نے ایک قیراط کے بدلے دوپہر تک کام کیا۔ پھر اس نے کہا، کون ہے جو دوپہر سے عصر تک ایک قیراط کے عوض کام کرے؟ پس نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک قیراط کے بدلے کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون ہے جو عصر سے غریب آفتاب تک دو قیراط پر کام کرے؟ پس وہ تم ہو جنہوں نے نماز عصر سے غروب آفتاب تک کام کیا اور اجرت لی۔

عطاء جمعۃ المبارک اور جنت میں پہلے داخلہ: روز آخرت امت اسلامیہ کا پہلے

Marfat.com

حساب ہوگا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں پہلے داخل کئے جائیں گے پھر ہفتے کے دنوں میں جمعۃ المبارک کا دن عطا کیا گیا جس میں عبادت کا بہت ثواب ہے اور اس دن انہیں اپنے دین کے بارے میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھانے کیلئے روحانی ماحول بھی میسر آتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَیْدَاَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فَهَمَا نَااللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ فَهٰذَا یَوْمَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ هَدَانَااللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ قَالَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَالْیَوْمِ لَنَا وَغَدًا لِلْیَهُوْدِ وَبَعْدَ غَیْرِ اللنَّصَارٰی ۔

(مسلم ج کتاب الجمعہ، ۱۸۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اول ہوں گے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی، انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کی ہدایت کی۔ پس یہ جمعہ کا وہ دن ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن ہم نے مقرر کیا ہے اور یہود نے اس سے اگلا دن اور نصاریٰ نے اس کے بعد کا دن مقرر کیا ہے۔

عبادات سے گناہوں کی بخشش: نماز، روز، حج، زکوٰۃ، نوافل، صدقات ایسی عبادات ہیں جن کو اخلاص سے سرورکارکنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ومحبت سے ادا کیا جائے تو ان سے نا صرف حقوق اللہ ادا ہوتے ہیں بلکہ ان سے صغیرہ وکبیرہ گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

دن کے دونوں کناروں یعنی صبح وشام اور

مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ

(پ۱۲، ھود۱۱۴/۱۱)

رات کے حصوں میں نماز قائم کرو۔ بے شک نیکیوں سے برائیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ اِلٰى رَمَضَانَ مُفَكِّفِرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ ۔

(رواہ مسلم)

نمازیں اور ایک جمعہ کی نماز سے دوسرے جمعہ کی نماز ایک رمضان کے روزوں سے دوسرے رمضان کے روزے کے درمیانی عرصہ کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔

یہ کرم بھی اسی کے حصے میں آئے گا جو اقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ صادق ہوگا جبکہ منافقوں اور ایمان سے خالی لوگوں کو مشقت کے علاوہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اجروثواب کے چشمے: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو اجروثواب کے گراں بہا چشمے عطا کردیئے گئے ہیں۔ وہ سورہ فاتحہ اور اخلاص ہیں سورہ فاتحہ کی ایک بار تلاوت کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہے جبکہ سورۂ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے اور یہ دونوں سورتیں پڑھنے میں بھی سہل ہیں۔

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَّقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَاكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے کو نماز میں بار بار سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا۔ جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس بات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور وہ آدمی اس تلاوت کو قلیل شمار کرتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس

Marfat.com

(بخاری کتاب الایمان والنزور، ۱۵۵) کے قبضے میں میری جان ہے بے شک یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔

یہ دونوں سورتیں اسم اعظم بھی ہیں۔ ان کا ورد کسی اللہ والے مرد کی اجازت سے کیا جائے تو ان کے اسرار روح پر ظاہر ہو جائیں گے اور بندہ اللہ کا مقرب بن جائے گا۔

عطائے لیلۃ القدر: یہ وہ رات ہے جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی رحمتوں کی برسات ہے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے تاکہ کوئی محروم و بدبخت نہ رہے اور کم سے کم عمل رکھنے والا بھی ان فوائد کو حاصل کر کے اپنی بخشش کروا سکتا ہے۔

نادانی سے برے اعمال سرزد ہونے پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی تخفیف: ملت اسلامیہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ کرم کیا گیا ہے کہ اگر وہ نفس و شیطان کے بہکاوے میں آ کر برے افعال کر لیں تو عمل کے برابر ہی گنا لکھا جائے گا جبکہ برے ارادے پر کوئی گناہ نہیں اور برا ارادہ ترک کرنے پر بھی نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ اِذَا اَرَادَ عَبْدِیْ اَنْ تَعْمَلَ سَیِّئَةً فَلَاتَکْتُبُوْهَا عَلَیْهِ حَتّٰی یَعْمَلَهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا مِنْ اَجْلِیْ فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً

(بخاری ج ۳ کتاب التوحید ح ۲۲۴۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ برے کام کا ارادہ کرے تو اس کی برائی نہ لکھو جب تک اسے کر نہ لے اور جب اسے کر لے تو اس کے برابر ہی لکھو اور اگر میری وجہ سے اسے ترک کر دے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دو۔

نیک اعمال پر دس سے ۷۰۰ گنا ثواب: اسی حدیث کے دوسرے حصے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت اسلامیہ پر اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں نیک کام کی نیت پر ثواب عطا کیا جاتا ہے اور نیکی کرنے پر خلوص کے اعتبار سے

دس سے سات سو گنا اجر عطا کر دیا جاتا ہے۔

وَاِذَا اَرَادَاَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَآ اِلٰى سَبْعِمِائَةٍ (بخاری جلد سوم کتاب التوحید ۲۲۴۸)

اور جب وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی وہ کی نہ ہو تب بھی اس کیلئے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اسے کر لے تو اس کیلئے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔

ملت اسلامیہ پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی صلوٰتیں: اے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وفا شعاروں تم کتنے خوش نصیب ہو کہ اللہ تم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور فرشتے تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں اور تمہارے نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کے حضور ستائش پر متعین ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (پ۲۲ احزاب، ۴۳/۳۳)

اللہ وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی صلوٰۃ بھیجتے ہیں تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائیں اور اللہ مومنوں کیلئے بڑا رحیم ہے۔

مومن بھی کتنے صاحب کرم ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ظلمت سے نکال کر نور معرفت و ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے انتہائی رحیم ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ ہاں روز قیامت اس کے کرم کو دیکھ کر عقلیں حیران رہ جائیں گی۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ: ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی ایسی رحمت کاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومنین و تائبین کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے دوران کوئی آدمی بھی شرک و کفر سے توبہ کر کے کلمہ طیبہ پڑھتا وہ گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس نے ستر سال تک بت پرستی اور دیگر گناہ کئے ہوتے۔ یہ مہربانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توبہ اور طلب استغفار سے میسر ہے۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ بندے کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ۵نساء۶۴/۵)

پھر اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے بخشش طلب کریں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا پاؤ گے۔

یعنی جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اللہ سے مغفرت چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیلئے بخشش کی دعا فرما دیں تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا کہ میں اس کی توبہ کو قبول فرمالوں گا اور اس پر اپنی صفت رحم کا معاملہ فرماؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بڑے بڑے گناہ گاروں پر جو فخر عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے والوں پر یہ خصوصی کرم فرمایا کہ اے لوگو! جو میری توحید اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبت کا اقرار کرتے ہو اپنی گزشتہ سیاہ کاریوں کی بنا پر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ (پ۲۴، زمر:۵۹/۳۹)

اے محبوب فرما دیجئے اے اللہ کے بندو! جنوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اقتداء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کی ادائیگی سے گناہوں کی بخشش:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک آدمی آ کر کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد

Marfat.com

فَاَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْغَفَرَلَكَ ذَنْبَكَ اَوْقَالَ حَدَّكَ ۔

(بخاری جلد۳ کتاب المحاربین ۱۷۲۵)

قائم فرمادیجئے، کیونکہ میں نے حدوالے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور نے اس سے کچھ نہیں پوچھا اور نماز کا وقت ہوگیا تو اس نے نبی کریم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نبی کریم نماز سے فارغ ہوگئے تو وہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حد والا کام کیا ہے لہٰذا مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم جاری فرمادیجئے۔ فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ کو معاف فرما دیا یا یہ فرمایا کہ تمہاری حد کو معاف فرمادیا۔

عذاب الٰہی سے پناہ: پروردگار عالم نے قرآن پاک میں کئی ایسی امتوں کا ذکر فرمایا جنہیں ان کی نافرمانیوں کی بنا پر تباہ کردیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا سے ان کی قوم کو پانی کے طوفان سے غرق کردیا گیا۔ کسی قوم کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کیا گیا اور کسی کو تیز ہوا سے برباد کردیا گیا لیکن امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب کو روک لیا۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ملت اسلامیہ کو گزشتہ اقوام جیسی اجتماعی ہلاکت سے محفوظ کردیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَالْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ يُعَذِّبَهُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا، اے اللہ! اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب بھیج۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جب

Marfat.com

وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ اِلٰى اٰخِرِالْاٰيَةِ ۔

(مسلم ج ۷ کتاب صفات المنافقین ح ۶۹۳۷)

تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں ہے اور جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں ہے اور کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے حالانکہ یہ (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ آخر آیت تک۔

تزکیہ نفس اور علم وحکمت کا حصول: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف کریمانہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ کا تزکیہ نفس فرمانے پر مامور ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کیمیا پڑنے سے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی وجسمانی تزکیہ ہوجاتا۔ ان کے نفس گناہوں سے پاک ہوکر مقربین بارگاہ خدا و رسول بن جاتے۔ پھر انکے پاک پیکروں میں علم وحکمت کے لعل یمن مرصع ہوجاتے اور وہ آسمان علم ومعرفت کے روشن ستارے بن جاتے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کے متعلق فرمایا:

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ لا (الجمعة ۲)

اور آپ انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

تاقیامت گمراہی وضلالت سے نجات حاصل کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وتعلیمات ہیں دنیا میں کسی جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برزخی حیات میں بھی اپنی امت کے گناہ گاروں کیلئے دعائے مغفرت طلب فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور قرآن کریم صرف اہل محبت کیلئے ہی ذریعہ شفا وہدایت ہیں جبکہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد رکھنے والوں کیلئے یہ دونوں دلیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کیلئے یہ خصوصی انتظام فرمایا کہ جو ان میں سے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مالی ہدیہ یا کوئی تحفہ پیش کرتا اور ان پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑتی تو ان کا تزکیہ نفس ہوجاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ان کے دلوں کا سامان راحت تھیں۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (پ۱۱ توبہ ۹/۱۰۳)

اے محبوب مسلمانوں کے مال سے صدقہ قبول فرمالیں جس سے وہ پاکیزہ ہوں اور ان کا تزکیہ نفس ہوجائے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کیلئے دعا کیجئے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کیلئے باعث تسکین ہے اور اللہ سننے والا علم والا ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اموال بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کا قرب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں حاصل کرنے کیلئے پیش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کا ذکر فرمایا اور اس عمل کو ان کیلئے اپنے قرب اور رحمت میں داخلے کا ذریعہ بنایا ہے اور فرمایا:

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ (التوبہ ۹۹)

اور عربی دیہاتیوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کی قربت اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہاں ہاں بے شک ان کیلئے اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔

اسی قرب اور نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کیلئے اب اہل عشق نے یہ وطیرہ بنایا ہے کہ وہ اپنے اموال فروغ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں خرچ کرکے یہ فیض حاصل کررہے ہیں۔

قربِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربِ الٰہی کا حصول: مجلس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قدسی محفل تھی جسے اس میں ایک گوشہ مل گیا۔ وہ اللہ کی ان رحمتوں کے ہالے میں داخل ہوگیا اور وہ اس نورِ رحمت سے مستفیض ہوا جو مدنی تاجدار پر برس رہا تھا لہٰذا وہ نورانی محفل میں شامل ہوکر قربِ خداوندی میں اعلیٰ مقام پا گیا۔ یہ وہ خصوصی کرم نوازی ہے جو دامن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہیں اور میسر نہ آسکتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس میں بیٹھے والوں کو اس بات کی خبر دی کہ انہیں اللہ نے اپنے قرب میں جگہ عطا کردی اور جس نے اس نورانی محفل سے منہ موڑا تو اس سے اللہ نے منہ موڑ لیا۔

عَنْ اَبِیْ وَاقِدِاللَّیْثِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا هُوَجَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِوَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذَاقْبَلَ لَفَرٌثَلَاثَةٌ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَاعَلٰی مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُفَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَذَاهِبًا فَلَمْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّظْرِالثَّلَاثَةِ ۔ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاٰوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ ۔ وَاَمَّا الْاٰخَرُ

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے۔ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھے اور ایک چلا گیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے قریب آئے تو سلام کیا۔ ان میں سے ایک تو جگہ دیکھ کر حلقے میں آ بیٹھا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا رہا جبکہ تیسرا پیٹھ پھر کر چلا ہی گیا تھا۔ جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ایک ان میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اسے جگہ دی۔ دوسرے نے حیاء محسوس کی اور اللہ نے اس سے حیا فرمائی اور تیسرے نے منہ

Marfat.com

فَاسْتَحْيَافَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَمَّاالْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ (موطاامام مالک کتاب السلام حدیث۴)

پھیرا تو اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے پہلو میں محبت و وفا کے جذبات لیے بیٹھتے ہیں تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی کرنوں سے ان کے قلوب رقیق ہوجاتے اور روحیں لطیف ہوجاتیں اور اس کیف و مستی میں وہ دنیا و مافیہا کے تمام لوازمات سے آزاد ہوکر جنت و دوزخ کو بعینہ سامنے پاتے مگر جب اہل وعیال میں جاتے تو وہ کیفیت جاتی رہتی جب اس بات کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نگاہِ کیمیا کا فیض قرار دیا۔ آیئے پورا واقعہ حدیث میں پڑھیں۔

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا اے حنظلہ! تم کیسے ہو! میں نے کہا حنظلہ منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ! تم کیسی بات کررہے ہو۔ میں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت اور دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں حتیٰ کہ ہم گویا کہ جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیویوں، بچوں اور زمینوں کے معاملات میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت ساری چیزیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بہ خدا اس قسم کا معاملہ تو ہمیں بھی پیش آتا ہے۔

فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ

پھر میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے کہا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! حنظلہ منافق ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا سبب

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّ رَاْىُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنْ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ وَفِى الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِىْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَاحَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (مسلم ج ۷ کتاب التوبہ: ۶۸۴۰)

ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت ونار کی نصیحت کرتے ہیں حتیٰ کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے جنت اور نار کو دیکھتے ہیں اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر اپنی بیویوں، بچوں اور زمینوں میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تم میرے پاس ذکر و فکر کی جس کیفیت میں ہوتے ہو اگر تمہاری وہ کیفیت ہمیشہ رہے تو تمہارے بستروں اور رستوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! یہ کیفیت ایک آدھ ساعت رہتی ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔

اللہ کی محبوبیت: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقام محبوبیت بندوں کیلئے بلند تر اعزاز ہے اور اس مقام پر اس بندے کو فائز کیا جاتا ہے جو پہلے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے زیادہ عزیز بنا کر زہد وتقویٰ اختیار کرتا ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے سے حب الٰہی اس بندے کے دل میں خود بخود ڈال دی جاتی ہے۔ اس عمل سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتا ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام

سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں پس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں ناراضگی کے متعلق بھی حسب سابق فرمایا ہوگا۔ (موطا امام مالک کتاب الشعراح ۵)

جلوہ حق کا مشاہدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی دلیل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیضان کا مظہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، جلوہ حق کا مشاہدہ ہے جس کا ثبوت یہ روایت ہے:

قَالَ اَبُوْسَلْمَةَ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْرَاَی الْحَقَّ .

ابوسلمہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا تو یقیناً اس نے حق کو دیکھا۔

(بخاری جلد سوم کتاب التفسیر: ۱۸۸۴)

جان و مال اور عزت کا تقدس: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبین و متبعین کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کر کے جو کرم کیا ہے وہ حقیقت میں نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب و امیر، بادشاہ و فقیر اور کسی بھی نسل و رنگ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و ناموس کو کعبہ کی طرح تقدس عطا کر دیا ہے تاکہ وہ عالمگیر ملت اسلامیہ میں فخر و اعتماد کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ ہر مقام پر انہیں کوئی رنگ و نسل کی بناء پر بداعتمادی و احساس محرومی کا شکار کر کے ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سنئے وہ جان و مال اور عصمت کے اقدامات بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں:

قَالَ اِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے پر

Marfat.com

وَشَهْرِكُمْ هٰذَا فِىْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَىْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَىَّ مَوْضُوْعٌ وَّ دِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ ۔

(شرح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی حدیث ۲۸۴۶)

اس طرح حرام ہیں جیسے اس شہر اور اس مہینہ میں آج کے دن کی حرمت ہے۔ سنو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہے۔ زمانہ جاہلیت کے ایک دوسرے پر خون پامال ہیں اور سب سے پہلے میں اپنا خون معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عُنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِذَا شَهِدُوا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَلُّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبَآئِحَنَا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَآؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحِقِّهَا ۔

(نسائی ج ۳ کتاب المحاربہ ص ۷۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے مشرکوں کے ساتھ اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑھیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں۔ ہمارے مذبوحہ جانوروں کو کھائیں تو پھر ہم پر ان کے مال اور ان کے خون بغیر کسی حق کے حرام ہیں۔

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهٗ وَعِرْضُهٗ وَدَمُهٗ حَسَبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ ۔

(ابوداؤد جلد سوم ادب فی الفیبۃ ۱۴۵۳)

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال، خون اور عزت حرام ہے۔ آدمی میں اتنی ہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ

نیز فرمایا کسی آدمی کے برا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا

عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ ۔

جانے۔ ایک مسلمان پورا پورا دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ والادب حدیث ۶۴۱۸) اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت: عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین کو اکثر خواب میں زیارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت میسر آجاتی ہے جس سے اس کے زخمی دل کو قرار اور روح کو سکون مل جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک شیطان اختیار نہیں کرسکتا۔ جن کو یہ سعادت حاصل ہوگئی وہ صاحب نصیب ہوگئے اور جنہیں خواب میں سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی وہ حالت بیداری میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ہمکنار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنی زیارت کو بیداری میں زیارت کرنے کی طرح قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَایَتَکَوَّنُنِیْ ۔

عبداللہ بن خباب کا بیان ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

(بخاری جلد سوم کتاب التفسیر ۱۸۸۵)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فِی الْیَقْظَةِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ عَلٰی صُوْرَتِیْ ۔

عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب التعبیر الرویا ۱۴۹۴)

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خواب میں ہونا بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی طرح ہے کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

پھر دریافت کیا جاتا ہے کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے وہ جواب دیتا ہے کیا کوئی اللہ کو دیکھ سکتا ہے پھر اس کیلئے دوزخ کا ایک دریچہ کھول دیا جاتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ آگ آگ کو کھا رہی ہے۔ اس سے کہا جائے گا دیکھ یہی وہ مقام تھا جس سے اللہ نے تجھے بچایا ہے پھر ایک دریچہ جنت کی جانب کھولا جائے گا تو وہ اس کی تروتازگی اور خوبصورتی کو دیکھے گا اور اس سے کہا جائے گا یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو دنیا میں بھی یقین اور ایمان پر تھا اور اسی پر تیری موت واقع ہوئی ہے اور اسی یقین و ایمان پر تو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اٹھایا جائے۔ برے آدمی کو جب قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو وہ ڈرتا اور گھبراتا ہے اس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تو دنیا میں کس مذہب پر تھا وہ جواب دیتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ اس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ فَيُقَالُ لَهُ مَاهٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلاً فَقُلْتُهُ اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ کہتے سنا تھا تو جو وہ کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ اس کیلئے جنت کی جانب ایک کھڑکی کھولی جائے گی وہ اس کی تروتازگی اور خوبصورتی کو دیکھے گا اس سے کہا جائے گا دیکھ تیرا مقام یہ تھا لیکن اللہ نے تجھے اس سے محروم کر دیا۔ پھر دوزخ کی جانب کھڑکی کھولی جائے گی تو آگ آگ کو کھا رہی ہوگی تو اس سے کہا جائے گا یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو تمام زندگی شک کی حالت میں رہا اور شک کی حالت میں مرا اور ان شاء اللہ تعالیٰ تیرا حشر بھی اسی حالت میں ہوگا۔

(ابن ماجہ دوم ابواب الزہد ح ۲۰۷۱)

کثیر تعداد میں لوگوں کو نعمت ایمان کا حاصل ہونا:

عَنْ اَنَسُ بْنُ مَالِكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِى الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِىٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ مَاصُدِّقْتُ اِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيًّا مَّايُصَدِّقُهٗ مِنْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جنت کیلئے شفاعت میں کروں گا۔ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی پر اتنے اشخاص

Marfat.com

اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ ۔

(مسلم ج ۱ کتاب ایمان ۳۹۳)

ایمان نہیں لائے جتنے مجھ پر ایمان لائے ہیں حتیٰ کہ بعض انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والا صرف ایک شخص ہوگا۔

جنت میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت: حضرت عبداللہ فرماتے ہیں ہم ایک خیمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جنتیوں میں سے چوتھا حصہ تمہارا ہو۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تہائی حصہ تمہارا ہو۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے تو یہ امید ہے کہ اہل جنت میں سے آدھا حصہ تمہارا ہوگا اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ جنت میں بجز مسلم کے کوئی داخل نہ ہوگا اور تمہاری مثال مشرکین کے مقابلہ پر ایسی ہی ہے جیسا کہ سیاہ بیل پر ایک سفید بال ہو یا سرخ بیل کے بدن پر ایک سیاہ بال ہو۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ح ۲۵۸۶)

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُضِیْفٌ ظَهْرَهٗ اِلٰی قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ یَمَانٍ اِذْ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَفَلَمْ تَرْضَوْا اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ اہل جنت کا چوتھائی حصہ تم ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ تم اس بات پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تہائی حصہ تم ہو؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں

Marfat.com

(بخاری جلد۳ کتاب الایمان والنذور ۱۵۵۰)

محمد ﷺ کی جان ہے بے شک مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔

اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا اَنَعَمْ ۔ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ الْبَشِّرُوْا فَاِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةَ صَفٍّ اُمَّتِىْ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَانُوْنَ صَفًّا ۔

(مسند امام اعظم کتاب الفضائل میں ۳۱۳)

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم اور تمہارے بعد آنے والے یعنی پوری امت اہل جنت کے چوتھائی ہو۔ انہوں نے کہا بے شک پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ تم ایک تہائی اہل جنت ہو۔ سب نے کہا جی ہاں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کے نصف ہو سب نے کہا بے شک۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ البتہ اہل جنت کی ایک ۱۲۰ صفیں ہوں گی ان میں سے ۸۰ صفیں میری امت کی ہوں گی۔

قیامت کے روز اول حساب:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ يُّحَاسَبُ يُقَالُ اَيْنَ الْاُمَّةُ الْاُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ۔

(ابن ماجہ ابواب الزہد ۲۰۹۳)

ابن عباس کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم امتوں کے اعتبار سے سب سے آخری امت ہیں اور سب سے پہلے حساب اس امت کا کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہاں ہے امی امت اور اس کے نبی تو ہم اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔

روز آخرت مشکل مقامات پر امت کی غمخواری: ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول مَاتَطْلُبُنِیْ عَلَی صِرَاط کہ سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا تو صحابی نے عرض کرتے ہوئے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہ ملے تو پھر کہاں تلاش کروں تو فرمایا فَطْلُبُنِیْ عِنْدَالْمِیْزَانِ پھر مجھے میزان پر تلاش کرنا۔ صحابی نے عرض کی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہ ملے تو پھر کہاں ڈھونڈوں تو فرمایا فَطْلُبُنِیْ عِنْدَالْحَوْضِ پر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔ (مقامات بنوت ص ۳۳۸)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیْ الْاٰنَ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰهُ مَااَخَافُ بَعْدِیْ اَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا ۔

(بخاری دوم کتاب الانبیاء ح ۸۰۵)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور غزوہ احد کے شہیدوں پر اسی طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے پھر واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا سہارا اور تم پر گواہ ہوں۔ بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے کنجیاں مرحمت فرما دی گئی ہیں اور بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

جنت میں بہترین اجر: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین و محبین کیلئے جنت کی بہترین نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ہمام بن منبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم

Marfat.com

قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّلِحِیْنَ مَا لاعَیْنٌ رَاَتْ وَلا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاخَطَرَعَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ۔

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید ۲۳۴۵)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔

جنت میں غرباء کی کثرت: اے غرباء و مساکین تم اس بات پر خوش ہو جاؤ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اقدس سے یہ گواہی دی ہے کہ جنت میں زیادہ تعداد میں مساکین جائیں گے اور تمہیں نیک امراء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ بس تم دنیا میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مگن رہو۔

عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَکَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاکِیْنَ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَاَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَبِهِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مسکین ہیں اور مالداروں کو روکا ہوا ہے جبکہ جہنمیوں کو جہنم کا حکم ہو چکا ہے اور دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی عورتیں زیادہ ہیں۔

(بخاری جلد سوم کتاب ارقاق ۱۴۶۷)

۷۰ ہزار مسلمانوں کا بغیر حساب جنت میں داخلہ: قیامت کے روز ایسے بھی مومنین کرام ہوں گے جن سے کسی قسم کا کوئی حساب نہ لیا جائے گا اور انہیں انتہائی مہربانی کرتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ کتنے خوش نصیب ۷۰ ہزار نفوس قدسیہ ہوں گے جنہیں ساقی کوثر جام

Marfat.com

شراب طہورہ پلا کر اپنی معیت میں جنت میں وارد ہوں گے۔

عَنْ رِّفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَدَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ ثُمَّ يُسَدِّدُ اِلَّاسَلَكَ بِهٖ فِى الْجَنَّةِ وَاُرْجُوْا اَنْ لاَ يَدْخُلُوْهَا حَتّٰى تَبَوَّأَ اَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذَرَارِيْكُمْ مَسَاكِنَ فِى الْجَنَّةِ وَلَقَدْ وَعَدَنِىْ رَبِّىْ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعِيْنَ اَلْفًابِغَيْرِ حِسَابٍ ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۰۸۸)

رفاعۃ الجہنی فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے لوٹ کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جو شخص ایمان لایا اور اس پر قائم رہا تو جنت میں داخل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ جب تک تم اور تمہاری نیک اولاد جنت میں اپنا مقام حاصل نہ کرے گی کوئی جنت میں نہ جائے گا اور مجھ سے میرے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے جنت میں بغیر حساب کے ۷۰ ہزار آدمی داخل ہوں گے۔

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر حساب جنت میں داخلہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، میری امت کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا۔ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِىْ زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًاتُضِئُ وُجُوْهُهُمْ اِضَآءَ ةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ان کی تعداد ۷۰ ہزار ہوگی۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عکاشہ بن محصن اسدی اپنی چادر اٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرمالے قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ اسے ان میں شامل فرما۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل

Marfat.com

فرمالے۔ فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ ۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(بخاری ۳ کتاب الرقاق ح ۱۴۶۲)

۷۰ ہزار والوں میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار:

اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعَدَنِىْ رَبِّىْ اَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعِيْنَ اَلْفًالاَحِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلاَعَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلاَثَ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّىْ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب صفۃ القیامۃ ۳۲۹)

ابوامامہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور میرے رب کی مٹھیوں (جیسا اس کے شایان شان ہے) سے تین مٹھیاں مزید ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اے اللہ اگرچہ میں عاصی ہوں مگر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہوں۔ تیرے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ تو مجھے بھی ان میں سے کسی کے ساتھ رفاقت عطا فرمادے۔

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامُجَادِلَةُ اَحَدِكُمْ فِى الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِى الدُّنْيَا بِاَشَدَّمُجَادِلَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِىْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوا النَّارَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَاوَيَحُجُّوْنَ مَعَانَا

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے کسی ایک شخص کا دنیا میں کسی کیلئے جھگڑا اس سے زیادہ نہیں ہے جو مسلمان اپنے پروردگار سے اپنے ان بھائیوں کیلئے کریں گے جو جہنم میں جائیں گے۔ یہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے بھائیوں کو جو

Marfat.com

فَاَدْخَلْتُهُمُ النَّارِ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرَجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ قَالَ فَيَاتُوْنَهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُم بِصُوْرِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا قَدْاَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا قَالَ وَيَقُوْلُ اُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نُصْفِ دِيْنَارِ حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُاَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُمَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اِلٰى عَظِيْمًا

(نسائی ج ۳ کتاب الایمان ص ۵۷۳)

ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے، حج کرتے تھے، انہیں دوزخ میں ڈال دیا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا، اچھا تم جا کر جنہیں پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکالو۔ وہ جہنم میں ان کے پاس جائیں گے اور ان کی شکلیں دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے۔ ان میں سے بعض کو تو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک پکڑا ہوگا اور بعض کو ٹخنوں تک۔ پھر وہ انہیں نکالیں گے اور عرض کریں گے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں جن کے نکالنے کا حکم فرمایا انہیں ہم نے نکالا۔ پھر اللہ رب العزت فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو۔ حتیٰ کہ فرمائے گا اس کو بھی نکالو جس کے دل میں رتی برابر ایمان ہو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اب جس شخص کا یقین نہ ہو تو وہ یہ آیت پڑھ لے۔ ان اللّٰہ لایغفران یشرك به۔ آخر تک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا اور اس سے کم گناہوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا۔

اے دوست! جب آخرکار جہنم سے ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائے گا جن کے دلوں میں رائی کے برابر ایمان ہوگا تو پھر آیئے ہم اس مختصر زندگی میں اپنے دل کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب الٰہی سے معمور کرلیں اور ان کی اطاعت کیلئے اپنی ہمت کے مطابق کمربستہ ہوجائیں تاکہ ہم دوزخ سے بچ جائیں اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی رفاقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ حاصل کرلیں۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُمِائَةِ اَلْفٍ شَكَّ فِيْ اَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِيْنَ اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

(بخاری جلد سوم کتاب الرقاق ۱۴۶۳)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار ضرور جنت میں داخل ہوں گے یا سات لاکھ جنہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوں گے۔ ان میں سے ایک تعداد کے اندر شک ہے یہاں تک کہ ان کے پہلے سے آخری تک سب جنت میں داخل ہوجائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

جنت میں دائمی رفاقت: کتنے ہی ایسے عشاق ہیں جنہوں نے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگائی حالانکہ دنیا میں گمراہی کے بے شمار مواقع تھے۔ قدم قدم پر شیطان روکاٹیں حائل کرتا رہا۔ وہ نفس امارہ سے بھی جہاد کرتے رہے اور اللہ کی توفیق سے عشاق اپنی ڈگر پر ثابت قدم رہے۔ اکثریت نے اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل نہ کیا تھا پھر بھی ان کی محبت بڑھتی رہی اور انہیں بے چین کرتی رہی۔ وہ اسی ذوق وشوق میں موت کا پیالہ پی گئے تو قبر میں انہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کلیجہ ٹھنڈا کرنے کا موقع ملا اور اس کی محبت نے عرفان محبوب عطا کردیا تو قیامت تک قبر کو ان کیلئے گل وگلزار بنا دیا گیا۔ پھر جب قیامت آ گئی تو دیکھو وہ اپنے محبوب کی رفاقت میں دائمی طور پر جنت میں بس رہے ہیں۔ یقین کیلئے اس فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سامان راحت وسکون کیجئے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

Marfat.com

رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا فَلَمْ يَذْكُرْ كَبِيْرًا قَالَ وَلٰكِنِّىْ اُحِبَّ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ .

کہ ایک شخص نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کب ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کسی بڑی عبادت کا ذکر نہیں کیا اور یہ کہا کہ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہوگے جس کے ساتھ تمہیں محبت ہوگی۔

(شرح مسلم ج کتاب البر والصلۃ والادب: ۶۵۸۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَّ لِلسَّاعَةِ قَالَ حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ .

(مسلم ج ۷ کتاب البر والصلۃ وادب ۲۵۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بڑھ کر اور کسی چیز سے خوشی نہیں ہوئی۔ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم کو محبت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں اللہ، اس کے رسول اور حضرت

Marfat.com

ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ ہوں گا ہر چند کہ میرے اعمال ان کے اعمال کی طرح نہیں ہیں۔

امن کی حویلی اور بخشش کا دسترخوان: فیضان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تو ایک وسیع حویلی سے سمجھی جاسکتی ہے جو میرے آقا مولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت بھرے اس حصار میں داخل ہوگیا۔ وہ جہنم سے مامون ومحفوظ ہوگیا اور پھر جس نے اس دسترخوان سے کچھ عقیدت وادب سے تناول کیا اس کا قلب وروح روشن ہوگیا اور جنت جیسی نعمت عظمیٰ سے شاد کام ہوا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ بات حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کہہ رہے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام تصدیق کنندہ ہیں جبکہ اسے سننے والے خود پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ جِبْرَائِیْلَ عِنْدَ رَاْسِیْ وَمِیْکَائِیْلَ عِنْدَ رِجْلِیْ یَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِضْرِبْ لَهٗ مَثَلاً فَقَالَ اسْمَعْ سَمِعَتْ اُذُنُكَ وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ اِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ اُمَّتِكَ کَمَثَلِ مَلِكٍ اِتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنٰی فِیْهَا بَیْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِیْهَا مَائِدَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلاً یَدْعُوا النَّاسَ اِلٰی طَعَامِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ اَجَابَ الرَّسُوْلَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَکَهٗ فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْبَیْتُ الْجَنَّةُ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے سر کے پاس اور حضرت میکائیل علیہ السلام میرے پاؤں کے پاس کھڑے ہیں۔ ایک، دوسرے سے کہہ رہا ہے ان کی کوئی مثال بیان کرو تو اس نے کہا یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنیں (اللہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان سنیں اور سمجھیں (اللہ کرے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اقدس سمجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے جس نے ایک حویلی

Marfat.com

وَاَنْتَ يَامُحَمَّدُ رَسُوْلٌ فَمَنْ اَجَابَكَ دَخَلَ الْاِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْاَسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَكَلَ مَافِيْهَا ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب الامثال ۷۷۰)

بنائی پھر اس میں ایک مکان بنا کر اس میں دسترخوان چنا پھر ایک قاصد لوگوں کو کھانے پر بلانے کیلئے بھیجا بعض نے قاصد کی بات مان لی جبکہ بعض نے دعوت قبول نہ کی۔ پس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے۔ حویلی سے مراد اسلام ہے۔ گھر جنت ہے اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوا وہ وہاں کی نعمتوں سے کھائے گا۔

جنت کی بشارت: وفور ذوق وشوق سے کوچہ محبوب کا طواف کرنے کیلئے جن کا جوش محبت انہیں بار بار در مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لا کھڑا کرے اس کا صلہ دیکھو کتنا عظیم ہے کہ انہیں بار بار اس در انور سے جنت کی خوشخبری دی گئی۔ اصل میں اس پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہ عظیم کارنامہ ہے جس کا اجر وثواب بہشت میں دیا جاسکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَآئِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَاقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰهَ ثُمَّ جَآءَ رُجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةَ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پس ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کیلئے کہا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پس میں نے انہیں وہ بشارت دے دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس انہوں نے اللہ کا شکر ادا

Marfat.com

هُوَعُمَرُفَاَخْبَرْتُهٗ بِمَاقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ اَفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ الْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُهٗ فَاِذَاعُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَاللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔

کیا۔ پھر ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پس میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں نے انہیں بتا دیا۔ پس انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک آدمی نے دروازہ کھولنے کیلئے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ درواہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں نے انہیں بتا دیا۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء۸۹۰)

جنت کی خوشخبری اس کیلئے بھی ہے جو روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دے کیونکہ فرمان نبوی ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (بزاز)

جنت میں اعلیٰ درجات کا حصول: محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم صالح عمل ہے کہ جنت کے اندر اس کی بنا پر درجات کی تقسیم ہوگی جس کے پاس جتنا اس متاع بے بہا میں سے سودا ہوگا اس نسبت سے جنت کے اندر اس کا مقام متعین کردیا جائے گا۔ اسی طرح دوزخ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد ہلکے و بھاری عذاب کا باعث ہوگا۔

یَتَفَاوَتُ النَّاسَ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوَتِهِمْ فِیْ مُحَبَّتِیْ ۔

لوگ ایمان کے مختلف درجات پر ہوں گے جس طرح وہ میری محبت کے مختلف

Marfat.com

وَيَتَفَاوَتُوْنَ فِي الْكُفْرِ عَلٰى قَدْرِ تَفَاوُتِهِمْ فِيْ بُغْضِيْ اَلَا لَاإِيْمَانَ لِمَنْ لَّامُحَبَّتَ لَهٗ ۔

درجات پر ہوں گے اور اسی طرح لوگ کفر کے مختلف درجات پر ہوں گے جس قدر وہ میرے ساتھ بغض کے مختلف درجات میں ہوں گے۔ خبردار جس کے دل میں میری محبت نہیں اس میں ایمان نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ

جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۳۰)

Marfat.com

باب نمبر ۱۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف محبوبانہ

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند ترین اور اعلیٰ خصائل عطا فرمائے ہیں جن کے بیان کے سامنے بڑے بڑے علماء وفضلاء امت نے عجز کا اظہار کیا ہے اور یہ اقرار کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا احاطہ وشمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عقلیں ان کے سامنے عاجز ہیں۔ سچی بات بھی یہی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم تر فضائل عطا فرمائے ہیں اور ان فضائل کی وسعتوں کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے اور دوسری آیت میں فرمایا: اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا بے شک آپ پر اس کا بہت بڑا فضل ہے۔

جب علما وَ اولیاء کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فضائل پر غور کیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سراپا تعظیم و عجز بن گئے اور ان الفاظ میں اپنی عقیدت ومحبت کا کمال ادب سے اظہار کیا۔

جے لکھ واری عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں
نام انہاندے لائق ناہیں کی کلمے دا کاناں
ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو بردن ادب نمی دانم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اتنے بابرکت ہیں کہ جوں جوں کوئی محبّ ان سے واقف ہوتا ہے اس کے دل میں سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی ہی

چلی جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کو جس انداز میں عشاق علماء وفضلاء نے بیان کیا ہے انہیں جان کر بھی دل کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ذیل میں چند صف اول کے اہل علم وفضل کے اقوال درج کئے جاتے ہیں۔

ایک صحابی سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے عجز کا اظہار کیا جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ:

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَقَالُوْا حَدِّثْنَا احادیث رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا اُحَدِّثُكُمْ

(الخ شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۲۱)

ایک گروہ میرے والد حضرت زید بن ثابت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کونسی احادیث سناؤں۔

شمائل ترمذی باب خلقہ صلی اللہ وعلیہ وسلم ہے:

اَیْ اَیَّ شَیْءٍ اُحَدِّثُكُمْ كَاَنَّهُمْ طَلَبُوْا مِنْهُ الْاِحَاطَةَ بِاَحْوَالِهٖ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذَالِكَ

(ہامش ۳)

یعنی میں تم سے کون کون سی چیز بیان کروں گویا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا احاطہ طلب کیا تھا تو اس سے تعجب کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائل کا شمار ممکن نہیں: اللہ

تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جن اوصاف و خصائل سے سربلند کیا ہے ان کے بارے میں علماء وفضلاء امت کے اقوال یہ ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۶ ہجری) فرماتے ہیں:

وَاَمَّا اِنَّ الْمُعْجِزَاتَ غَيْرَهٗ فَلَا يُمْكِنُ حُصُوْهَا اَبَدًا

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۹۸)

قرآن شریف کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ معجزات کا بھی کبھی احاطہ نہیں ہوسکتا۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

Marfat.com

فَمَا ظَنُّكَ بِعَظِيْمٍ قَدْرٍ مِنَ اجْتَمَعَتْ فِيْهِ كُلِّ هٰذِهِ الْخِصَالِ اِلٰى مَالَايَاخُذُهٗ عَدٌّ وَلَا يُعَبَّرُ عَنْهُ مَقَالَ وَلَايَنَالُ بِكَسْبٍ وَلَاحِيْلَةٍ اِلَّا بِتَخْصِيْصِ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ ۔

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۴۸)

پس تیرا کیا گمان ہے اس ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ عظیم ہونے کے بارے میں جس میں یہ سب خصائل محمودہ مذکورہ اور اتنے ہی خصائل ہوں جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور نہ قولاً ان کا احاطہ ہوسکتا ہے اور وہ کمالات بغیر فضل خداوندی کے کسب اور حیلہ سے نہیں حاصل کئے جاسکتے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَاِلَّا يَاْتِ الْبَيِّنَاتِ الَّتِىْ لَا تَعُدُّوْا لَا تُحَدِّ

اور اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات ہیں جو بے حد و بے شمار ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۱)

نیز شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد:

وجمع كرده فضائل اولين و آخرين درسيدالمرسلين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ واصحابه واتباعه اجمعين

اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کے فضائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واتباعہ اجمعین میں جمع کردیئے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات جلد ث صفحہ ۲۱۹۔۲۲۰)

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی، اخلاقی اور بدنی فضائل کا کماحقہ احاطہ وشمار ممکن نہیں ہے۔ اس لیے امام قسطلانی فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مستودہ صفات میں موجود اوصاف و خصائل کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی گنتی ان کا احاطہ کرسکتی ہے۔ (المواہب اللدنیہ ۴:۴۶۹) امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَاُوْصَافُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةَ وَلَا تُحْصٰى وَلَا تُحْصِرْ

مختصر یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ شمار سے باہر ہیں۔

(کشف الغمہ ۲:۵۱)

Marfat.com

نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی تخلیق و نبوت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، قرآن کریم کی آیات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا میثاق انبیاء کرام سے عالم ارواح میں لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے بارے میں فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق عمل میں نہیں لائی گئی تھی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے لیے گئے عہد کے متعلق سورہ احزاب میں فرمایا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝	اور اے محبوب یاد کر جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم سے اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تا کہ ہم سچوں سے ان کے سچ کا سوال کریں اور اس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پارہ ۲۱۔ الاحزاب۔ رکوع ۱)

اسی آیت کے ماتحت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کیا ''ابن مردویہ سے روایت کہ ابن عباس نے فرمایا عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میثاق کب لیا گیا۔ فرمایا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

حدیث سے آیت میثاق کی تشریح:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ قَالَ كُنْتُ اَوَّلُ النَّبِيّٖنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ ۔

(رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۱۔۱۲)

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان خداوندی واذاخذنا من النبین میثاقھم کی تفسیر میں فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں اور معبوث ہونے میں آخر ہوں۔

ذَكَرَ السُّيُوْطِيْ وَقَالَ اَخْرَجَهُ اِبْنِ اَبِيْ حَاتَمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الدَّلَائِلِ وَزَادَ فِيْ آخِرِهٖ فَبَدَا بِهٖ قَبْلَهُمْ

(خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳)

حضرت امام سیوطی نے اتنا اور ذکر کیا پس اسی لیے رب کریم نے انبیاء سے پہلے حضور سے شروع کیا۔ (یعنی پہلے منك فرمایا) بعد میں ومن نوح و ابراہیم و موسیٰ الخ فرمایا۔

تفسیر ابن کثیر میں وضاحت: ابن ابوحاتم۔ ابوذرعۃ محمد بن بکار۔ سعید بن بشیر۔ قتادۃ حسن ابوہریرۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَاِذْ اَخَذْنَا الآیۃ میں راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خلقاً اول انبیاء ہوں اور بعثاً ان سے آخر ہوں۔ اسی لیے میرا ذکر ان سے پہلے کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا: جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت ممنوعہ سے کچھ کھا لیا اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہے لیکن جب انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مبارک سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے:

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری تحریر فرماتے ہیں: امام کے قول وتسیلة ابیك آدم کی یہ تفسیر بھی بتائی گئی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب اس درخت ممنوعہ سے کچھ کھایا۔ پھر نادم ہوئے۔ عرض کی اے رب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تو نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ عرض کی کہ میں نے عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ مَـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دیکھا تو یہی جان گیا کہ تو نے اپنے ساتھ نہیں ملایا ایسے کو جو تمام مخلوق سے تجھے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا۔ بے شک وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے، میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے حاکم نے روایت کیا۔

(رَوَاہُ الْحَاکِمْ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض للخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ و مدارج النبوۃ)

عالم ارواح میں انبیاء کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا میثاق:

جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کی تخلیق کی تو ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا بَلٰی ہاں، کیوں نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں صرف انبیاء کی ارواح کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و اطاعت کا اقرار لیا۔ فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ○

(پ ۳ آل عمران ۳/۸۱)

اور یاد کرو جب ہم نے انبیاء سے وعدہ لیا کہ جب تمہیں کتاب و حکمت عطا کردوں پھر تمہارے ہاں وہ رسول تشریف لے آئیں اس کی تصدیق کریں جو تمہارے پاس ہے تو ضرور اس پر ایمان لے آنا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس پر ذمہ داری قبول کرتے ہو تو انبیاء نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا: پس تم اس بات پر ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بھی نبی تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار انبیاء کرام سے لیا گیا جس

Marfat.com

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں عظمت اور وجاہت کا اظہار ہوتا ہے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةَ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ۵۵۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی، فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

لَوْلَاكَ یَا مُحَمَّدُ لِمَا خَلَقْتُ الْكَائِنَاتِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(جواہر البحار جلد۲ صفحہ ۲۳۵ عن روح البیان جلد ۶ صفحہ ۲۶۷ عن کتاب البرہان للکرمانی)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

اس لیے گزشتہ تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری دی اور انہیں تاکید کی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آنا اور اتباع کرنا جبکہ تمام انبیاء کرام نے معراج کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کا اقرار کیا۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتِكَ وَمَنْزِلَتِكَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الدُّنْیَا

(روایۃ ابن عساکر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا کہ ان کو تمہاری اس کرامت اور قدر و منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ سَمَاءً وَّاَرْضًا

اللہ عزوجل نے فرمایا اے حبیب ﷺ

Marfat.com

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹ عن الصاوی) اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اپنے نور کے فیض سے تخلیق فرمایا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک، اللہ تعالیٰ کے نور کی مظہر ہے۔

توراۃ وانجیل میں ذکر خیر الوریٰ: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اپنا خصوصی فضل وکرم فرمایا گزشتہ اپنی کتب وصحائف آسمانی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

جو لوگ ہمارے اس نبی کی اطاعت کریں گے جن کے متعلق وہ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

(پ ۹ اعراف ۷/۱۵۷)

توراۃ وانجیل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی خصائل مبارکہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ جب یہ خصائل مبارکہ بعض اہل کتاب نے بغیر کسی تعصب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفع آسمانی سے کچھ عرصہ پہلے اپنی امت کو اکٹھا فرمایا اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد باسعادت سے آگاہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ان کے سامنے بیان کر کے انہیں تاکید کی کہ جب حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو جائے تو ان پر ایمان لے آنا۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ

اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس پہلے سے موجود

Marfat.com

وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (پ ۲۸ صف:۶/۶۱)

تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول (ﷺ) کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اس کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ پس جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آ گیا تو وہ کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔

اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مبارک میں بھی کیا ہے:

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ اِنِّىْ عِنْدَاللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِىْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِىْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّىَ الَّتِىْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِىْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۔ (رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهٖ سَاُخْبِرُكُمْ اِلٰى اٰخِرِهٖ)

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۱۱)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب نبیوں سے آخری لکھا ہوا تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں گوندھے ہوئے تھے اور میں تمہیں اپنے معاملے کی ابتدا بتاتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا، حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور ان کیلئے ایک نور خارج ہوا تھا جس سے شام کے محل چمک اٹھے تھے۔ (شرح السنہ) میں روایت کیا اسے احمد نے حضرت ابوامامہ سے سَاُخْبِرُكُمْ آخر تک

حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا قَالَ مَكْتُوْبٌ فِى التَّوْرٰةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَّ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ کہ توراۃ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور حضرت عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن ہوں گے۔ ابومودود نے فرمایا کہ حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ۵۵۲۳ بحوالہ ترمذی)

Marfat.com

معصومیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم : اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو ہر قسم کے شیطانی وسواس سے محفوظ فرمایا۔ اس لیے وہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ آئمہ وعلماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے۔ جب تمام انبیاء کرام معصوم ہیں تو امام الانبیاء کی معصومیت تو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ یہی عقیدہ ہر دور میں خوش عقیدہ حضرات کا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء کرام کی صالحیت و پرہیزگاری کا ذکر یوں فرمایا ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء:۹۰/۲۱)

بے شک وہ انبیاء نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور امید و خوف سے ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے۔

یہ آیت کریمہ انبیاء کرام کی عصمت کا اعلان کر رہی ہے کہ وہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تھے اور اپنے رب کی عبادت کرنے والے تھے اور اسی کے ساتھ ان کا لگاؤ تھا۔ اس لیے گناہ کا صدور ان سے نہیں ہوا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام علامہ منسر خازن فرماتے ہیں:

وَلَفْظُهٗ لِلْعُمُوْمِ فَيَتَنَاوَلُ الْكُلَّ وَيَدُلُّ عَلٰى فِعْلٍ مَّا يَنْبَغِىْ فِعْلُهٗ وَتَرْكَ مَا يَنْبَغِىْ تَرْكُهٗ فَثَبَتَ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ كَانُوْا فَاعِلِيْنَ لِكُلِّ خَيْرٍ وَتَارِكِيْنَ لِكُلِّ مُنْهِىْ وَ ذٰلِكَ يَنَافِىْ صُدُوْرَ الذَّنْبِ عَنْهُمْ

(تفسیر لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ . فصل فی بیان عصمة الانبیاء تحت آیت عصٰی آدم ربهٗ فغوٰی)

یعنی انھم کانو ایسارعون فی الخیرات کا لفظ عموم کیلئے ہے۔ لہٰذا یہ کل کو شامل ہوگا اور یہ یسارعون فی الخیرات ہر اس کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے جس کا کرنا لائق ہے اور ہر اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کہ جس کا ترک کرنا لائق ہے تو ثابت ہوا کہ انبیاء ہر نیکی اور بھلائی کے کرنے والے اور ہر منھی کے ترک کرنے والے تھے اور یہ بات اس کے منافی ہے کہ ان سے گناہ ظاہر ہوں۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعْصُوْمٌ مِّنَ الذُّنُوْبِ بَعْدَ النُّبُوَّةَ وَقَبْلَهَا كَبِيْرُهَا وَصَغِيْرُهَا عَمَدُهَا وَسَهْوُهَا فِيْ ظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ وَسِرِّهٖ وَجَهْرِهٖ وَجَدِّهٖ وَمَزْحِهٖ رَضَاهُ وَغَضَبِهٖ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَآءُ

(مواہب لدنیہ جلد صفحہ وشرحہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۴)

بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں۔ بعداز نبوت بھی اور قبل از نبوت بھی بڑے گناہوں سے بھی اور چھوٹے گناہوں سے بھی۔ قصداً بھی اور سہواً بھی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی پوشیدہ بھی اور علی الاعلان بھی درستی (سچ مچ) میں بھی اور ہنسی مذاق میں بھی رضا میں بھی اور غضب میں بھی اور اسی طرح تمام انبیاء ہمیشہ ہر گناہ سے معصوم ہیں۔

پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء کرام ہر گناہ (چھوٹا ہو یا بڑا) سے بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد معصوم ہیں۔ (شفا شریف)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو شیطان و نفس کے وسوسہ سے محفوظ کر دیا۔ لہٰذا شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں۔

۳۔ حقیقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام بارگاہِ خداوندی میں حاصل ہے اور جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے اور دنیا و آخرت میں جتنے احسانات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں ان کی حقیقت کو مخلوق میں سے کوئی پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لامکان سے آگے عرش الٰہی پر حجابات سے آگے لے جایا گیا جہاں عبدہ اور معبود برحق میں جو راز و نیاز کی باتیں ہوئیں وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہیں۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے کئی کئی روزے لگاتار رکھے۔ صحابہ کرام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ روزے رکھنا شروع کر دیئے

Marfat.com

حتیٰ کہ وہ لاچار ہوگئے اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و جان سے اقرار کرلیا۔

بخاری کی روایت میں یہ بات اس طرح درج ہے۔

اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ یَّنْتَھُوْا وَاصَلَ بِھِمْ یَوْمًا ثُمَّ یَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْھِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُکُمْ کَالْمُنَکِّلِ لَھُمْ

(بخاری جلد سوم کتاب المتنی ۲۱۰۵)

حضرت سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ تم میں میرے جیسا کون ہے؟ مجھے تو میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب لوگ باز نہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روزے کے ساتھ دوسرا ملانا شروع کردیا۔ پھر جب چاند دیکھا تو فرمایا کہ یہ کچھ ٹھہر کر نظر آتا تو میں زیادہ روزے رکھتا۔ گویا یہ ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میں سے کون میری مثل ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرب خداوندی کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی شامل نہیں ہے۔ خدا سے قرب و دوستی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل یگانہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعلق باللہ میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اس لئے:

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسَ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے صحبت و مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے

Marfat.com

مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلاً وَلٰكِنْ اَخُوَّةُ الْاِسْلَامِ لَاتَبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِيْ بَكْرٍ

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب:۱۵۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن ان کے اور میرے درمیان اسلامی بھائی چارہ ہے اور مسجد کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے علاوہ سب بند کردو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو قرب، فضل کرم، محبوبیت، عبودیت واختیار کے لحاظ سے مقام حاصل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے درمیان پوشیدہ راز ہے۔ اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمْ يَعْلَمْنِيْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّيْ فَاعْرِفْ ذٰلِكَ مِنْ عَجَلِ هٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ سَأَلَ اُولُوالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ كَاِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسَى الْحَقَّ جَلَّ وَعَلَا اَنْ يَّجْعَلَهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ هٰذَا

(مطالع المسرات صفحہ۲۶۹)

ونقل عنہ فی جواہر البحار۔

میری حقیقت کو میرے پروردگار کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کو جان اور اس کی معرفت حاصل کر اور اسی لیے اولوالعزم رسولوں نے جیسے ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اللہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بنائے۔ اس کو پکڑ خوب یاد رکھ۔

بارہ انبیاء کرام نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوتے۔ (نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۲۴۳)

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ ہمیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کر۔ (تذکرۃ الاولیاء از عطار)

حضرت شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اطرا اور مبالغہ کو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں راہ نہیں۔ ہر وصف کمال جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کریں اور جس کمال سے حضور کی مدح کریں

Marfat.com

حضور کے رتبہ سے قاصر ہے۔ ہاں صرف صفت الوہیت کا اثبات درست نہیں۔ حضور کو خدا نہ کہنا شریعت کے امر اور حفظ دین کی وجہ سے۔ علاوازیں جس وصف کو چاہے حضور کی مدح میں انشا کر اور حقیقت میں کوئی اللہ کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہیں جانتا اور حضور کی تعریف نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ حضور جیسے ہیں ویسے اللہ کے سوا کوئی نہیں پہنچانتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور کی طرح کسی نے نہیں پہنچانا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۹۳۔۹۴)

۴۔ عبادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اولین و آخرین سے زیادہ اپنے پروردگار کی بندگی کا حق ادا فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا مژدہ بھی دے دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات عبادات میں مصروف رہتے اور دن کے وقت پیغام حق اور جہاد کی مصروفیات میں رات بھر کے قیام و سجود سے ایڑھیاں مبارک متورم ہوجاتیں مگر اپنے معمولات مبارک میں کمی نہ فرماتے۔

سب سے زیادہ شکر گزاری کا شرف: ساری کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے ہیں۔ اس پر یہ حدیث شاہد ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔

(نسائی جلد اول لباب قیام لیل ص ۵۲۷)

سیدنا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے رہتے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ورم آگیا۔ کسی نے عرض کیا حضور! اللہ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سابقہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت فرمادی ہے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی زیادہ عبادت فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں اللہ جل شانہ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔

Marfat.com

رات کے وقت عبادات کا یہ حال تھا کچھ آرام کرنے کے بعد عبادت میں مصروف ہوجاتے اور جب اس کے دوران آرام کی ضرورت پڑتی تو آرام فرما لیتے۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَآءُ اَنْ نَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْنَا وَلَا نَشَاءُ اَنْ نَرَاهُ قَائِمًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ ۔

(نسائی جلد اول کتاب التشہد والسلام ص ۵۲۲)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتا ہوئے دیکھنا چاہتے تو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اور جب سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو سوتے ہوئے دیکھتے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ حَتّٰى تَزَلَّعَ يَعْنِىْ تَشَقَّقَ قَدَمَاهُ

(نسائی ج ص ۵۲۷)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔

زیارت باری تعالیٰ کا شرف: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اپنے عرش پر بلا کر اپنی زیارت کی عظیم سعادت کا شرف عطا فرمایا۔ حضور نبی کریم نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں اور روحانی طور پر دیکھ کر شہادت توحید دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سعادت میں بھی سب سے سبقت لے گئے اور قرب کے اعلیٰ مقام پر منصب بندگی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۔ ترجمہ: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا اور قریب ہوا تو اس جلوے اور محبوب خدا میں صرف دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے پر وحی کی جو کچھ اس نے وحی کرنا تھا۔ دل نے جو دیکھا تھا اسے نہ جھٹلایا۔ (النجم ۵۳/۸تا۱۱)

ان آیات کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اپنے پروردگار کی زیارت کا شرف حاصل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشادات میں بھی معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ذکر فرمایا۔ اس کے متعلق چند احادیث یہ ہیں:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ ۔

(مسلم ج ا کتاب ایمان: ۳۴۵)

ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی دل نے جھوٹ نہیں کہا جو دیکھا اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ کی تفسیر میں فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا۔

مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ رَأَيْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ (مشکوٰۃ شریف)

وَقَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اَقْسَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِالسَّمَآءِ وَمَنْ طَرَقَهَا طَرَقَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهَا هِمَّتُهٗ ثُمَّ بِنِيَّتُهٗ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ وَرَاٰهُ بِعَيْنَیْ رَاْسِهٖ وَبِعَيْنَیْ قَلْبِهٖ لَمَّا كَانَ عَبْدُهٗ سَرٰی فِی السَّمَآءِ وَرَاٰهُ فِی الْاَرْضِ بِعَيْنِیْ قَلْبِهٖ وَفِی السَّمَآءِ بِعَيْنِیْ رَاْسِهٖ وَهٰكَذَا كُلُّ مَنْ صَحَّ قَلْبُهٗ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد النہی والسمآء والطارق کے متعلق تفسیر فرمائی کہ اس میں اللہ عزوجل نے آسمان اور اس پر چلنے والے کی قسم کھائی ہے۔ آسمان پر جو چلا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت علیا نے آسمان پر ترقی کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف یعنی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوں آسمان تک عروج کیا اور اپنے رب عزوجل سے کلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی آنکھوں نے بھی اس کو دیکھا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب

Marfat.com

يَرٰى قَلْبُهٗ رَبَّهٗ وَيَقْطَعُ الْحُجُبُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَسْرَارِ فَالْهِمَمُ تَطْرُقُ وَالْاَسْرَارُ تُسِيْرُ صُدُوْرُ الصِّدِّيْقِيْنَ بِنُوْرِ اَسْرَارِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ صُدُوْرٌ مُضِيَّةٌ

مطہر کی آنکھوں نے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ خاص تھے۔ آسمان میں رات کے وقت تشریف لے گئے اور رب تعالیٰ کو زمین میں قلب کی آنکھوں سے اور آسمان میں اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ اسی طرح سے جس کسی بندہ کا جنب قلب صحیح و درست ہوجاتا ہے تو اس کا قلب اپنے رب تعالیٰ کو

(الفتح الربانی ص ۶۶۶۔۶۶۵ طبع لاہور)

دیکھنے لگتا ہے اور جو حجابات اس بندہ اور آسمان و اسرار کے درمیان میں ہوتے ہیں منقطع ہوجاتے ہیں۔ پس ہمتیں آگے بڑھتی ہیں اور اسرار سیر کرتے ہیں۔ صدیقین کے سینے نور اسرار رب العالمین کی وجہ سے روشن سینے ہیں۔

۶۔ ماحیٔ باطل

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماحیٔ باطل بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے گمراہی و ضلالت کو مٹاتا ہے اور جس کو ہدایت دینا ہو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نور ہدایت سے نواز دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اپنے اس وصف مبارک کا اس حدیث میں ذکر کیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيَ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ محمد و احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں میں فرمایا جائے گا اور میں عاقب یعنی آخری

Marfat.com

قَدَمِي وَاَنَا الْعَاقِبُ .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء ۷۶۶)

مشرکین کی عیب جوئی سے حفاظت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر روحانی و جسمانی نقص سے پاک کر دیا گیا۔ لہٰذا سبھی بدترین دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں سے کوئی روحانی، جسمانی اور اخلاقی نقص نکالنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کریں بھی تو وہ کسی اور فرد کی برائی کریں گے جس میں وہ برائی و نقص موجود ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تعریف کیے گئے ہیں۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مَذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت سے کس طرح بچایا ہوا ہے؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں جبکہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

(بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء ۷۴۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ و رعب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمہ وقت خائف رہتے ہوئے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ مگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں گھٹا سکیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء کے قلوب پر قائم کر دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ

محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا اَنَا نَآئِمٌ الْبَارِحَةَ اِذَا اُتِيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا ۔

علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں رات کے وقت سویا ہوا تھا جبکہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور آپ حضرات ان خزانوں کو منتقل کر رہے ہیں۔

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کثیر تعداد میں ہیں۔ اتنے معجزات کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کیے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے چاند دو ٹکڑے کیا گیا۔ سورج واپس لوٹایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارک و تعلیمات بھی معجزانہ خصوصیات کی حامل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے معجزات ہیں کہ ان پر الگ مستقل کتب تحریر کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ قرآن کریم کے بارے میں ایک حدیث ذیل میں درج کی گئی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَامِثْلُهٗ اٰوْمِنَ اٰوْاٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

(بخاری سوم کتاب الاعتصام ح ۲۱۳۶)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں مگر اسے جتنے معجزے دیئے گئے ان کے مطابق ہی لوگ اس پر ایمان لائے یا ان کے مطابق ہی بشر اس پر ایمان لائے لیکن مجھے جو معجزہ عطا فرمایا گیا وہ وحی قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف فرمائی۔ پس مجھے امید ہے کہ

Marfat.com

قیامت کے روز میرے پیروکاران سب سے زیادہ ہوں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی وظاہری خصائل مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حسی ،ظاہری اوصافِ کاملہ سے معمور فرمادیا ہے جس قدر بدنی خوبیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرمادی گئی ہیں وہ کسی اور کے بدن میں نہیں رکھی گئیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدنی محاسن اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے بھی بے مثل ہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدنی محاسن میں اکمل و کامل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جسمانی نقص سے پاک ومبرا پیدا کیا گیا ہے اور اس بارے میں علماء کے اقوال یہ ہیں۔

امام قسطلانی کا بیان:

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدْنِهِ الشَّرِیْفَ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَابَعْدَهٗ خَلْقُ آدَمِیٍّ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(زرقانی علی المواہب ۲پ جلد۴ صفحہ ۷۰
جواہر البحار جلد۲ صفحہ ۴)

جاننا چاہیے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل اس سے ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پہ کی کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے اور حضور ﷺ کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی۔ (حضور ﷺ خلقتاً بے مثل ہیں۔

امام ابراہیم بیجوری کا ارشاد: علماء اور آئمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ اتنے محاسن ظاہرہ کسی انسان کے بدن میں جمع نہ ہوئے جس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف میں جمع ہوئے۔صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم بقدر حسنہ و جمالہ (المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ للبیجوری صفحہ ۱۲)

امام عبدالرؤف مناوی محدث متوفی ۱۰۰۳ ہجری شمائل میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ كَمَالَ الْاِيْمَانِ اِعْتِقَادُاَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ اِنْسَانٍ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِيْ بَدَنِهٖ وَالْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةُ آيَاتُ الْبَاطِنَةِ وَلَا اَكْمَلَ مِنْهُ بَلْ وَلَامُسَاوِيَ فِيْ هٰذَالْمَدْلُوْلِ وَكَذَافِي الدَّالِ ۔

(شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۱۸)

علماء عظام اور آئمہ کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف میں جمع تھے اور محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ کی علامات ہیں۔ محاسن باطنہ مدلول اور محاسن ظاہرہ میں کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکمل نہیں بلکہ برابر بھی کوئی نہیں۔

جلوۂ جاناں

وہ ذات مبارک کہ جس کے شہر، زمانہ اور عمر کی قسمیں اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائیں اور جن کے طریقہ مبارک کو اسوہ کامل فرمایا۔ جسے اپنے محبوبیت کے مقام پر سرفراز فرمایا، جن کی اتباع کرنے والوں کو اپنی بندگی کیلئے پسند فرمایا۔ اس جانِ جاناں کی محبت شرع و دین کی اصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر محبّ کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک کیسا تھا۔ آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک، چہرۂ مبارک، ہاتھ مبارک، دھڑ مبارک، ٹانگیں مبارک اور پاؤں کی کیا ہیئت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل بدن کا جلوہ مبارک کتنا حسین تھا اور ان کی خصوصیات کیا تھیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے اوصاف مبارک محبّ کے دل میں نقش ہو جائیں۔ اس مقصد کیلئے ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے وہ چند ارشادات درج کئے گئے ہیں جن میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے۔

Marfat.com

عَنْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ مِنْ وُلْدِ عَلِّيِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ عَلِیٌّ اِذَوَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْمَغَّطِ وَلَابِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِوَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِالْقَطَطِ وَلَابِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلاً وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَابِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِی الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌاَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَا جَلِيْلُ الْمَشَاشِ وَالْكَتِدِااَجْرِدِ ذُوْمَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَامَشٰی تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَاالْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتِمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَخَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ بَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَابَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۵۷۲)

حضرت ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت پست تھے بلکہ درمیانہ قد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ چہرۂ مبارک نہ تو بالکل پر گوشت تھا اور نہ ہی مکمل طور پر گول تھا کچھ گولائی تھی۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ مونڈھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ بھی پر گوشت تھی۔ بدن مبارک پر معمول سے زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارکہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔ چلتے وقت قوت کے ساتھ چلتے گویا کہ ڈھلوان جگہ میں چل رہے ہوں۔ کسی طرف متوجہ ہوتے تو نظر بھر کر توجہ فرماتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ سب سے

Marfat.com

زیادہ سخی دل اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاشرت رکھنے والا مانوس ہو کر فدا ہو جایا کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

چشمان و دہن مبارک:

عَنْ سِمَاكَ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقَبِ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب شمائل ترمذی ص۸۲۲)

سماک بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک کشادہ، آنکھیں فراخ اور سرخی مائل اور ایڑیاں مبارک دبلی پتلی تھیں۔

پنڈلیاں اور چشمان مبارک:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَكَانَ لَايَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَكُنْتُ اِذَانَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۷۹)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں مبارک پتلی تھیں، ہنسی صرف مسکراہٹ ہوتی تھی اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تو کہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے حالانکہ ایسی بات نہ تھی۔

دست مبارک کی خوشبو:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

وَسَلَّمَ صَلاَةَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا قَالَ وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّیْ قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ ۔

(مسلم ج ۲ کتاب الفضائل ۵۹۸۱)

علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی طرف گئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

ہتھیلی مبارک کی نرمی:

ابو حنيفة عن ابراهيم من انس بن مالك قال مامَسَسْتُ بِيَدِیْ خَزًّا وَّلاَ حَرِيْرًا لِيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مسند امام اعظم کتاب الفضائل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ نرم کسی خز یعنی اون اور ریشم ملے کپڑے یا ریشم کو نہیں چھوا۔

قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علوم واسرار کا مرکز ہے جس کی کیفیت سے پروردگار ہی واقف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب پاک ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک بیدار رہتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نیند کے دوران بات کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے کہ دو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مبارک اور قلب انور کی خصوصیات بیان کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گفتگو سے امت کو آگاہ کیا۔ بخاری کی روایت میں یہ واقعہ یوں

Marfat.com

ہے۔

جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَتْ مَلَآئِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَنَآئِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلاً فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلاً فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَّجَعَلَ فِيْهَا مَادُبَةً وَّبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّعِيَ دَخَلَ الدَّارَوَاَكَلَ مِنَ الْمَادُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يِجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَوَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَادُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَالَهٗ يَفْقَهْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمَةٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوْ فَالدَّارُالْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَد عَصَى

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کچھ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ ان میں ایک نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھ سوتی اور دل جاگتا رہتا ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ آپ کے ان صاحب کی مثال ہے لہٰذا وہ مثال بیان کرو۔ ایک نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھ سوتی اور دل بیدار رہتا ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں دسترخوان بچھایا اور بلانے والے کو بھیجا۔ پس جس نے دعوت قبول کرلی وہ گھر میں داخل ہوا اور دسترخوان سے کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہ کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دسترخوان سے کھانا کھا سکا۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ اس کا مطلب بیان کیجئے تاکہ بات سمجھ میں آجائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے نے

اللّٰہَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَّيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(بخاری سوم کتاب الاعتصام ح ۲۱۴۲)

کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ گھر سے مراد جنت ہے۔ بلانے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ پس جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔

شیخ محقق و محدث دہلوی فرماتے ہیں:

مجال نیست ہیچ یکے راکہ باندحقیقت قلب مصطفوی راواحوالے کہ عارض می گردد براں (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ ۲۳۶)

کسی کو طاقت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی حقیقت کو جانے اور نہ ان احوال کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اقدس پر وارد ہوتے ہیں۔

موئے مبارک:

قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكَ كَيْفَ كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ شَعَرًا رَجِلاً لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبْطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ

(مسلم ج کتاب الفضائل ح ۵۹۴۶)

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال درمیانی تھے۔ بہت گھنگھر والے تھے نہ بالکل سیدھے۔ وہ (بال) کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

عَنْ وَهْبِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ السَّرْآئِىْ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

وَسَلَّمَ وَرَاَیْتُ بَیَاصًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلٰی الْعَنْفَقَةَ ۔

دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی مبارک میں کچھ بال سفید تھے۔

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء ۷۵۷)

عَنْ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ خَاتِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِى الَّذِىْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاء مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ ۔

دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کبوتری کے انڈے کی طرح گوشت کی سرخ گلٹی تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۷۸)

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بدنی نقائص سے بے عیب تخلیق فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن کامل عطا فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حسن و جمال سے سرفراز کیا گیا جو پوری کائنات کے افراد میں سے کسی کو نہ ملا۔ لوگ آفتاب و ماہتاب کی نورانیت کے چرچے کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیرا فرما کر اہل ایمان کو ذکر جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں رطب اللسان کردیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی معصومیت سے کسی بھی پھول کی معصومیت کو کوئی نسبت نہیں کیونکہ پھول چند لمحات کے بعد مرجھا جاتے ہیں جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ و مقام دن بدن ترقی و عروج پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی سفیدی و شادابی چاند اور چنبیلی سے زیادہ پرکشش ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی مٹھاس شہد سے شیریں تر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال سے محبت، محبین کیلئے شفا اور ہر مرض کی دوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو اہل ایمان کیلئے غذائے روح ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو کے سامنے ہر خوشبو ہیچ تر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی چمک

Marfat.com

مرصع سفید چاندی سے زیادہ اوراس مبارک چہرہ کی ڈھلک پاسے کے سونے کی ڈھلک سے زیادہ چمکدار ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے سامنے جمال بدر ماند ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک سے نکلنے والا نور اہل ایمان کے ایمانوں کیلئے جلا ہے۔ الغرض یہ سب مثالیں تو اظہار جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہانہ ہیں ورنہ ان چیزوں کو جمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں دی جاسکتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال کے لحاظ سے بے مثل ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو بے مثل ماننا ہی ایمان کامل کی دلیل ہے کیونکہ جو فرد حسن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقص کا گمان رکھے گا اس کا اپنا ایمان ہی نقص زدہ ہوجائے گا۔ صحابہ کرام نے ہمیں عملی طور پر یہ درس دیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن کامل ہے۔ صحابہ کرام نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثل کے بارے میں الفاظ عقیدت ومحبت میں فرمائے ہیں وہ اہل ایمان کیلئے کامل دلیل ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کو بڑھانے کا سامان ہیں۔ اس لیے ذیل میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہ کرام کے چند اقوال درج کئے جارہے ہیں جن میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کا بڑے خوبصورت اور جامع الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

چہرہ انور کی چاند کے ٹکڑے کی طرح چمک:

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاسُرَّا سْتَنَارَوَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍوَّكُنَّا نَعْرِفُ ذَالِكَ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو چہرہ انور دمک اٹھتا تھا۔ پرنور چہرہ یوں محسوس ہوتا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو پہچان لیا کرتے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ۵۵۴۹)

چودھویں رات کے چاند کی طرح چہرۂ مبارک کی خوبصورتی:

Marfat.com

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ سَاَلْتُ خَالِیْ ھِنْدَبْنَ اَبِیْ ھَالَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْیَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاشْتَھِیْ اَنْ یَّصِفَ لِیْ مِنْھَا شَیْاءً فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخِمًا مُفَخَّمًا یَتَلَاْلَاُ وَجْھُہٗ تَلَاْلُاَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ ۔

(ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص ۷۹۳)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہ (ہند بن ابوہالہ) حلیہ مبارکہ سے زیادہ واقف تھے اور میں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بیان کریں۔ انہوں نے یعنی (ہند بن ابی ہالہ) نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ذیشان معزز تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کے طرح چمکتا تھا۔

چاند کی طرح خوبصورت چہرۂ مبارک: حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب کے چہرہ انور کے حسن مبارک کو چاند سے مشابہ فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ نِ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَکَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ ۔

(ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص ۸۲۲)

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، چاند کی طرح تھا۔ (یعنی چہرۂ مبارک لمبا نہیں تھا بلکہ قدرے گول تھا۔

چاند سے خوبصورت چہرۂ مبارک: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے چودھویں رات میں بار بار چاند اور چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ اَفْحَیَانَ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمَرَآءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَلَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چودھویں رات میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا میں (کبھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک چاند سے یقیناً زیادہ حسین تھے۔

(ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص۸۲۲)

چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سورج کا عکس بننا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطافت آئینہ کی طرح تھی۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رُخِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر چمکتا تھا کہ سورج کی چمک اس مبارک چہرے میں نظر آتی اور یوں لگتا کہ سورج چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ مبارک میں چل رہا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَارَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا کہ چہرہ انور میں سورج چلتا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا بھی کوئی نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ ﷺ کیلئے زمین لپیٹ دی جاتی تھی۔ ہم (چلتے وقت) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور آپ ﷺ بلا تکلف چلتے تھے۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۸۲)

بقول شاعر ؎

Marfat.com

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلوع آفتاب سے تمثیل: مکھڑائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل طلوع آفتاب کے حسین منظر سے کرنا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو سمجھانے کی کوشش ہے اور بیان کرنے والے کی عقیدت کا اظہار ہے اور عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کا ایک طریقہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ ابْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَاءَ سِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَابُنَیَّ لَوْرَأَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً

(دارمی) (مشکوٰۃ سوم فی الفتن ح ۸۵۴۴)

حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر کا بیان ہے کہ میں حضرت ربیع بنت مسعود بن عفرا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے لیے حلیہ بیان فرمائیے۔ فرمایا اے بیٹے! اگر تم انہیں دیکھتے تو گویا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھ لیا۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کو بڑی اعلیٰ مثال کے ساتھ بیان کر کے جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بعد میں آنے والوں کے قلوب میں نقش کیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بارے میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ وَّجْھُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْھُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْھَمَمِ

وہ ذات جس کا چہرہ مہر نیم روز ہے جن کے رخسار ماہ کامل کی طرح تاباں ہیں۔
جن کی ذات نور ہدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض

Marfat.com

گزار ہیں۔

وَهُوَدٌ وَّيُوْنُسَ مِنْ بَهَاكَ تَجَمُّلاَ
وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكْ

اور حضرت ھود اور حضرت یونس علیہما السلام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سے زینت پائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باصفا کا پرتو ہے۔

فارسی کا یہ شعر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن مبارک کی ایک جھلک پیش کرتا ہے

حسن یوسف دم عیسٰی یدبیضا داری
آنچہ خوباں ھمہ دارم تو تنہا داری

تجھ سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں ہے: صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے قربان جائیں کہ انہوں نے جمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے کا حق ادا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو سفید اور ملیح فرمایا یعنی اس حسن مبارک کی محبت کا ذائقہ کی مثال نمک ہے کہ اس کے سوا کوئی کھانا دل کو اچھا نہیں لگتا اور نہ کسی چیز کا ذائقہ پسند آتا ہے۔

عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ رَجُلٌ رَاٰهُ غَيْرِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ فَكَيْفَ رَاَيْتَهٗ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا .

(مسلم ج ۷ کتاب الفضائل ۵۹۵۱)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا اور اب میرے سوا روئے زمین پر کوئی شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا تم نے آپ ﷺ کو کس حلیہ میں دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید ملیح اور میانہ قامت تھے۔

بقول شاعر

تجھ سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں ہے
یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں ہے

اسی کے مثل ابوداؤد شریف کی روایت یوں ہے:

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ کَیْفَ رَاَیْتَہٗ قَالَ کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا اِذَامَشٰی کَاَنَّمَا یَھْوِیْ فِیْ صُبُوْبٍ

(ابوداؤد ج ۲ کتاب الادب ۱۴۳۷)

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا دیکھا؟ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید اور نمکین حسن والے تھے۔ جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ گویا ڈھلان سے اتر رہے ہیں۔

ڈھالی ہوئی چاندی کی مثل سفید و چمکتا چہرہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی سفیدی و چمک و جاذبیت ڈھالی گئی چاندی سے زیادہ ہے۔ سر انور پر سیاہ موئے مبارک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن مبارک کو چار چاند لگا دیئے۔ یہ تمثیل بعد میں آنے والوں کے دلوں میں اس حسن کامل کا ایک خاص احساس پیدا کرتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْیَضَ کَاَنَّمَا صِیْغَ مِنْ فِضَّۃٍ رَجِلَ الشَّعْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے گویا کہ چاندی ڈھالی گئی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کسی قدر سیدھے گھنگریالے تھے۔ (ترمذی شمائل ج ۲ ص ۸۲۲)

سونے کی طرح چمکتا چہرۂ مبارک: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی مسرت و انبساط میں دیکھا تو ان کے ایمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے منظر کی تصویر کھینچ لی اور پھر اپنے الفاظ میں اس چہرہ اقدس کی تابانی کو بیان فرمایا۔ انہوں نے اپنے ایمان اور عقیدت کی

Marfat.com

روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی چمک کو سونے کی چمک کی مانند قرار دیا۔ آیئے ان کا بیان ان کی زبان سے سنیئے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شروع دن میں ایسا وفد حاضر ہوا جن میں سے اکثر کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا۔ فاقہ کشی سے ان کا حال خستہ ہو چکا تھا ان کے بدن اور پاؤں بھی ننگے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حالت دیکھ کر مغموم ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ان پر رحم و شفقت کی بنا بدل گیا۔ اس کے متعلق راوی کا بیان یہ ہے:

فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی مفلسی اور ضرورت ملاحظہ فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بدل گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کیلئے اذان کہی گئی جب وہ مسجد نبوی میں حاضر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آنے والے وفد کی مالی مدد کیلئے ابھارا۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں سے کھجور، کپڑے ،اشرفیہ، روپیہ، گندم وغیرہ لا لا کر مسجد میں رکھتے گئے۔ حتیٰ کہ ان چیزوں کے مسجد میں دو ڈھیر لگ گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے اس عمل سے بہت خوش ہوئے اور اس خوشی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سونے کی طرح چمکنے لگا۔ صحابی رسول نے اسے سونے کی چمک سے تشبیہ دے کر یوں بیان کیا:

حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مَذْهَبَةٌ

میں نے دیکھا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور ایسے چمک رہا تھا جیسے سونا۔ (نسائی دوم کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲۷)

چہرۂ مبارک سے نور کی جھڑیاں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو کرتے تو دانتوں سے نور کی جھڑیوں کی برسات ہوتی جو محبین کے قلوب کو بہت خوبصورت لگتیں۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔

(ترمذی جلد۲ ابواب شمائل ترمذی ص ۸۲۳)

چہرۂ مبارک گویا کہ قرآن کا ایک ورق: قرآن کریم کی ضیا پاشیوں کی طرح چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک بے مثل ہے۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ورق سے تشبیہ دی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ لِسِتَارَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰى وَجْهِهٖ كَاَنَّ وَرَقَةَ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَادَ النَّاسَ اَنْ يَضْطَرِبُوْا فَاَشَارَ اِلَى النَّاسِ اَنِ اثْبُتُوْا وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَمُّهُمْ وَاَلْقَى السِّجْفَ وَتُوُفِّیَ مِنَ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور میں نے آخری مرتبہ نبی کریم ﷺ کی طرف اس وقت دیکھا جب آپ ﷺ نے سوموار کے دن کھڑکی سے پردہ ہٹایا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو ایسا معلوم ہوا گویا کہ قرآن پاک کا ایک ورق ہے۔ اس وقت صحابہ کرام، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ قریب تھا کہ لوگوں میں حرکت پیدا ہوتی آپ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی امامت فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا۔ اسی دن پچھلے پہر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

(ترمذی شریف دوم باب شمائل ترمذی ص ۹۰۹)

یہی بات اس شعر میں بڑے اچھے الفاظ میں پرو دی گئی ہے

چہرۂ مصطفیٰ ﷺ اصل قرآن ہے
عاشقوں کی تلاوت پر لاکھوں سلام

Marfat.com

پھول کی مثل کھلا ہوا چہرہ مبارک: کھلے ہوئے پھول کا منظر بھی بڑا معطر و بھولا بھالا اور دلکش ہوتا ہے مگر اسے دوام نہیں۔ وہ تو چند لمحوں کیلئے اپنی خوشبو بکھیر کر چلتا بنتا ہے مگر مکھڑا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک و شادابی کو اللہ تعالیٰ نے بقا و دوام عطا کر دیا ہے اور اس کی مہک تا قیامت آنے والے محبین کے دلوں کو معطر کرتی رہے گی۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چہرۂ مبارک کو کھلے ہوئے پھول کی طرح کہہ کر حسن سرکار کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَصِفُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَابِالْقَصِیْرِ اَزْهَرَاللَّوْنِ لَیْسَ بِاَبْیَضَ اَمْهَقَ وَلَابِالْقَصِیْرِ وَلَا آدَمَ . لَیْسَ بِجَعْدٍقَطَطٍ وَلَاسَبْطٍ رَجُلٍ اُنْزِلَ عَلَیْهِ وَهُوَابْنُ اَرْبَعِیْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَسِنِیْنَ یُنْزَلُ عَلَیْهِ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَسِنِیْنَ وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عَشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَآءَ قَالَ رَبِیْعَةُ فَرَاَیْتُ شَعْرًا مِّنْ شَعْرِهٖ فَاِذَا هُوَ اَحْمَرُفَسَاَلْتُ فَقِیْلَ اَحْمَرَّمِنَ الطِّیْبِ .

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء۷۵۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا، آپ ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے یعنی نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد۔ پھول جیسا کھلا ہوا رنگ، نہ بالکل سفید اور نہ گندمی۔ سر کے موئے مبارک نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ دس سال جلوہ افروز رہے۔ آپ ﷺ کے سر اقدس اور ریش مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے بالوں میں میں سے ایک بال مبارک کی زیارت کی ہے تو اس کا رنگ سرخ تھا۔ میں نے اس بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گیا تھا۔

بے مثل حسن و جمال: حقیقت یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدنی

خصائل و جمال میں بے مثل ہیں۔ مثالیں تو صرف بعد میں آنے والوں کیلئے ہیں کہ انہیں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی و مٹھاس کا کچھ اندازہ ہو جائے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو بے مثل قرار دیا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَابِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّاسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَابَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مشکوٰۃ سوم فی الفتن ج ۵۵۴۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز قد اور پست قامت نہیں تھے۔ سر اقدس بڑا اور ریش مبارک گھنی تھی۔ ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت تھے۔ رنگ سفید سرخی مائل جوڑ موٹے، سینہ و شکم پہ لمبی لکیر، چلتے تو آگے کو جھکے ہوئے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا شخص نہیں دیکھا۔

بقول پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

سبحان اللہ ماا جملك ماا كملك ماا حسنك
كتھے مہر علی كتھے تیری ثنا گستاخ اكھیں كتھے جا لڑیاں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا: حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ بات تو دراصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین خالق کل نے تخلیق ہی نہیں کیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَارَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَابَيْنَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سرخ لباس میں لمبے بالوں والے کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ

Marfat.com

الْمَنْكَبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالطَّوِيْلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب المناقب ۱۵۶۹)

صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کندھوں پر پڑے ہوتے۔ دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ بہت پست قد تھے اور نہ ہی زیادہ دراز قد۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِیْ وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

یارسول اللہ! میری آنکھوں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، نہ کسی ماں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی صاحب جمال جنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے پیدا کئے گئے ہوں۔

سچا چہرۂ مبارک دیکھ کر قبول ایمان: حضرت عبداللہ بن سلام ایک بڑے یہودی عالم تھے۔ ان کا بیان پڑھیئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِی الْمَدِيْنَةَ اِنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَقِيْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِی النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَنْبَتُّ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ تَكَلَّمَ بِهٖ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور مشہور ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ جب میں نے غور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب

Marfat.com

اَنْ قَالَ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ سَلَامَ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب صفۃ القیامہ ح۲۷۶)

سے پہلا کلام یہ تھا، اے لوگو! سلام پھیلاؤ (کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کرو) کھانا کھلاؤ، نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

صداقت وامانت تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکھیری ہوئی خوشبو ہے جس نے چارسو عالم میں سلیم الطبع لوگوں کے قلوب کو شادماں کردیا ہے جو اس صداقت کو اپناتا ہے یہ اس کے چہرے کو مظہر حق بنا دیتی ہے۔ ایسے چہروں کو دیکھ کر حق تعالیٰ یاد آجاتا ہے تو اس مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی نورانیت وحق نمائی کا کیا عالم ہوگا کہ جسے جب ایک سلیم الطبع یہودی عالم نے دیکھا تو پکار اٹھا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے مشابہ چہرۂ مبارک:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہُ الْکَرِیْمَۃَ وَرَاَیْتُ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا دِحْیَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(ترمذی جلد۲ ابواب شمائل ترمذی ص۸۲۳)

میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے صاحب! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا تو جن کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ تھے۔

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز صحابہ کرام کا ایک منظر:

صحابہ کرام اتنے انہماک سے نماز ادا فرماتے کہ نماز کے دوران ان کی توجہ الی اللہ کا یہ حال ہوتا کہ وہ دنیا کی ہر چیز سے کٹ جاتے۔ دل میں خضوع وخشوع اور آنکھوں سے خوف وامید میں آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی ہوتیں۔ بظاہر تو جبین زمین پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکی

ہوتی مگر روح و قلب سے مشاہدۂ حق میں مستغرق ہوتے۔ اگر جسم پر گہرے زخم بھی ہوتے تو نماز میں ان پر ذرا بھی درد یا تکلیف محسوس نہ ہوتی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں اتنے محو ہوتے کہ اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی پنڈلی مبارک سے عین نماز کی حالت میں تیر کا پھالا نکالا گیا مگر انہیں ذرا خبر نہ ہوئی۔ یہی حال دوسرے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا مگر اس کے باوجود بھی ان کے دل جلوہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تانگ لیے ہوتے اور ان کی نگاہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرکوز ہوتیں۔ کئی احادیث میں ان کی اس کیفیت کا ذکر موجود ہے۔

نماز صحابہ کی کیفیت سے واقفیت کیلئے چند صحابہ کرام کی نماز کا حال ذیل کی روایات میں درج کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ:

كَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِیْ صَلَاتِهٖ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی حالت میں اپنی تمام توجہ نماز میں رکھتے تھے۔

(حیاۃ صحابہ جلد سوم ص ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت میں آتا ہے:

كَانَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحِبُّ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ كُلِّیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقِبْلَةِ اِذَا صَلّٰی حَتّٰی كَانَ يَسْتَقْبِلَ بِاِبْهَامِهِ الْقِبْلَةَ

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے تو توجہ سے اپنے اعضا قبلہ کی طرف کر لیتے۔

(طبقات ابن سعد)

چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں آخری جھلک کا منظر: جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض وصال کی شدت میں اضافہ ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کی امامت کا فریضہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اس طرح کئی روز گزر گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی امامت کیلئے مسجد نبوی میں تشریف نہ لائے جس سے صحابہ کرام زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترس گئے۔

Marfat.com

تب ایک روز ان کی قسمت نے یاوری کی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کررہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقے کے بعد مسجد نبوی کی طرف دروازے کا پردہ اٹھا کر نماز صحابہ کا منظر دیکھا تو بہت مسرور ہوئے۔ صحابہ کرام نماز میں ہی چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں ایسے منہمک ہوئے کہ انہیں اپنی نماز کا خیال تک نہ رہا اور قریب تھا کہ صحابہ کرام اسی انہماک میں نماز توڑ دیتے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو جاری رکھو اور خود پردہ لٹکا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اسی روز آخیر دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ صحابہ کرام کی نماز میں حالت اور چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی کا بیان خود صحابہ کرام کی زبانی سنیئے۔

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَ الْحُجْرَةَ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَانَ وَجْهُهٗ وَرَقَةُ مَّصْحِفِ ثُمَّ تَبَسَّمَ

(صحیح البخاری ۱:۹۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمایا (ہم نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور قرآن کے ورق کی طرح پرنور تھا۔

فَلَمَّا وَضَعَ لَنَا وَجْهَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظِرًا قَطُّ اَعْجَبَ اِلَيْنَا مِنْ وَّجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعَ لَنَا

جب پردہ ہٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ (صحیح البخاری، ۱:۹۴)

وَكَانُوْا مُتَرَصِّدِيْنَ اِلٰى حُجْرَتِهٖ فَلَمَّا اَحَسُّوْا بِرَفْعِ السَّتَرِ الْتَفَتُوْا اِلَيْهِ بِوُجُوْهِهِمْ

(لامع الدراری علی الجامع البخاری، ۳:۱۵۰)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کی توجہ حجرہ کی طرف مرکوز تھی جب انہوں نے پردے کا ہٹنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرہ انور کی طرف کر لئے۔

فهممنا ان نفتتن من الفرح برویة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم

Marfat.com

النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(ترجمۃ البخاری، ۱:۳۴۹)

کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ نیچے گرا دیا۔

جبکہ ترمذی کی روایت میں آتا ہے:

فَکَادَ النَّاسُ اَنْ یَّضْطَرِبُوْا فَاَشَارَ النَّاسَ اِنِ اثْبُتُوْا

(شمائل ترمذی)

قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔''

ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور شرک نہیں۔ اگر شرک ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو اس سے منع فرما دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز سے سلام پھیرتے وقت چہرۂ مصطفیٰ ﷺ پر نظر:

نماز کی ادائیگی کے بعد سلام پھیرتے وقت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی نظریں چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتیں اور اس عمل میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما شامل ہوتے۔ اس کا ذکر نسائی شریف کی دو روایات میں آتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ فِیْ کُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعَ وَّقِیَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّ یُسَلِّمُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّہٖ وَرَاَیْتُ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ یَفْعَلَانِ ذٰلِکَ .

(نسائی جلد اول کتاب القبلہ ص ۴۰۷)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور سرور کونین ﷺ کو تکبیر فرماتے دیکھا اور آپ ﷺ جھکتے اٹھتے کھڑے ہوتے اور بیٹھتے تھے اور دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت کہتے تھے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے رخ انور کی سفیدی نظر آتی اور میں نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی ایسے کرتے دیکھا۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰی يُرٰی بَيَاضُ خَدِّهٖ

(نسائی جلد اول کتاب القبلہ ص ۴۰۶)

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سے دیکھتے اور سلام پھیرتے وقت آپ ﷺ کے رخ انور کی چمک اور سفیدی دائیں طرف سے معلوم ہوتی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا:

ایہا صورت رہے شالا پیش نظر ۔ رہے وقت نزع تے روز حشر
وچہ قبر تے پل تھی جد ہوسی گزر ۔ سبھ کھوٹیاں تھیسن تدہ کھریاں

حسن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر دیکھنے کی کسی میں ہمت نہ تھی:

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما محبت سے سرکار کی طرف دیکھتے اور سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے۔ اس کے علاوہ انصار و مہاجرین میں سے ایسا کرنے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ عَلٰی اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ هُمْ جُلُوْسٌ وَفِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ اِلَيْهِ اَحَدًا مِنْهُمْ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ فَاِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَ اِنِ اِلَيْهِ وَ يَنْظُرُ اِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا

(ترمذی دوم ابواب المناقب ح ۱۶۰۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ان میں ہوتے لیکن ان دو حضرات کے علاوہ کوئی بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھتے اور مسکراتے۔

Marfat.com

کئی علماء کرام اور صوفیاء عظام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل حسن مستور رکھا گیا کیونکہ اسے دیکھنے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔ قرآن شاہد ہے جلوہ حسن یوسفی میں مستغرق ہوکر مصر کی باشعور عورتیں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ بیٹھیں اور انہیں اس بات کا احساس تک نہ ہوا۔ قرآن نے ان الفاظ میں اس بات کا ذکر کیا وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ وَھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ اور ورطہ حیرت میں زنان مصر نے پیکر یوسفی کے بارے یہ بات کہی مَاھٰذَا بَشَرٌ اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ یہ کوئی بشر نہیں یہ کوئی معزز فرشتہ ہے تو پھر حسن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہوگا۔ اس لیے ایک شب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تبسم ریزی کے دوران نکلنے والے نور کی روشنی سے شب کی تاریکی میں اپنی گری ہوئی سوئی ڈھونڈ لی۔

حسن کل: علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وَلِذَقَالَ عَلِیٌّ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ اَیْ عِنْدَالْعَجْزِ عَنْ وَصْفِہٖ لَمْ اَدْقَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ ثُمَّ لَمْ یَفْتَتِنْ بِہٖ مَعَ اَنَّہٗ اُوْتِیَ کُلَّ الْحُسْنِ کَمَاقَالَ۔

اسی لیے کہ سکان سدرۃ المنتہیٰ کی نظریں بھی صرف حجاب تک پہنچیں۔ اصل حسن و جمال محمدی ﷺ کو انہوں نے بھی نہیں دیکھا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا جب آپ ﷺ کی تعریف کرنے سے عاجز آتا تو یہ کہتا کہ میں نے حضور ﷺ سے پہلے اور حضور ﷺ کے بعد حضور ﷺ جیسا نہ دیکھا اور اسی وجہ سے کوئی فتنہ اور مصیبت میں پڑ کر لے عقل نہ ہو حالانکہ حضور کو کل حسن عطا ہوا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

بِجَمَالِ حَجْبَتِہٖ بِجَلَالٍ طَابَ وَاسْتَعْذَبَ الْعَذَابَ ھُنَا کَا

جمال کے جلال میں محجوب ہونے کی وجہ سے یہاں عذاب (جلال) کو لذیذ اور میٹھا خوشگوار پایا۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۸)

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تقاضائے ایمان: تمام آئمہ، فقیہا،

Marfat.com

علمائے کرام نے اس بات کی وضاحت کی ہے کامل ایمان کا تقاضا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن مبارک کو بے مثل تسلیم کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری و باطنی محاسن تمام مخلوق سے وراء ہیں اتنے اوصاف کسی اور کے بدن میں نہ جمع ہوئے نہ جمع ہوں گے۔

اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے امام علی قاری حنفی محدث مکی فرماتے ہیں۔

مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ آدَمِیٍّ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّآلَةِ عَلٰی مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے اور ایسے محاسن ظاہرہ جو محاسن باطنہ پہ دلالت کرنے والے ہوتے ہیں جمع نہ ہوئے جتنے اور

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف میں جمع ہیں۔ (جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۹)

پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنا عقید کیا خوب بیان فرمایا ہے:

کوئی مثل نہ ڈھولن دی

چپ کر مہر علی ایہہ جانہیں بولن دی

خوشبوئے بدن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو کی مہک دنیا و آخرت کی ہر چیز کی خوشبو سے خوشتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزرتے تو وہ راستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو سے مہک اٹھتے جس سے عشاق کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے میں بہت آسانی ہوتی۔ وہ ان خوشبوؤں کو سونگھتے ہوئے سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستے سے گزرتے تو اگر کوئی آپ ﷺ

طِیْبِ عَرْقِہٖ اَوْقَالَ مِنْ رِیْحِ عَرْقِہٖ ۔

(مشکوٰۃ سوم فی الفتن ح ۵۵۴۳)

کے بعد گزرتا وہ پسینے کی خوشبو کے باعث جان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے ہیں۔

مشک وعنبر سے خوشتر خوشبو مبارک: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھنے والی خوشبو مشک وعنبر میں نہیں ہے۔ اس بات کی گواہی وہ معزز فرد دے رہا ہے جس نے دس سال تک لگاتار اس خوشبوئے مبارک سے اپنے دماغ کو معطر کئے رکھا۔

عَنْ ثَابَتٍ قَالَ اَنَسٌ مَاشَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَامِسْکًا وَلَا شَیْئًا اَطْیَبَ مِنْ رِیْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَامَسِسْتُ شَیْئًا قَطُّ دِیْبَاجًا وَلَاحَرِیْرًا اَلْیَنَ مَسًّا مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

(مسلم ۲: کتاب الفضائل ۵۹۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی جیسی خوشبو تھی ایسی خوشبو مشک میں تھی نہ عنبر میں، نہ کسی اور چیز میں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے زیادہ ملائم دیباج کو پایا نہ حریر کو۔ (یہ ریشم کی اقسام ہیں)

رات کے وقت خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: جہاں کوئی بہترین خوشبو موجود ہو تو وہاں کی ساری فضا اس خوشبو سے مہکنے لگتی ہے اور جن کے دماغ کی سونگھنے کی حس صحیح ہو انہیں محفل خوشبو میں عجیب قسم کی فرحت وشادمانی محسوس ہونے لگتی ہے مگر اس کیف وسرور کا کیا حال ہوگا جب اندھیری رات میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لاتے ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کس قدر خوشی سے لبریز ہوتے ہوں گے۔

اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْرَفُ بِرِیْحِ الطِّیْبِ اِذَا قَبَلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

(مسند امام اعظم کتاب الفضائل ص ۲۸۸)

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْرَفُ بِالَّيْلِ اِذَا قَبَّلَ اِلَى الْمَسْجِدِ بِرِيْحِ الطِّيْبِ

کو پہچان لیتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب مسجد میں تشریف لاتے تو اپنی پاکیزہ خوشبو سے پہچان لیے جاتے۔

(مسند امام اعظم کتاب الفضائل ص ۲۸۹)

تبسم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبسم ریزی کا منظر اہل ایمان کیلئے انتہائی روح افزا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم ریزی فرماتے تو محسوس ہوتا کہ گویا منہ مبارک سے پھول کی بتیاں بکھر کر سارے ماحول کو مہک سے لبریز کر رہی ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ مَا كَانَ ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا تَبَسُّمًا

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔

(ترمذی دوم ابواب الدعوات ح ۱۵۷۶)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری و باطنی اوصاف کے متعلق ہر محبّ کا ایمان حضرت امام اعظم کے ان اشعار کے مطابق ہونا چاہئے۔

قَدْ فُقْتَ يَاطٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَآءِ ... طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرَاكَ

وَاللّٰهِ يَاسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ ... فِى الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

(۱).....اے طٰہٰ لقب والے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی پاک ہے وہ ذات جس نے رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لامکان کی سیر کرائی۔

(۲).....اللہ کی قسم! اے یٰسین لقب والے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تو تمام مخلوق میں نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ قسم اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سربلند کیا۔

پسینہ مبارک کی خوشبو: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں کوئی قابل نفرت پہلو نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلائے مبارکہ سے خوشبو آتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو خوشبو میں ملا کر خوشبو کو خوب تر کرلیا جاتا تھا۔

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَاهٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْ بَرَكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ .

(متفق علیہ) (مشکوٰۃ، سوم، الفتن ح ۵۵۳۹)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرماتے۔ وہ چمڑے کا بستر بچھا دیتیں تو اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ ﷺ کو پسینہ بہت آتا لہٰذا یہ آپ ﷺ کا پسینہ جمع کرلیتیں اور اسے خوشبو میں ڈال لیتیں۔ نبی کریم نے فرمایا، اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے اور میں نے خوشبو میں ڈال لیا ہے اور یہ خوشبو سے خوشبودار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عرض گزار ہوئیں، یارسول اللہ ﷺ ہم اس سے اپنے بچوں کیلئے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔

جلال مبارک: اگر کوئی پہلی مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھتا تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال مبارک کی ہیبت طاری ہوجاتی مگر دوسری بار اور بعد میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کیلئے محب بن جاتا۔

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَ دُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ قَالَ مُوْسٰى بِنْتُ حَرْمَلَةَ وَكَانَتَا رَبِيْبَتِيْ قَيْلَةَ بِنْتُ

عبداللہ بن حسان عنبری ان کی دادیاں صفیہ اور دحیبہ ان کے والد محترم کی دادی جان حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی

Marfat.com

مَخْرَمَةَ وَكَانَتْ جَدَّةَ اَبِيْهِمَا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُمَا اَنَّهَا رَاَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَآءِ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَشِّعُ وَقَالَ مُوْسَى الْمُخْتَشِّعُ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ ۔

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرفصاء کی حالت میں (گھٹنے کھڑے کرکے اور ہاتھوں سے حلقہ بنا کر) بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رعب طاری ہوگیا۔ موسیٰ راوی نے کہا کہ المختشع رعب طاری ہونے کو کہتے ہیں۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب: ۱۴۲۰)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَكَلَّمَهُ فَجَعَلَ تَرْعَدُ فَرَآئِصُهُ فَقَالَ لَهُ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ اِمْدَاةٍ تَاْكُلُ الْقَدِيْدَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ اِسْمَاعِيْلَ وَحْدَهُ وَصَلَةُ

ابومسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی لیکن وہ ڈر سے کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت دیکھ کر فرمایا تم خوف نہ کرو۔ میں کوئی بادشاہ نہیں۔ میں ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الاطعمۃ ۱۱۰۱)

بقول علامہ اقبال ؎

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زبیر نے اپنے ایک شعر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف جلال کے متعلق لکھا ہے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَآءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سیف ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خاندان میں پیدا کیا گیا جو زمانہ جاہلیت میں بھی دوسرے خاندانوں سے زیادہ مہمان نوازی، حجاج کی خدمت، برائی سے دوری، غرباء و یتیموں کی مدد کے خصائل میں منفرد تھا۔ وہ دوسروں سے تہذیب و شائستگی میں سبقت رکھتے تھے۔ نیکی و سخاوت کا اس وقت جو بھی بچا کھچا نظام تھا اس میں خاندان ہاشم دوسروں پر فوقیت رکھتا تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں حرام کاری کا عمل دخل نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے بھی زنا کا ارتکاب نہ کیا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کی بنیاد پر وجاہت رکھنے والے خاندان میں پیدا فرمائے گئے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وصف میں بھی دوسروں سے سبقت لے گئے۔

وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْـاءً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدُالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلَقَ وَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ وَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ گویا انہوں نے کوئی نامناسب بات سنی تھی۔ پس نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا، میں کون ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے مجھے بہترین مخلوق میں رکھا۔ پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان

Marfat.com

فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُهُمْ نَفْسًا وَخَیْرُهُمْ بَیْتًا

(ترمذی مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۰۹)

کے بہتر قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے بہتر گھرانے میں رکھا۔ پس میں ان میں ذاتی طور پر اور گھرانے کے لحاظ سے بہتر ہوں۔

سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیرت مبارکہ کے لحاظ سے بے مثل و یگانہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسنِ سیرت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بھی اقرار کرتے تھے۔ جو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا وہ ہمیشہ کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اعتراف کر لیتا۔ زمانہ امن و جنگ میں جو طرز عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنوں اور غیروں سے اپنایا اس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بڑے احسن انداز میں ذکر کیا ہے جو ذیل میں درج ہے۔

قَالَ الْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلْتُ اَبِیْ عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی مَنْزِلِهٖ جَزَّءَ دُخُوْلَهٗ ثَلٰثَةَ اَجْزَآءٍ جُزْءً لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَجُزْءً لِاَهْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّءَ جُزْءَهٗ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّاسَ فَیَرُدُّ ذٰلِكَ بِالْخَاصَةِ عَلَی الْعَامَةِ وَلَایَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَیْاءً وَكَانَ مِنْ سِیْرَتِهٖ فِیْ جُزْءِ الْاُمَّةِ اِیْثَارُ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لانے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو اپنے گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے، ایک حصہ گھر والوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے۔ پھر اپنا حصہ

Marfat.com

اَهْلِ الْفَضْلِ بِاِذْنِهٖ وَقَسْمُهٗ عَلٰى قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِىْ الدِّيْنِ فَمِنْهُمْ ذُوالْحَاجَةِ وَمِنْهُمْ ذُوالْحَاجَتَيْنِ وَمِنْهُمْ ذُوالْحَوَآئِجِ فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَيُشْغِلُهُمْ فِيْمَا يُصْلِحُهُمْ وَلْاُمَّةَ مِنْ مَسْئَلَتِهِمْ عَنْهُ وَ اَخْبَارِهِمْ بِالَّذِىْ يَنْبَغِىْ لَهُمْ وَيَقُوْلُ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَآئِبَ وَاَبْلُغُوْنِىْ حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَايُذْكَرُ عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِكَ وَلَا يَقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ غَيْرَهٗ يَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَلَا يَفْتَرِقُوْنَ اِلَّاعَنْ ذَوَاقٍ وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِىْ عَلَى الْخَيْرِ قَالَ فَسَاَلْتُهٗ عُنْ مَخْرَجِهٖ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ اِلَّافِيْمَا يَعْنِيْهِ وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُنَفِّرُهُمْ وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ وَيُحَذِّرُالنَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِاَنْ يَطْوِىَ عَنْ اَحَدٍ مِنْهُ بِشْرَهٗ وَلَاخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ وَيَسْئَلُ النَّاسَ عَمَّا فِىْ النَّاسِ وَيُحَسِّنُ

اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے۔ پس اپنے فیوض و برکات خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچا دیتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے۔ امت کے حصہ کے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ علم و عمل والوں کو گھر کے اندر آنے کی اجازت فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت ہوتی کوئی اور ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ضروریات میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، حاضر کو غائب تک سنے ہوئے مسائل پہنچانے چاہیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

الْحَسَنَ وَيُقَوِّيْهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّيْهِ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرَ مُخْتَلِفٍ وَلَايَغْفِلُ مَخَافَةَ اَنْ يَغْفُلُوْا اَوْيَمِلُّوْا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ وَلَايُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَايُجَاوِزُهٗ اَلَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ اَفْضَلُهُمْ عِنْدَهٗ اَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً وَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً اَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً قَالَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَجْلِسِهٖ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَقُوْمُ وَلَا يَجْلِسُ اِلَّا عَلٰى ذِكْرٍ وَاِذَا انْتَهٰى اِلٰى قَوْمٍ فَجَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَاْمُرُ بِذٰلِكَ يُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَائِهٖ بِنَصِيْبِهٖ لَايَحْسِبُ جَلِيْسُهٗ اَنَّ اَحَدًا اَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهٗ اَوْفَاوَضَهٗ فِيْ حَاجَةٍ صَابَرَهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَالْمُنْصَرِفَ عَنْهُ وَمَنْ سَاَلَهٗ حَاجَتَهٗ لَمْ يَرُدَّهٗ اِلَّا بِهَا اَوْبِمَيْسُوْرٍ مِّنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهٗ وَخُلُقُهٗ فَصَارَ لَهُمْ اَبًا وَصَارُوْا عِنْدَهٗ فِي الْحَقِّ سَوَآءً مَجْلِسُهٗ مَجْلِسُ حِلْمٍ وَحَيَآءٍ وَصَبْرٍ وَاَمَانَةٍ

قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف یعنی فضول بات قبول نہیں فرماتے تھے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم و فضل کی چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو علم و فضل کے علاوہ کھانا وغیرہ بھی کھاتے اور بھلائی کے راہ نما بن کر جاتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ ہونے دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے

Marfat.com

لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْشٰى فَلَتَاتُهٗ مُتَعَادِلِيْنَ بَلْ كَانُوْا يَتَفَاضَلُوْنَ فِيْهِ بِالتَّقْوٰى مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمُوْنَ فِيْهِ الصَّغِيْرَ وَ يُؤْثِرُوْنَ ذَاالْحَاجَةِ وَيَحْفَظُوْنَ الْغَرِيْبَ

پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے۔ برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل وکمزور کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور صحابہ کرام سے بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر حالت کیلئے مکمل سامان ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے یعنی حق پر رہتے۔ لوگوں میں سے بہترین افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین ہوتے جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک افضل ہوتا۔ اور جو شخص لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس مبارک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے یعنی سب سے برابر پیش آتے۔ کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دے دیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کیلئے باپ کی طرح

Marfat.com

تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک برابر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس بردباری، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی معزز لوگوں کی عزتوں پر عیب لگایا جاتا۔ اس مجلس مبارک کی غلطیاں بالفرض کسی سے صادر بھی ہوجائے۔ پھیلائی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے۔ ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے۔ حاجت مندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر کے حقوق کا خیال رکھتے۔ (ترمذی جلد۲ شمائل ترمذی ص ۸۹۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم راست گو افراد سے محبت کرتے ہیں اگر کسی کی صداقت اس سے محبت کی وجہ بنتی ہے تو یہ خوبی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کمال تک موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک ارشاد مبارک سچائی کے اعلیٰ معیار پر اترتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے خوشی وغم، امن و جنگ میں بھی حق ہی نکلا۔ اس بات کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تصدیق فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ اَسْمَعُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْدُ حِفْظَهٗ فَنَهَتْنِىْ وَقَالُوْا اَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهٗ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِى الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابَةِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَاَ بِاِصْبَعِهٖ اِلٰى فِيْهِ فَقَالَ اُكْتُبْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں یاد کرنے کے ارادے سے ہر اس بات کو لکھ لیا کرتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا۔ پس لوگوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر اس بات کو لکھ لیتے ہیں جو کہ سنتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر ہیں جو ناراضگی اور رضامندی میں بھی کلام فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا

Marfat.com

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَایَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّاحَقٌّ .

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العلم ۲۵۰)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت مبارک سے دہن اقدس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، لکھتے رہو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس سے کوئی بات نہیں نکلتی۔ مگر حق۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلی ہوئی بکریاں مانگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرما دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ اِعْطَاءً مَایَخَافُ الْفَقْرَ ،لوگو! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ اللہ کی قسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فقر سے ڈرتے ہی نہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۵۷)

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اسے تین دن میں اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے سوال پر لفظ ''نہیں'' نہ فرمایا۔ کسی شاعر نے سخاوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خوب فرمایا:

نہ ان کے جیسا سخی ہے کوئی نہ ان کے جیسا غنی ہے کوئی
وہ بینواؤں کو ہر جگہ سے نوازتے ہیں بلا بلا کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری: حضور صلی اللہ علیہ وسلم شجاعت و بسالت کے لحاظ سے کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔ پورے عرب میں سے کوئی طاقتور پہلوان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دم نہ مار سکا۔ ایک دفعہ عرب کا طاقتور ترین شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے ایمان لانے کی یہ شرط رکھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آن واحد میں پچھاڑ دیا۔ وہ اٹھا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور کہا یہ طاقت انسان کی ذاتی طاقت نہیں۔ پس

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طاقت وشجاعت کے لحاظ سے بھی بے مثل تھے۔ جنگ احد اور ہوازن میں جب مسلمانوں میں انتشار پھیلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلئے میدان جنگ میں دشمنوں کے خلاف ڈٹے رہے اور بلند آواز سے یہ فرماتے رہے کہ میں اللہ کا سچا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کے صرف دو واقعات ذیل میں درج کئے گئے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ فِيْ عُنُقِهِ السَّيْفِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا اَوْاِنَّهٗ لَبَحْرٌ قَالَ وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّاءُ

(مسلم ج ٦ کتاب الفضائل: ۵۸۸۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے۔ صحابہ اس آواز کی طرف گئے۔ راستہ میں ان کو رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک میں تلوار تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ وہ سمندر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔

عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانِ الرَّؤْئَ اَنَّ جَابِرَا بْنَ عَبْدِاللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ غَزَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دو سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ کسی غزوہ میں

Marfat.com

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللّٰهِ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ اِذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ .

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ تو ایک ایسی وادی میں قیلولہ کا وقت ہوگیا جس میں گھنے درخت تھے۔ لوگ درختوں کے سائے میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوگئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی اور سو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ایک اجنبی آدمی کو اپنے پاس دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہا اس نے میری تلوار سونت لی اور کہنے لگا۔ اب تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا اللہ! تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ یہ بیٹھا ہے لیکن آپ ﷺ نے اس سے انتقام نہیں لیا۔

(بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر: ۱۷۳)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو عظیم کہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اخلاق کو اعلیٰ معیار تک پہنچانے کیلئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے لحاظ سے بھی سب سے اچھے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کبھی گالی گلوچ نہ آئی۔ کبھی غصے میں بھی زبان مبارک سے غیر شائستہ الفاظ نہ نکلے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام کیلئے کسی کو نہ مارا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق، قرآن ناطق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارک ہر دکھ کی دوا ہے اور ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خلق

Marfat.com

(پ ۲۹ سورت القلم: ۱تا۴/ ۶۸) عظیم کے مالک ہیں۔

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق چند احادیث حسب ذیل ہیں:

اَبُوْ حَنِیْفَه عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْه عَنْ مسروق انهٗ سال عَائِشَة عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَمَا تَقْرَأُ الْقُرْاٰنِ ۔

(سند امام اعظم کتاب الفضائل)

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں معلومات چاہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔

عَنِ الْبَرَآءَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الذَّهِبِ وَلَابِالْقَصِیْرِ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سب سے زیادہ حسین تھا اور آپ ﷺ کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔ آپ ﷺ کا قد لمبا تھا نہ چھوٹا۔ (مسلم ج ۶ کتاب الفضائل ۵۹۴۵)

عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ۔ مَا اَنْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ یُّؤْتٰی ۔

(بخاری کتاب المحاربین ۱۷۴۹)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملے میں اپنی ذات کا کبھی انتقام نہیں لیا خواہ کیسی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی گئی ہو۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ ۔

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۲۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ اخلاق کی تکمیل اچھے افعال کو درجہ کمال تک پہنچانے کیلئے مبعوث فرمایا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم کا سراپا رحمت

فخر موجودات حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت میں سے ہر چیز کو حصہ ملا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و کرم سے اہل ایمان ہی حقیقی طور پر فائدہ اٹھانے والے ہیں کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کے راستے کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے پوری طرح مالا مال کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جہانوں کیلئے رحمت عامہ کا ذکر یوں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (پ ۱۷ انبیاء: ۱۰۷/۲۱)

اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل ایمان پر مشفق و نرم خو ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ ہے کیونکہ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمدلی کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور انہیں ایمان اور تمام جہانوں کی سعادتیں مل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو یوں بیان کیا:

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ط

اور جو تم میں مسلمان ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کیلئے رحمت ہیں۔ (التوبۃ ۶۱)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص

اے محبوب ﷺ یہ اللہ کی رحمت سے ہے کہ آپ ﷺ ان کیلئے مشفق و نرم دل ہیں اور اگر آپ ﷺ سخت دل ہوتے تو یہ مسلمان تمہارے پاس پریشان ہو جاتے۔ (آل عمران ۱۵۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اس غم میں پڑے رہتے کہ یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے کلام پر کیوں نہیں ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کریں۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ (الکہف ۶/۱۸)

تو کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی جان کو اس غم میں ختم کرلیں گے کہ وہ اس بات یعنی قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

فرمایا مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر مشرکین کیلئے بھی لعنت کی دعا نہ فرماتے تھے۔ اگر کوئی مشرکین کیلئے لعنت کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا تو فرماتے مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً

(مسلم کتاب البر والصلۃ والادب ۷ ح ۶۴۸۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں معبوث کیا گیا، مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے اسے دوسروں پر علم و حکمت میں فوقیت عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جتنا کوئی زیادہ علم رکھتا ہے اتنی ہی اسے اللہ تعالیٰ کی صفات و ذات کے متعلق آگاہی زیادہ حاصل ہوتی ہے کیونکہ کائنات میں ہر جگہ اس کی ہی حکومت و تسلط ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کے حقائق اس کے بندوں پر منکشف کئے جاتے ہیں تو وہ اس کی عظمت کے اور زیادہ قائل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قوت و عظمت سے آگہی پا کر اور اپنے اوپر اس کے احسانات کو دیکھ کر خدا کے زیادہ شکر گزار و عبادت گزار بندے بن جاتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کا روحانی مشاہدہ کرایا اور اس کے

Marfat.com

متعلق فرمایا: وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْقِنِيْنَ یعنی اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان وزمین پر اپنی حکومت دکھائی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں''۔ (انعام:۷۵/۶) یہ آیت اس مقصد کو بیان کر رہی ہے جس کے تحت اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو پوشیدہ باتوں اور امور غیبیہ کا علم عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے ان علوم کی عطا پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کیا اور مقام عبودیت میں دوسروں سے فوقیت لے گئے۔ ان میں سے کسی نے ان علوم غیبیہ کی عطا پر غرور وتکبر کا اظہار نہ فرمایا اور نہ ہی پروردگار کی نافرمانی کی۔

کیونکہ علوم سے بندہ صاحب مرتبہ ہوتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق میں سے سب سے زیادہ علوم عطا ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ہر چیز سے مطلع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو پایا اور اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی وحدانیت کا اقرار کروایا تو فرمایا اے میرے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہ اللہ ایک ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے علوم عطا ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسانات ہیں۔ وہ عطائی ہیں ذاتی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے علوم ذاتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بھی مخلوق، اللہ کے علوم قدیم ہیں اور مخلوق کے علوم حادث ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علوم کی ان الفاظ میں خبر دی ہے:

فَاَوْرَثَنِيْ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ	اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین وآخرین کا وارث
وَعَلَّمَنِيْ عُلُوْمًا شَتّٰى فَعِلْمٌ	بنایا اور مختلف علوم کی مجھے خبر دی۔ ایک علم
اَخِذٌ عَلَيَّ كَتْمَانُهٗ اِذْ عِلْمٌ اَنَّهٗ	وہ ہے جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى حَمْلِهٖ غَيْرِيْ وَعِلْمٌ	کیونکہ وہ ایسا علم ہے جس کو میرے بغیر کوئی
خَيَّرَنِيْ فِيْهِ وَعِلْمٌ اَمَرَنِيْ بِتَبْلِيْغِهٖ	نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرا علم وہ ہے جس کے

Marfat.com

اِلٰی الْعَامِ وَالْخَاصِ ۔ (تفسیر روح البیان جلد۳ صفحہ۴۷۲)

بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ وہ ہر خاص و عام کو تبلیغ کردو۔

قرآن کی آیات کی روشنی میں علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم : اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ رحمٰن کی ذات ہی ہے جس نے اپنے محبوب بندے کو قرآن سکھایا ہے۔ جب قرآن سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہو اور سیکھنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، تو تحصیل علم کا کیا مقام ہوگا۔ اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ ط (پ۲۷ رحمٰن ۱تا۲/۵۵)

رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے (بندۂ خاص) کو قرآن سکھایا۔

قرآن کی صورت میں جو علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ان کی ماہیت کیا ہے۔ اس کی حضور نبی کریم نے خود ہی وضاحت فرمائی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ یَااُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰهِ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَااَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے امت محمد! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو ضرور تم بہت زیادہ روتے اور ضرور تم بہت کم ہنستے۔

(بخاری جلد۳ کتاب الایمان النذور ۱۵۴۰)

علوم کی عطا اور فضل عظیم : اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن میں فرمایا کہ اے محبوب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب وحکمت سے لبریز کیا اور وہ علم دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہ جانتے تھے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

اور اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب وحکمت نازل فرمائی اور تمہیں وہ علم

Marfat.com

تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○

دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل عظیم ہے۔ (پ۵ نساء: ۴/۱۱۳)

شرح صدر: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو علوم و عرفان کیلئے کھول دیا اور سینہ مبارک کو علوم و حکمت، عوارف و معانی کا مرکز بنا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن تبلیغ کو آسان فرما دیا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر لوگوں کو ان کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ فرما دیا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○

(پ۳۰، الم نشرح ۱ تا ۳/۹۴)

کیا ہم نے آپ (ﷺ) کیلئے آپ (ﷺ) کا سینہ کشادہ نہیں فرمایا اور ہم نے آپ (ﷺ) سے آپ (ﷺ) کا بوجھ اتار دیا جس نے آپ (ﷺ) کو مشقت میں ڈال رکھا تھا۔

ہر خشک و تر کا علم سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہر خشک و تر کا علم رکھا ہے اور اس میں ہر چیز کے اسرار درج فرما دیئے۔ ہر چیز کا صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے اور یہ کتاب سینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتاری گئی۔ اس کے معنی و تشریح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خود آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا ذکر ان آیات مبارکہ میں کیا ہے۔

وَلَارَطْبٍ وَّلَايَابِسٍ اِلَّافِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

اور کوئی تر اور خشک نہیں مگر ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا۔ (الانعام۔۵۹)

مَافَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ

ہم نے اس کتاب میں نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز۔ (الانعام ۳۸)

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (یونس ۳۷)

سب کی تفصیل ہے اس قرآن میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا

روشن بیان ہے۔ (النحل ۸۹)

شَیءٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے جن علوم کی تحصیل کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں اپنے علوم کی وضاحت کی ہے۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ رَفَعَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(رواہ نعیم بن حماد (المتوفی ۳۳۸ھ) المواہب اللدنیہ للامام القسطلانی جلد صفحہ ۱۹۲ شرح للزرقانی جلد ۷ کنز العمال لعلی المتقی

قیامت تک کے واقعات کی خبریں ارشاد فرمانا: کتب حدیث میں کتاب الفتن کے نام سے ابواب متعین ہیں اور ان ابواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث درج ہیں جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے چیدہ چیدہ واقعات کی خبر دی ہے جنہیں پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے سامنے عقلیں حیران ہو جاتی ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا اور اس میں تا قیامت واقعات کی خبر دی۔

عَنْ اَبُوْزَیْدٍ یَعْنِیْ عَمْرَوبْنَ اَخْطَبَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَالْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَالْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَالْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آ گئی۔ آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر ظہر پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر آ گئی۔ پھر آپ ﷺ نے اتر کر عصر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا پھر آپ ﷺ نے ہمیں وہ تمام چیزیں

هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا

(مسلم ج ۷ کتاب الفتن والشراط الساعۃ ۷۱۳۹)

بتا دیں جو ہو چکی تھیں اور ہونے والی تھیں۔ یعنی ما کان وما یکون کی خبریں دیں۔ سو جو ہم میں زیادہ حافظ تھا وہ زیادہ عالم تھا۔

۵ بخاری کی روایت:

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلُوْا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْفَوْهُ بِالْمَسْئَلَةِ فَصَعِدَاالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ ۔ لاَتَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّابَیَّنْتُ لَکُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا وَاِذَا کُلُّ رَجُلٍ رَاْسُهُ فِیْ ثَوْبِهٖ یَبْکِیْ فَاَنْشَا رَجُلٌ کَانَ اِذَا لاَحٰی یُدْعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ فَقَالَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِیْ فَقَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَنْشَاءَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلاَمِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً نَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَارَاَیْتُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ کَالْیَوْمِ قَطُّ اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰی رَاَیْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ قَالَ قَتَادَةُ یُذْکَرُ هٰذَا الْحَدِیْثُ عِنْدَ

قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے یہاں تک کہ جب سوالات کی بوچھاڑ کردی تو ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا تم مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھو گے مگر میں تمہارے لیے بیان کردوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں ملاحظہ فرمانے لگے تو شمع نبوت کا ہر پروانہ اپنے کپڑے میں سر چھپا کر رو رہا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی سامنے ہوا جس کو تکرار کے وقت بعض لوگ اس کے باپ کے سوا دوسرے کا کہتے تھے۔ وہ عرض گزار ہوا کہ یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ تمہارا والد خذافہ ہے۔ پھر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے ہوئے اور عرض کی، ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ ہم فتنوں کی

Marfat.com

هٰذَه الْاٰيَةِ يٰـاَيُّهَـا الَّـذِيـنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْـاَلُـوْا عَـنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُـمْ وَقَـالَ عَبَّـاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَـدَّثَـنَـا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِـيَّ الـلّٰـهُ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافَارَاْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ ۔ وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ اَوْقَالَ

(بخاری جلد۳ کتاب الفتن ۱۹۶۸)

بڑائی سے پناہ مانگتے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی طرح خیروشر کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میرے سامنے جنت اور دوزخ مثالی شکل میں پیش کی گئیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں دیوار کے پرے دیکھا۔ قتادہ کا قول ہے کہ یہ حدیث اس آیت، اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں (سورہ المائدہ آیت ۱۰۱) کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔ عباس نرسی، یزید بن زریع، سعد، قتادہ، حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہوئے فرمایا، ہر شخص اپنے سر کو کپڑوں میں چھپانے لگا۔

قیصر وکسریٰ کی ہلاکت کی خبر:

اَنَّ اَبَـاهُـرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْـــرٰى فَلَا كِسْـــرٰى بَـعْـدَهٗ وَاِذَاهَـلَكَ قَيْـصَرُ فَلَاقَيْصَرَ بَعْدَهٗ، وَالَّـذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍبِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

(بخاری جلد سوم کتاب الایمان النذور ۱۵۳۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم ضرور ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت بصارت:

حَـدَّثَـنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكَ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان

عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَتِمُّوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِّنْ بَعْدِ ظَهْرِیْ ۔

(بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور ۱۵۵۴)

ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ رکوع اور سجود پوری طرح کیا کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جبکہ تم رکوع کرتے ہو یا سجدہ۔

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک کی پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّیْ اَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْمَطَرِ (رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲ و مسلم جلد صفحہ ۳۸۹ مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ۱ صفحہ ۴۶۲)

جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو۔ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَوَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ

(متفق علیہ، صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲ صحیح مسلم)

یعنی اللہ کی قسم میں تمہیں اپنے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا۔

حوض کوثر کو ملاحظہ فرمانا: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضَ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا

(متفق علیہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۵)

تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بے شک میں اس حوض کوثر کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

علوم غیبیہ کی عطا: علوم غیبیہ کی تحصیل مخلوق کیلئے محال نہیں بلکہ روا ہے۔ اگر علوم غیبیہ کا ہونا مخلوق کیلئے باعث شرک و کفر ہوتا تو اللہ تعالیٰ علوم غیبیہ اپنے خاص رسولوں کو عطا نہ

Marfat.com

فرماتا بلکہ یہ علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسل میں سے کچھ رسولوں کو اپنی مشیت سے عطا فرمائے اور اس کے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ۱۷۹)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۹۲ جن: ۲۶ تا ۲۷/۲۷)

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اللہ غیب کو جانتا ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند فرماتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کرنے والے کو مامور کر دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ خاص رسل کو یہ علوم غیبیہ عطا کئے گئے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علوم بدرجا اولیٰ عطا ہوئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں کے پیشوا ہیں۔

زمین پر ہوتے ہوئے جنت دوزخ کا مشاہدہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَرَأَ نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ لَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورج گرہن ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک سورہ بقرہ کی تلاوت کے انداز سے تک کھڑے رہے۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل رکوع فرمایا۔ پھر سر مبارک اٹھایا۔ پھر بڑی دیر تک کھڑے رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قیام پہلے کی نسبت کم تھا۔

Marfat.com

رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لاَيَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلاَ بِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوْ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْاً فِىْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ اَوْاُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْاَخَذْتُهُ لاَكَلْتُمْ مِنْهُ بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَكَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْلِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْوْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفِرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْاَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيأً قَالَتْ مَارَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .

(نسائی جلد اول کتاب الکسوف ص ۴۶۵)

بعدازاں ایک لمبا رکوع فرمایا لیکن پہلے کی نسبت کم۔ پھر سجدہ فرمایا پھر طویل قیام فرمایا۔ مگر قیام اول سے کم پھر طویل رکوع فرمایا مگر رکوع اول سے کم پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا مگر پہلے سے کم پھر لمبا رکوع مگر پہلے سے کم اور پھر سجدہ کیا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو سورج گرہن دور ہوگیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سورج گرہن اللہ جل شانہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں کسی کی وفات اور زندگی کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ جل شانہ کو یاد کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ سے بڑھ کر کوئی چیز لیتے ہوئے دیکھا۔ بعدازاں ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی۔ میں نے اس میں سے جنت کے میوے کا ایک خوشہ لینا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو جب تک یہ دنیا قائم ہے تم کھایا کرتے۔ پھر مجھے جہنم دکھائی گئی۔ میں نے آج تک ایسی بھیانک چیز نہیں دیکھی۔ اور میں نے اس میں بہت سی عورتوں کو دیکھا۔ صحابہ کرام نے پوچھا

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ جل شانہ کی ناشکری کرنے کی وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں اور اس کی احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم عورت کے ساتھ ساری عمر انصاف کرو۔ بعدازاں وہ تمہاری کوئی ایک بات بری دیکھے تو کہنے لگتی ہے کہ میں نے تم سے کبھی خیر خواہی اور بھلائی حاصل نہیں کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم عیب کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ میرے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

وَمَاهُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ○ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(التکویر۔۲۴)

قرآن پاک میں صحابہ کرام کو منع فرما دیا گیا کہ وہ کوئی ایسی بات نہ پوچھیں جس کی خبر انہیں ناگوار ہو اور اگر وہ نزول قرآن کے وقت پوچھیں گئے تو ان پر ظاہر کر دی جائے گی۔

حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی خبر دینا:

حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَآءٍ وَكَهْمَسُ ابْنُ الْمِنْهَالِ قَالاَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى اُحُدٍ وَمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُوَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اثْبُتْ اُحَدُ فَمَاعَلَيْكَ اِلَّانَبِيٌّ وَصَدِّيْقٌ اَوْشَهِيْدَانِ

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ پہاڑ کو وجد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا، احد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

(بخاری جلد۲ کتاب الانبیاء۸۸۳)

قبر میں دفن شدہ سونے کی خبر: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کی طرف نکلے۔ ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے جو عذاب سے بچنے کیلئے حرم کی حد میں رہتا تھا۔ جب وہ اس سے باہر نکلا تو اسی عذاب میں گرفتار ہوا جو اس کی قوم پر آیا تھا اور اس جگہ دفن کیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ بھی دفن کی گئی تھی۔ اگر تم اس کی قبر کو کھودو تو اس کے ساتھ سلاخ کو پالو گے۔ لوگ اس کی طرف دوڑے اور اس سلاخ کو نکال لیا۔ (ابوداؤد جلد کتاب الخراج ۱۳۱۳)

حضرت مولانا اختر شاہجہانپوری لکھتے ہیں کہ ابورغال قوم ثمود کا ایک فرد تھا جو ثقیف کا جداعلیٰ بنا۔ اس نے اپنی قوم کی کرتوت کو دیکھ کر اندازہ کرلیا تھا کہ میری قوم پر جلد یا بدیر عذاب الٰہی نزل ہوکر رہے گا۔ قوم کی طرح خود بھی سرکشی سے باز نہ آیا لیکن خدا کے عذاب سے بچنے کیلئے تدبیر یہ کی کہ حرم کی حدود میں رہنے لگا اور اس سے باہر نہیں نکلتا تھا تاکہ لوگوں پر عذاب آئے تو وہ محفوظ رہے کیونکہ حرم کی حدود میں عذاب نازل نہیں ہوتا۔ آخر اس کی قوم پر عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوگئی جبکہ ابورغال عذاب سے محفوظ رہا۔ کچھ عرصہ بعد ابورغال کو حرم کی حد سے باہر نکلنا پڑا تو اس پر بھی وہی عذاب آیا جو قوم پر آیا تھا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ ابورغال کو جب دفن کیا گیا تو اس کی قبر میں سونے کی ایک سلاخ بھی گاڑی گئی تھی۔ ہزاروں سال بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس کی خبر دی تو ابورغال کا نام بتاتے ہوئے سلاخ کے متعلق بھی بتا دیا کہ وہ آج بھی قبر کھودنے پر مل سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ سبحان اللہ! ما زاغ البصر کے سرمے والی آنکھوں سے جب جہاں آفریں بھی نہ چھپ سکا تو دنیا کی اور کونسی چیز اتنی اہم اور محبوب سے چھپانے والی ہے جس کو پوشیدہ رکھا جاتا؟ اسی لیے ایک دانائے راز نے فرمایا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

Marfat.com

جہنم سے نکل کر آخر میں جنت میں جانے والے کا علم:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّی لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا اَنَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَاتِيْهَا فَيُخَيَّلَ اِلَيْهِ اَنَّمَا مَلاٰی فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلاٰی فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ اَذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَاتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلاٰی فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدتُّهَا مَلاٰی فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مَثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْاِنَّ لَكَ عَشْرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُبِیْ اَوْتَضْحَكَ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ وَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکلے گا اور سب سے بعد جنت میں کون داخل ہوگا۔ وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو کولھوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم میں سے نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جا جنت میں داخل ہوجا۔ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو وہ یہ سمجھے گا جنت بھر چکی ہے وہ واپس لوٹ آئے گا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا اے میرے ربّ! جنت تو بھر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جا! جنت میں داخل ہوجا، وہ جائے گا اور پھر اس کا خیال یہ ہوگا کہ جنت تو بھر چکی ہے وہ پھر لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب میں نے تو جنت کو بھرا ہوا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا، جنت میں داخل ہو تجھے جنت میں دنیا کی دس گنا جگہ مل جائے گی۔ وہ شخص عرض کرے گا اے اللہ تو مالک ہوکر مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں میں نے اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں

Marfat.com

(مسلم ج ا کتاب الایمان ۳۶۹) تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک جنتی کا سب سے کم درجہ ہے۔

علماء سلف کے اقوال: امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ان آیات و احادیث کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

فَصْلٌ وَمِنْ ذَالِكَ مَااُطْلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَمَا يَكُوْنَ وَالْاَحَادِيْثُ فِىْ هٰذَا الْبَابِ بَحْرٌ لَايُدْرَكُ قَعْرُهٗ وَلَايُنْزَفُ غَمْرُهٗ

(والقاری جلدش صفحہ ۱۵۰)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص وکرامات وفضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ مستقبل کے واقعات اور غیوب پر مطلع کئے گئے۔ اس بارہ میں حدیثوں کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا ادراک نہیں ہوسکتا اور جس کا وافر در وافر پانی فنا نہیں ہوسکتا۔

ملا علی قاری اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لَا يُحَاطُ غَايَتُهٗ وَلَا تُفْنٰى نِهَايَتُهٗ

(شرح شفا اللقاری ج ۲ ص ۱۵۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب والے سمندر کی غایت کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اور اس کے نہایت کو فنا نہیں۔

فخر موجودات حضور ﷺ کا اختیار مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا کے معاملات میں خصوصی اذن و اختیار عطا فرمایا ہے۔ ساری مخلوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک باذن الٰہی ساری مخلوقات ماننے پر مجبور ہے۔ آسمانوں کے ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے تمام معاملات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت حاکم مقرر فرمایا ہے۔

قرآن کی تشریح اور احکام دین کے نفاذ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو قانون کا درجہ حاصل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام و حلال

Marfat.com

میں جو وضاحت فرمائی اللہ تعالیٰ نے اسے نافذ العمل فرمایا۔ دین کے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مواقع پر بعض لوگوں کیلئے خصوصی احکامات صادر فرمائے اور لوگوں سے نحوست وحرام خوری کے طوق اتار دیئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غنی کر دیا کہ جس کو جو کچھ بھی دیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی عطا کیا۔ حضور نبی کریم خواہش فرماتے تو سونے کے پہاڑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلتے پھرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو دین و دنیا کی ہر نعمت سے بہرہ مند فرما دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے بھی حاجت روائی کیلئے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محروم نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اللہ تعالیٰ کے عین حکم کے مطابق تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمُ اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم فرما دیتا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کی کوئی حد نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے کھاریں کنویں میٹھے ہو گئے۔ مریض شفایاب ہوئے۔ آنکھ کے باہر نکلے ہوئے ڈیلے بالکل درست ہو گئے۔ کٹے بازو پہلے کی طرح ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجر و شجر نے فرمانبرداری کی۔ جنگلی جانوروں اور حیوانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و دنیا کے معاملات میں اختیارات کے بارے میں بے شمار آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایمان کی تروتازگی کیلئے چند دلائل درج کیے جاتے ہیں۔

حرام و حلال فرمانے میں اختیارات: ان اختیارات کا علم اس آیت مبارک سے ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام و نجس چیزوں کے کھانے سے اپنی امت کو منع فرما دیا جبکہ پاک و طیب چیزوں کو اپنی امت کیلئے حلال قرار دیا۔ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف تورات وانجیل میں درج کیا گیا۔ اس سے قرآن کریم میں آگاہ کردیا گیا۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط

(پ۹اعراف:۷/۱۵۷)

جو انہیں نیک اعمال کا حکم دیتا ہے اور انہیں برے کاموں سے روکتا ہے اور ان کیلئے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان کیلئے ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے سر کا بوجھ اتارتا ہے اور ان کے گلے کا طوق اتارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر مبارک میں اتنی صلاحیت پیدا فرما دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام فرما دیا اور ان سے کفر وشرک، عقائد باطلہ اور گمراہ لوگوں کی پیروی کی زنجریں ہٹا دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک معاملے میں خصوصی حکم فرمایا اور اسے کفارے سے مستثنیٰ کردیا۔ اس کا پورا واقعہ بخاری شریف کی روایت میں یوں ہے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً وَّقَعَ بِاِمْرَأَتِهٖ فِىْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لاَ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ اَقَالَ لاَ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِ وَبْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

ایک آدمی رمضان شریف میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم غلام آزاد کرسکتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کیا تم دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ عباد بن عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مسجد میں نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوکر

Marfat.com

الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ اِحْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذٰلِكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ، قَالَ مَاعِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَ اَتَاهُ اِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَّمَعَهٗ طَعَامٌ قَالَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَااَدْرِيْ مَاهُوَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ لِلْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَااَنَاذَا قَالَ خُذْهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنِّيْ مَالِاَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ قَالَ اَبُوْعَبْدُاللّٰهِ الْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ اَبْيَنُ قَوْلُهٗ اَطْعَمِ اَهْلَكَ

(بخاری جلد۳ کتاب المعاربین ۱۷۲۴)

کہنے لگا کہ میں نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ فرمایا کہ ہوا کیا ہے؟ عرض کی کہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔ فرمایا کہ خیرات کرو۔ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس تو کوئی چیز بھی نہیں۔ پس وہ بیٹھ گیا تو ایک آدمی گدھے کو ہانکتا ہوا آیا اور اس پر غلہ تھا۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کونسا غلہ لے کر حاضر ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہونے والا کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ میں حاضر خدمت ہوں۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کردے۔ عرض کی کہ اپنے سے زیادہ حاجت مند پر؟ جبکہ میرے گھر والوں کے پاس تو کھانا بھی نہیں ہے۔ فرمایا تو خود کھالو۔ امام بخاری کا بیان ہے کہ پہلی حدیث زیادہ واضح ہے جس میں ہے کہ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

قَالَ لَوْ كَانَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر امت پر مشقت کا خیال ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت مسواک فرض فرما دیتا۔

وادی مکہ کو سونا بنانے کی پیشکش:

قَالَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ لِيَجْعَلَ لِيْ

مزید ارشاد فرمایا، میرے رب نے میرے

Marfat.com

بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَاَجُوْعُ يَوْمًا اَوْقَالَ ثَلَاثًا اَوْنَحْوَهٰذَا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْهِ وَذَكَرْتُكَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ وَفِي الْبَابِ عَنْ قَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

(ترمذی اول ابواب الزہد ح ۲۲۹)

سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ وادی مکہ کو میرے لیے سونے کا بنا دے۔ میں نے عرض کیا ارب! نہیں بلکہ میں ایک دن کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا یا فرمایا، تین دن یا اسی کی مثل کچھ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے اللہ! اگر میں بھوکا رہوں گا تیرے ہاں گڑگڑاؤں گا۔ تجھے یاد کروں گا اور جب شکم سیر ہوگا تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا۔

خزائن کی کنجیوں کی عطا: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے خزانوں اور خیر ونصرت کی کنجیاں عطا کر کے غنی کر دیا۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ارشادات ہیں جن میں سے چند ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم مالک مفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَلَقَدْ اُوْتِیَ خَزَآئِنِ الْاَرْضَ وَمَفَاتِیْحَ الْبِلَادَ ۔

(نشر الطیب ص ۱۲۴)

بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ (بخاری)
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں) عطا کی گئی تھیں۔

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاعَآئِشَةَ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَآءَنِیْ مَلَكٌ وَّاِنَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

Marfat.com

حُجْرَتَهُ لَتُسَاوِی الْکَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرَئِيْلُ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ لَايَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ كُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ ۔

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۸۶)

ایک فرشتہ میری بارگاہ میں حاضر ہوا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بندہ بننا چاہتے ہیں کہ نبی بادشاہ۔ پس میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کیجئے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشورہ لینے کی غرض سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف بڑھے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمائیے۔ پس اُس نے کہا کہ نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے، اس طرح کھاؤں گا جیسے عبد کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عطا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ بِهٖ اٰخُذُ وَ اُعْطٰی ۔ (اخرجہ الرافعی عن سلمان رضی اللہ عنہ کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۱)

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا۔

Marfat.com

دوزخ و جنت کی کنجیاں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن خازن نار فرشتہ اہل محشر سے کہے گا:

اِنَّ اللّٰہ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ مَفَاتِیْحَ جَھَنَّمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔

پھر رضوان خازن جنان کہے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعْ مَفَاتِیْحَ الْجَنَّۃَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔

(مدارج النبوۃ جلد ا ص ۲۶۶، زرقانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو غنی کر دیا: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں سب سے غنی کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائیں مومنوں کیلئے رحمت و شفا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے اہل ایمان کے غنی ہونے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (التوبہ ۷۴)

اور انہیں کیا برا لگا؟ یہی نا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔

حضور کی عطا کے متعلق صحابہ کرام کا بیان: صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غنی کر دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَمَا اَنَا نَآئِمٌ الْبَارِحَۃَ اِذَا اُمِیْتَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ حَتّٰی

محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں رات کے وقت سویا ہوا تھا جبکہ میرے پاس

Marfat.com

وَضِعَتْ فِیْ یَدِیْ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَھَا ۔

(بخاری جلد سوم کتاب التفسیر ۱۸۸۶)

زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور آپ حضرات ان خزانوں کو منتقل کر رہے ہیں۔

اَنَّ اَبَا الْمِنْھَالِ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَابَرْزَۃَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُغْنِیْکُمْ اَوْنَعَشَکُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

(بخاری جلد ۳ کتاب الاعتصام ۲۱۳۳)

ابوالمنہال کا بیان ہے کہ انہوں نے سنا کہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے غنی کر دیا یا مالا مال کر دیا ہے۔

جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں وہ لے لو: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خزانے عطا فرمائے اور امت سے فرمایا جو میرا محبوب تمہیں عطا فرمائے وہ لے لو اور جو چیز تمہارے لیے بہتر نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں منع فرمائیں تو اس سے رک جاؤ۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ج وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

(پ ۲۸ حشر ۷/۵۹)

اور جو چیز تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا کریں اسے پکڑ لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جایا کرو۔

پس معلوم ہوا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم خزانوں کے مالک ہیں اور اپنے رب کے اذن سے وہ تقسیم فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس وصف کا بیان یوں فرمایا ہے۔

وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا اَقْسِمُ

(طحاوی شریف، جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن ابی ہریرہ)

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے عطا فرماتا ہے اور میں ہی ہر شے تقسیم فرماتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحَ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ

(رواہ الدارمی سنہ صفحہ ۶۲)

عزت دینا اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک زمین پر ہوتے ہوئے جنت تک رسائی رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے پھلوں پر اختیار ہے جس کی دلیل اس حدیث سے ملتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَخَذْتُہٗ لَاکَلْتُمْ مِنْھَا مَا بُقِیْتِ الدُّنْیَا

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الخسوف صفحہ ۱۲۹)

یعنی ہم نے اس گرہن کی نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔

بارگاہ نبوی میں ضرورت مندوں کی سفارش کرنے کی ترغیب: جب کوئی سائل بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حاجت روائی فرماتے اور کبھی کسی کو مایوس نہ فرماتے بلکہ پاس بیٹھے ہوئے عشاق سے فرمایا جب کوئی سائل میرے سامنے آئے تو تم بھی اس کی سفارش کیا کرو۔ تمہیں اس کا اجر ملے گا اور اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو چاہے گا۔ اسے عطا فرما دے گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ السَّآئِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَآءَہُ السَّآئِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَۃِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا یَقْضِیَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ مَاشَآءَ

(بخاری جلد سوم کتاب التوحید ۲۳۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی سائل آتا اور کبھی فرماتے کہ جب کوئی سائل آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا یا کوئی ضرورت مند آتا تو فرماتے کہ سفارش کرو کیونکہ تمہیں اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول

Marfat.com

کی زبان پر جو چاہے جاری کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایمان افروز واقعہ: ذیل کے واقعہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت قاسمیت کا قدرے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہوتا تو نَعَمْ فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے۔ کسی چیز کو لا یعنی نہ، نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہوکر سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر سوال کیا، سکوت فرمایا، پھر سوال کیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا سَلْ مَاشِئْتَ یَا اَعْرَابِیُّ ۔ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَغَبَطْنَاهُ فَقُلْنَا الْاٰنَ یَسْئَلُ الْجَنَّةَ۔ کہ ہم نے رشک کیا اور کہا کہ یہ اس موقع پر جنت مانگ لے گا۔ یہ حال دیکھ کر (حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) اعرابی نے کہا تو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زادراہ مانگتا ہوں، فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنارہ دریا تک پہنچے۔ سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے۔ ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو۔ ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو۔ اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم ہے۔ کہاں ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتا دے۔ عرض کی لاَ وَاللّٰهِ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ مَا اَسْئَلُكَ خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی۔ یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں۔ فرمایا: ذٰلِكَ لَكَ تیری عرض قبول ہے۔

Marfat.com

قَالَتْ فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِی الدَّرَجَةِ الَّتِیْ تَكُوْنَ فِیْهَا فِی الْجَنَّةِ پیرزن نے عرض کی تو میں آپ سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں، میں آپ کے ساتھ رہوں۔ اس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ قَالَ سَلِیْ الْجَنَّةُ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے۔ اتنا بڑا سوال نہ کر۔ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ اِلَّا اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی۔ مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ فَجَعَلَ مُوْسٰی یُرَدِّدُهَا فَاَوْحَی اللّٰهُ اَنْ اَعْطِهَا ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَنْ یَّنْقُصَكَ شَیْئًا فَاَعْطَاهَا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردوبدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی۔ موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا کردی۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر بتا دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا عبور فرما گئے۔

(تفسیر درمنثور وجلالین شریف ص ۳۱۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام فرمانا: مومنوں کو تو بارگاہ بے کس پناہ سے انعامات کی عطا سے نوازا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس انعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قرآن کریم میں کرتا ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و انعام متحقق ہوتا ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (پ۲۲، احزاب ۳۷/۳۳)

اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے احسان کیا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انعام کیا ہے۔

یہ آیت مبارکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ آیت مبارک اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت پر انعام فرمانے کا اختیار مبارک عطا کیا گیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں حاکمیت: دین و دنیا کے تمام معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت قطعی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی، دنیاوی اور نجی معاملات میں اپنا حاکم نہ مانے وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

وہ ایمان کی لذت کی چاشنی سے دور ہی رہتا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم عدل ومساوات پر مبنی ہے۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ

اور کہو میں ایمان لایا اور اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کرو۔ (الشوریٰ ۱۵)

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

(النساء ۱۰۵)

حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر مومنوں کو اپنے دینی امور و نجی معاملات کا اختیار نہیں: جب مومنوں کے کسی معاملے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم صادر ہو جائے تو انہیں اپنے کسی معاملے کا کوئی اختیار نہیں رہتا بلکہ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کو مان لیا جائے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ ؕ

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اس وقت اپنے کسی معاملے کا کوئی اختیار حاصل نہیں رہتا جب اللہ اور اس کا رسول اس معاملے کا فیصلہ فرما دیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ جائے گا۔

(پ۲۲، احزاب ۳۶/۳۳)

آگ کی اطاعت: آگ بھی مخلوق ہے اور اس پر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جاری وساری ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر گل وگلزار بن گئی۔ جب آپ نے اسے حکم دیا۔

امام ابن سعد حضرت عمرو بن میمون سے راوی کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر گزرے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے تھے:

يَانَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارَ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

اے آگ عمار پر ایسی سلامتی والی ٹھنڈی ہوجا جیسا کہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوگئی تھی۔

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۸۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کی تسلیم سے تکمیل ایمان: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رب ہونے کی نسبت سے قسم اٹھا کر اس بات کا اعلان فرمادیا کہ اے محبوب جو تیری ہر معاملے میں حاکمیت دل و جان سے تسلیم نہ کرے گا وہ مومن ہی نہیں ہوسکتا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(النساء ۶۵)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شان نزول: ضمرۃ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبطل کے خلاف حق والے کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مبطل نے کہا کہ میں اس فیصلہ سے راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا کیا ارادہ ہے۔ کہنے لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں تو وہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ حق والے نے جا کے کہا کہ ہم دونوں اپنا جھگڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا فیصلہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ باطل والے نے کہا میں اس سے بھی راضی نہیں اور کہنے لگا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں تو ان کے پاس آئے۔ حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ یہ اس فیصلہ سے منکر ہے۔ اس پر راضی نہیں ہوتا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح بتایا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر چلے گئے۔ باہر نکلے تو تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ تلوار کو میان سے نکالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے منکر کی گردن اڑا دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔ (رواہ ابواسحاق وغیرہ۔ الصارم صفحہ ۳۸۔۳۹)

حیات و وصال میں اختیار: یہ اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نرالی شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حیات اور وصال میں اختیار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیق اعلیٰ کی دائمی رفاقت کو قبول فرمالیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُؤْتِیَہُ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَآءَ وَبَیْنَ مَاعِنْدَہُ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَہُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَدَیْنَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا قَالَ فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُؤْتِیَہُ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَآءَ وَبَیْنَ مَاعِنْدَ اللّٰہِ وَھُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاکَ بِآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَالْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ

منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ یا تو اسے دنیا کی آرائش سے جو چاہے لے یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ حاصل کرے۔ تو اس بندے نے اسے پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ راوی فرماتے ہیں ہمیں تعجب ہوا تو لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا اس شیخ کی طرف دیکھو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کے متعلق فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی آرائش یا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس میں سے ایک کے حصول کا اختیار دیا اور یہ فرمارہے ہیں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں لیکن

Marfat.com

هُوَ اَعْلَمُنَا بِهٖ
(ترمذی دوم کتاب المناقب ح ۱۵۹۴)

درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

احکام دین کے متعلق اختیار: امام مناوی فرماتے ہیں:

(حضور) اَلْخَلِیْفَةُ الْاَکْبَرِ الْمُمِدُّ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ
(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ عن الامام المناوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب و خلیفہ اکبر ہیں۔ ہر موجود کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ممد و معاون ہیں۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث ام عطیہ کے نیچے یوں گوہر فشاں ہیں:

وَلِلشَّارِعِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا شَآءَ
(مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۳۷)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (شریعت ساز) کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرماویں۔

شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ ہجری

یعنی صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں جس پہ جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پہ حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پہ مخفی نہیں۔ حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ کردی کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم و اضافہ فرمائیں۔ (مدارج النبوت شریف)

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی فرماتے ہیں:

وَیَکُوْنُ وَصُوْلُ اَحَدٍ اِلَی الْمَطْلُوْبِ بِلَا تَوَسُّطِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مُحَالًا ، اِنَّ وُصُوْلَ الْفُیُوْضِ مِنَ الْمَبْدَآءِ الْفَیَّاضِ سُبْحَانَهٗ اِلَی الظِّلِّ اِنَّمَا

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔ مبداء فیاض تعالیٰ سے ظل تک فیوض کا پہنچنا وہ اصل ہی کے توسط سے ہوتا ہے اور اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور کل عالم

Marfat.com

هُوَ بِتَوَسُّطِ لَاصْلِ (وَهُوَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ)

ظلِ وفرع ہے) (مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد ۳ صفحہ ۲۳۱۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ عنہ)

عارف صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ لیس لك من الامر شیء کے تحت رقم طراز ہیں۔

فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّلِيْلُ الشَّفِيْعِ الْمُشَفَّعِ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِهٖ بِيَدِهٖ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ كَاحَادِ النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا اَصْلًا وَّلَا نَفَعَ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَّلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ وَاسْتِدْلَالُهٗ بِهٰذِهِ الْاٰيَةُ ضَلَالٍ مُّبِيْنٌ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دلیل ہیں شفیع (سفارش کرنے والے) مشفع (سفارش قبول کئے ہوئے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں ان کو دے دیں تو جس نے یہ گمان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نفع نہیں نہ ظاہری اور نہ باطنی۔ تو وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں خاسر ہے۔ اس کا اس آیت سے استدلال صاف گمراہی ہے۔

(تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر تاج شفاعت

قیامت کے روز اولین و آخرین محشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ اپنی شایانِ شان جلال میں ہوگا۔ کفار و منافقین کا برا حال ہوگا۔ ہر کوئی اپنی فکر میں ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ انتہائی جلال میں فرما رہا ہوگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کی بادشاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کوئی جواب نہ دے سکے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ایک زبردست اللہ کی بادشاہی ہے۔ (مؤمن: ۱۶/۴۰) اللہ تعالیٰ کے پرجلال ارشاد کو سن کر سب پریشان ہوں گے اور آپس میں مشورہ کریں گے کہ آج کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہو۔ چنانچہ تمام نیک لوگ اور انبیاء کرام باہم مشورے سے حضرت آدم علیہ

Marfat.com

السلام کے پاس حاضر ہوں گے مگر وہ فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جانے کا مشورہ دیں گے اور اس طرح جلیل القدر انبیاء کرام سے ہوتے ہوئے تمام انبیاء و صالحین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن شفاعت عطا فرمائے گا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی بارگاہ میں مرتبہ سب اولین و آخرین کے سامنے عیاں ہوگا تو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے محبین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت دیکھ کر دلی مسرت نصیب ہوگی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبین کی شفاعت فرما کر انہیں اپنے ہمراہ جنت میں لے جائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت گنہگاروں کیلئے ہوگی۔ بے شمار گنہگار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے جواز پر کئی آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں دن میں سے چند احادیث ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

شفاعت کیلئے انبیاء و صالحین کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ فَاَکَلَهٗ وَکَانَ یُعْجِبُهٗ فَنَهَشَ مِنْهُ نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ ذَاكَ یَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَیُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیَ وَیَنْفُذُهُمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ کسی نے اس سے ایک بازو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور دانتوں سے نوچا پھر فرمایا میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوگا۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیوں؟ پھر فرمایا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالاَ يُطِيْقُوْنَ وَلاَيَتَحَمَّلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَلاَ تَرَوْنَ مَاقَدْبَلَغَكُمْ لاتَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَّخَ نَفَّخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَمَا تَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ اَلاَتَرٰى مَاقَدْبَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّىْ قَدْغَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْنَهَانِىْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَانُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلاَتَرٰى مَانَحْنُ فِيْهِ اَلاَتَرٰى مَا قَدْ

اولین وآخرین کو ایک جگہ جمع فرمائے گا تو وہ ایک پکارنے والے کی پکار سنیں گے۔ نگاہ ان سب کو دیکھ لے گی اور سورج ان کے قریب ہوگا۔ اس حالت میں لوگوں کو اس قدر غم اور تکلیف پہنچے گی جس کی انہیں طاقت نہیں ہوگی اور وہ اسے برداشت نہیں کرسکیں گے۔ ایسے میں لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے دیکھتے نہیں تمہیں کس قدر تکلیف پہنچی کیا تم کوئی سفارشی نہیں تلاش کرتے جو تمہارے لیے بارگاہ الٰہی میں سفارش کرے۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے آپؑ انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا۔ اپنی خاص روح آپؑ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپؑ کو سجدہ کریں۔ آپؑ ہماری سفارش فرمائیں کیا دیکھتے نہیں ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ کیا آپؑ ملاحظہ نہیں فرماتے ہمیں کس قدر تکلیف پہنچی۔ حضرت آدم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے میرے رب نے آج آیسا

Marfat.com

بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ نُوْحٌ اِنَّ رَبِّیْ قَدْغَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضِبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاَنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِیْ دَعْوَةً دَعْوَتُهَا عَلٰی قَوْمِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی اِبْرَاهِيْمَ فَيَاتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَااِبْرَاهِيْمَ اَنْتَ نَبِیُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنِّیْ قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ اَبُوْحَيَّانَ فِی الْحَدِيْثِ نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی عِيْسٰی فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰی فَيَقُوْلُوْنَ يَاعِيْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَانَحْنُ فِیْ فَيَقُوْلُ عِيْسٰی اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضْبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ

غضب فرمایا جیسا اس سے پہلے کبھی نہیں فرمایا تھا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ مجھے اس نے درخت (کے قریب جانے) سے منع فرمایا یا پس مجھ سے بظاہر حکم عدولی ہوگئی۔ مجھے اپنی فکر ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) کسی اور کی طرف جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاؤ، پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے حضرت نوح علیہ السلام! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکرگزار بندہ رکھا۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس قدر مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے ہمیں کیا پریشانی لاحق ہوگئی۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ ہی اس کے بعد فرمائے گا۔ مجھے ایک دعا دی گئی تھی میں نے وہ قوم کے خلاف کردی۔ اپنے نفس کی فکر ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دو۔ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

Marfat.com

وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَامُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَغُفِرَلَكَ مَاتَقَدَّمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَخِرُّسَاجِدًالِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْأً لَمْ يُفْتَحْ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَامُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَأْسِيْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ يَامُحَمَّدُادْخِلَ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَاحِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ لِاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَاسِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَابَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ

پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت ابراہیم علیہ السلام آپؑ اللہ تعالیٰ کے نبی اور زمین والوں میں سے آپؑ اللہ کے خلیل ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں۔ آپؑ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ میں نے تین مرتبہ ظاہری واقعہ کے خلاف بات کی۔ ابوحیان نے وہ باتیں حدیث میں بیان کیں۔ اپنی اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام کے ذریعے آپؑ کو لوگوں پر فضیلت بخشی۔ ہماری سفارش فرمائیں۔ آپؑ نہیں دیکھتے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ آپؑ فرمائیں گے میرے ربّ نے آج وہ غصہ فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے فرمایا اور نہ (آئندہ) بعد میں فرمائے

Marfat.com

مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَابَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى

گا۔ میں نے ایک نفس کو قتل کیا حالانہ مجھے قتل کا حکم نہ تھا۔

(ترمذی دوم ابواب صفتہ القیامۃ ح ۳۲۶)

ہر کسی کو اپنا اپنا فکر ہے تم کسی اور ایک کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جاؤں، پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے حضرت مریم کی طرف ڈالا اور آپؑ اس کی طرف سے روح ہیں۔ آپؑ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا۔ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں۔ آپؑ دیکھتے نہیں ہیں ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آج کے دن میرے رب نے ایسا غضب فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ آپؑ اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہے تم کسی اور طرف جاؤ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ۔ پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد مصطفیٰ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے نہیں ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش الٰہی کے نیچے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی تعریفوں اور خوبیوں کا دروازہ کھول دے گا جو اس نے مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولا۔ پھر کہا جائے گا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیے، مانگیں، دیا جائے گا۔ سفارش کریں قبول کی جائے گی پھر میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے رب! میری امت کو بخش دے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے۔ یہ لوگ

دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر کے درمیان اور مدینہ طیبہ اور بصریٰ میں۔

سب سے پہلے اذن شفاعت:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَّا اَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ وَلِوَآءُ الْحَمْدِ بِیَدِیَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۱۱۲)

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے روز سب سے پہلے میری زمین پھٹے گی اس میں کوئی غرور کی بات نہیں۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری امت کی شفاعت قبول ہوگی۔ اس میں بھی کوئی غرور کی بات نہیں اور حمد باری کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اس میں بھی کوئی غرور کی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق لوگ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ؟ فَقَالَ: لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ اَنْ لَّا یَسْاَلُنِیْ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرا گمان یہی تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے تم مجھ سے پوچھو گے کیونکہ حدیث کے ساتھ

Marfat.com

قَالَ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَبْلِ نَفْسِهٖ

(بخاری جلد سوم پ الرقاق ۱۴۹۶)

تمہاری بے پناہ وابستگی میں نے دیکھی ہے۔ قیامت کے روز میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جس نے خلوص دل سے لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا۔

سرکارِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی گنہگاروں کیلئے شفاعت: متقین و پرہیزگار لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا جبکہ گنہگاروں کی ڈھارس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور انہیں خوشخبری ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھی امت کی بخشش کو ترک کر کے شفاعت کا حق اختیار فرمایا تا کہ گنہگار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نجات پا جائیں۔

عَنْ اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُیِّرَتْ بَیْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِاَنَّهَا اَعَمُّ وَاَکْفٰی تَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِیْنَ لَا وَلٰکِنَّهَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّآءِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ .

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۱۵)

حضرت ابوموسیٰ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے میں قیامت کے روز شفاعت کرلوں یا میری امت میں سے نصف امت کو جنت میں داخل کر دیا جائے۔ میں نے اس میں شفاعت کو اختیار کیا ہے کیونکہ وہ عام ہوگی اور تم شاید یہ خیال کرو کہ وہ متقین کیلئے ہوگی نہیں بلکہ وہ گنہگاروں اور خطا کاروں کیلئے ہوگی۔

بقول عارف گولڑہ شریف:

یعطیک ربك کا ہے داس تساں فترضٰی تھی پوری آس اساں
لجپال کریسی پاس آساں واشفع تشفع صحیح پڑھیا

اہل کبائر کی شاعت: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان لوگوں کی بخشش ہو جائے گی جن سے کبیرہ گناہ سرزد ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اس بات کا ذکر اپنے ارشاد پاک میں خود فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۱۴)

جابر کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت میری امت میں سے ان لوگوں کیلئے ہوگی جن سے گناہ کبیرہ سرزد ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جانا:

بعض لوگ اپنے گناہوں کی بنا پر جہنم میں وارد ہوں گے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انہیں جہنم سے نکال لیا جائے گا اور ان کے جسم جل کر کوئلے کی طرح ہوں گے حتیٰ کہ انہیں جنت میں لے جا کر آب حیات سے نہلایا جائے گا تو وہ بالکل صحیح ہو جائیں گے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُخْرَجَنَّ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ .

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری شفاعت سے کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جن کا نام جہنمی ہوگا۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۱۹)

امت کے ایک فرد کی شفاعت سے بے پناہ بخشش:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَآءِ اِنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرَ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَايَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُهٗ .

عبداللہ بن ابی الجدعا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کے ذریعہ بنو تمیم کی آبادی کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہاں ہاں میرے

Marfat.com

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۲۰) علاوہ عبداللہ بن شفیق کہتے ہیں میں نے ابوالجدعا سے پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے انہوں نے فرمایا، ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صالحین کیلئے اذن شفاعت:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَشْفَعَ لِلْفِأَمِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ ۔

(ترمذی جلد۲ ابواب صفۃ القیامۃ ۳۳۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے بعض لوگ ایک گروہ کی سفارش کریں گے بعض ایک قبیلہ کی بعض ایک جماعت کی اور کچھ لوگ ایک ایک آدمی کی سفارش کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

علماء وشہداء کی شفاعت:

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلٰثَۃٌ الْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۱۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے روز تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء علما اور شہدا۔

حجر اسود کی شفاعت: جن لوگوں نے بیت اللہ کا طواف کر کے حجر اسود کو بوسہ دیا ہوگا ان کیلئے اس روز حجر اسود شفاعت کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاتِیَنَّ ھٰذَا الْحَجَرُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَہٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن حجر اسود اس صورت

Marfat.com

عَيْنَانِ يُبْصِرُبِهِمَا وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ بِهَايَشْهَدُ عَلٰى مَنْ يَّسْتَلِمُهُ بِحَقٍ.

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب المناسک ۲۵۷)

میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے یہ دیکھے گا اور اس کی زبان ہوگی جس سے یہ ان لوگوں کی شفاعت کرے گا جنہوں نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا۔

قیامت کے روز انبیاء کی گواہی: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز انبیاء کرام کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔ جب ان کی قومیں اللہ کی بارگاہ میں ان کی تبلیغ و واعظ کا انکار کریں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کے حق میں فیصلہ صادر فرما دے گا۔ اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام کے امام و خطیب اور شفیع ٹھہریں گے جیسے کہ روایت میں آتا ہے۔

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيّٖنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَفَخْرٍ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں قیامت کے دن نبیوں کا امام اور خطیب ہوں گا اور ان کا شافع بنوں گا اور یہ بات میں کوئی فخر یہ نہیں کہتا۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۱۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَىَّ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِسُوْرَةِالنِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

(ابن ماجہ جلد سوم ابواب الزہد، ح: ۱۹۹۷)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی۔ جب اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيدالاية پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نگاہیں اٹھائیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

Marfat.com

یعنی جب قرآن پاک کی وہ آیت آئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کرام کے بارے میں گواہی کا ذکر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اظہار تشکر کے طور پر آنسو بہہ نکلے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلاَنِ وَيُجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلاَثَةَ وَاَكْثَرِ مِنْ ذٰلِكَ وَاَقَلُّ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهُ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لاَ فَيُقَالُ مَنْ شَهِدَلَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّةٌ فَتُدْعٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاعَلَّمَكُمْ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اَنَّ الرُّسُلَ قَدْبَلَّغُوْا فَصَدَّقْنَاهُ قَالَ فَذَلِكُمْ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۰۸۷)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن کسی نبی کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے اور کسی نبی کے ساتھ تین آدمی ہوں گے اور کسی کے ساتھ اس سے زیادہ یا اس سے کم اور اس نبی سے دریافت کیا جائے گا کیا تو نے اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچادیا تھا۔ وہ کہے گا جی ہاں۔ تو اس کی قوم کو طلب کیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تو وہ قوم جواب دے گی اس نے ہمیں کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ اس نبی سے دریافت کیا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے جو جواب دے گا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو طلب کیا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا۔ اس نبی علیہ السلام نے میرا پیغام پہنچایا تھا تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب دے گی جی جہاں۔ سوال ہوگا تمہیں اس کا کیونکر علم ہوا امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے گی ہمارے نبی نے اس بات کی خبر دی تھی کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی قوم کو

Marfat.com

خدا کا پیغام پہنچایا ہے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی مقصد ہے اس آیت کا وکذلك جعلنا کم امة وسطاً لسکونوا الآیة۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف امام الانبیاء: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز انبیاء کرام کی قیادت کے اعلیٰ مقام پر سرفراز فرمایا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز انبیاء کے پیشوا ہوں گے اور وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی و لجپالی کا اقرار کریں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَافَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَافَخْرَ۔

(مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ج: ۵۵۱۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں رسولوں کا قائد ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ میں نبیوں میں سے آخری ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے ان کیلئے شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور مقبول الشفاء ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔

انبیاء کرام کی شفاعت کا شرف: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام کی شفاعت کا شرف حاصل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی اللہ تعالیٰ سے کلام نہیں کرے گا۔ اس طرح اس روز ساری مخلوق کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کا اظہار ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیّٖنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ح ۵۵۱۹)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز میں نبیوں کا امام، سب کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گے اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔

Marfat.com

پریشانی کے عالم میں انبیاء کرام کیلئے خوشخبری: قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ پورے جلال میں ہوگا تو اس روز انبیاء کرام کو پریشانی لاحق ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کی مایوسی ختم ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو شفاعت کا اذن عطا فرمادے گا اور ان کی عظمت کو قائم کردے گا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا نُصِتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام لوگوں سے پہلے تشریف لانے والا ہوں۔ جب وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ پیش کئے جائیں گے اور میں ان کی طرف سے عرض کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب انہیں روک لیا جائے گا اور میں انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہوجائیں گے۔

عزت اور کرامت کی کنجیوں کی عطا: اسی روایت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِىْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِىْ

عزت اور کرامت کی کنجیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لوا الحمد اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا۔

یعنی اس روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و کرامت کے لحاظ سے تمام بنی آدم سے زیادہ معزز مقام حاصل ہوگا اور اسے بھی عزت ملے گی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ و متبع ہوگا۔

سب سے زیادہ معزز ہستی: اسی روایت میں مزید ارشاد فرمایا:

وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّىْ يَطُوْفُ عَلَىَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ

میں اپنے رب کے نزدیک ساری اولاد آدم سے زیادہ عزت والا ہوں۔ ایک ہزار خادم

بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ اَوْلُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ ۔
(ترمذی سوم ابواب الفتن ح ۵۵۱۶)

میرے اردگرد پھرتے ہوں گے گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے یا بکھرے موتی ہیں۔

اولاد آدم کی سرداری کا منصب: قیامت کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولاد آدم کے سردار ہوں گے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں لوا الحمد ہوگا۔ تمام انبیاء و مرسلین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ سبحان اللہ، اس روز اس جلوس کی شان وشوکت کا کیا عالم ہوگا جس کے پھریرے عروج و سربلندی کی انتہاء کو چھو رہے ہوں گے۔ یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَاءِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ ۔
(ترمذی، مشکوٰۃ سوم ح ۵۵۱۲)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار میں ہوگا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور بواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا مگر فخر یہ نہیں کہتا اور اس روز کوئی نبی نہیں خواہ وہ حضرت آدم ہوں یا کوئی دوسرا مگر میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں ڈ ہوں جس کی قبر سب سے پہلے شق ہوگی مگر فخر یہ نہیں کہتا۔

بقول شاعر ؎

قسم اللہ کی ہوگا وہ منظر دید کے قابل
قیامت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے

مقام محمود پر سرفرازی: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی بلند و معزز مسند پر جلوہ گر کرے گا جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوں گے تو تمام اولین

Marfat.com

وآخرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رشک کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف اور انتہائی عزت افزائی ہوگی۔ یہی مقام محمود ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْبِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ق صلے عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹/۱۷)

اور رات کے کچھ حصہ میں نماز تہجد ادا کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نفل ہے قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود پر فائز فرما دے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَقَامًا يَغْبِطُنِى الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۔

(مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ فصل ۲ صفحہ ۴۹۳)

پھر میں اللہ تعالیٰ وتقدس کے دائیں ہاتھ کی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا کہ اولین اور آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔

ایک اور روایت میں ہے:

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذَالِكَ الْمَقَامَ غَيْرِىْ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ج ۵۵۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا اور اس مقام پر مخلوق کا کوئی فرد میرے سوا کھڑا نہیں ہوگا۔

عطائے حوض کوثر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے روز یہ شان ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بہت بڑا حوض کوثر عطا کیا جائے گا جس کا پانی برف سے ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شریں ہوگا اس روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حوض سے اسے سیراب

Marfat.com

کریں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی ہوگا۔ سبحان اللہ وہ کیسا منظر ہوگا جس روز ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے محبین کو حوض کوثر کے جام پلا رہے ہوں گے اور جسے یہ جام نصیب ہوگا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حوضِ کوثر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کر دیا ہے اور فرمایا:

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

(سورہ کوثر ۱۔۲/۱۰۸)

اے محبوب بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوثر عطا کیا۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

حوض کوثر کی وسعت اور آب کوثر کی ماہیت:

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ مَّآؤُهٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِیْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَایَظْمَأُ اَبَدًا

(بخاری سوم کتاب الرقاق ۱۴۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو اس میں سے پی لے تو اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

یاالٰہی ہمیں بھی ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں جام کوثر سے سیراب ہونے والوں میں شامل فرمادے۔

دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا پانی:

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَةَ اِلٰی عَدْنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاٰنِیَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَلَهُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسا کہ مقام ایلہ سے عدن۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے

Marfat.com

الـلَّبَـنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَالَّذِىْ نَـفْسِـىْ بِيَـدِهٖ اِنِّـىْ لَاَزُوْدُعَـنْـهُ الـرِّجَـالُ كَمَا يَذُوْدُالرَّجُلُ اِلابِلَ الْـغَـرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ اَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ غُرًّا مُـحَـجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِالْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لَاَحَدٍ غَيْرِكُمْ ۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۰۶)

زیادہ ہیں اور وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہید سے زیادہ میٹھا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں غیر لوگوں کو اس حوض سے ایسے علیحدہ کردوں گا جیسے اونٹوں والا اپنے حوض سے دوسرے اونٹوں کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ ہم لوگوں کو پہچان لیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارے ہاتھ پاؤں اور پیشانی وضو کے سبب روشن ہوگی اور یہ بات کسی اور قوم میں نہیں پائی جائے گی۔

حوض کوثر کے پیالوں کی تعداد اور اس کے جام سے پیاس کا بجھ جانا:

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّقَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاانِيَةَ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَـدِهٖ لَاٰنِيَتُـهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّـمَـاءِ وَكَـوَاكِبُهَـا فِـىْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ مُصْحِيَةٍ مِنْ اٰنِيَةِ الْجَنَّةِ مَنْ شَـرِبَ مِـنْهَا لَمْ يَظْمَأْ اٰخِرُمَا عَلَيْهِ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَابَيْنَ عَمَّانَ اِلٰى اَيْـلَـهِ مَـاؤُهٗ اَشَـدُّبَيَـاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ ۔

(ترمذی دوم باب صفۃ القیم ج ۳۳۶)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کے برتن کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کے برتن آسمان کے ان ستاروں اور سیاروں سے زیادہ ہیں جو بادل سے صاف اندھیری رات میں دکھائی دیتے ہیں۔ وہ جنت کے برتنوں سے ہیں جو آدمی حوض کوثر سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس حوض کی چوڑائی اس کی لمبائی جتنی ہے یعنی چوکور ہے اور یہ عمان سے ایلہ تک کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا تا قیامت آنے والے محبین کو حوض کوثر سے سیراب فرمانا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال شریف کے بعد تا قیامت آنے والے محبین سے کمال شفقت و محبت کا اظہار فرمایا کہ انہیں اپنے بھائی کہہ کر ان کی عزت افزائی کی ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق تو اپنے تن من دھن سے زیادہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اِلَی الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ثُمَّ قَالَ وَدِدْنَا اِنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَسْنَا اِخْوَانُکَ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیَ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً لَّهٗ خَیْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَیْنَ ظَهْرَانِیْ خَیْلٍ دُهْمٍ بَهْمٍ اَلَمْ یَکُنْ یَعْرِفُهَا قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنَّهُمْ یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ثُمَّ قَالَ لَیُذَادَنَّ رِجَالٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تو اہل قبور کو سلام فرمایا، السلام علیکم یا اهل القبور وانا انشاء اللّٰه تعالٰی بکم لاحقون پھر فرمایا میری خواہش تھی کہ کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے اصحاب ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ میں تم لوگوں کیلئے حوض پر پیش خیمہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کیسے پہچانیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ

Marfat.com

عَنْ حَوْضِیْ کَمَا یُزَادُ الْبَعِیْرُ الضَّالُ فَاُنَادِیْهِمْ اَلَا هَلُمُّوْا فَیُقَالُ اِنَّهُمْ قَدْبَدَّلُوْا بَعْدَكَ وَكَمْ یَزَالُوْا یَرْجِعُوْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا۔

سمجھتے ہو کہ جس شخص کے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے سیامشکی گھوڑوں کے درمیان ہوں تو. کیا وہ انہیں پہچان نہ سکے گا۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا میری امت کے لوگ وضو کی وجہ سے روشن پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد ۲۱۹۰)

اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوگا۔ پھر فرمایا میرے حوض سے اجنبی اور منکر لوگ اس طرح دفعہ کئے جائیں گے جیسے کہ گم شدہ اونٹ جو غیروں کے پانی کے پاس ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ انہیں پکار کر کہوں گا ذرا ٹھہرو۔ کہا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد بدل گئے اور مرتد ہوگئے ہیں۔ میں کہوں گا دور دور۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کوثر پر پیشرو ہونا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَالْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَآءِ وَالْاَمْوَاتِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَاِنَّ عَرْضَهٗ كَمَا بَیْنَ اَیْلَةَ اِلَی الْجُحْفَةِ اِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ وَلٰكِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْكُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَتْ اٰخِرَمَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر اس طرح نصیحت فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو نصیحت کر رہا ہو اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور اس حوض کا عرض اتنا ہے جتنا مقام ایلہ سے لے کر جحفہ تک کا فاصلہ ہے۔ مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ تو نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے حسد کرو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوگئے۔

عَلَى الْمِنْبَرِ ۔ (مسلم، ج کتاب الفضائل ح ۵۸۵۸)

حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو آخری بار منبر پر دیکھا تھا۔

حضور کیلئے پہلے جنت کا کھلنا: قیامت کے روز جب نیک لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا تو سب سے پہلے جنت کے دروازے امام الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھولے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں کوئی نہ جائے گا نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کیلئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَبَعًا وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

(مسلم ج ۱ کتاب ایمان ۳۹۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَاافْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ

(مسلم ج ۱ کتاب ایمان ۳۹۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر اس کو میں کھلواؤں گا۔ جنت کا محافظ کہے گا۔ آپ ﷺ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (ﷺ) وہ کہے گا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

جنت کے محافظ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نام دریافت کرنا اظہار شان کیلئے ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں اعلیٰ مقام: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں سب سے بلند درجہ عطا ہوگا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے

بہترین نعمتیں عطا ہوں گی۔ جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب میں ہوں گے اور وہ مقام صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہوگا۔ محبین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہے گا۔ انہیں جنت میں اپنے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے بے انتہا فرحت ہوگی۔

قَالَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ قَالُوْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَسِیْلَۃُ قَالَ اَعْلٰی دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ لَایَنَالُھَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا کرو۔ لوگ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جنت میں سب سے اونچا درجہ ہے جو ایک ہی شخص کو حاصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ سوم کتاب الفتن ۵۵۱۸)

اے میرے پروردگار! میری اس کاوش کو قبول فرما اگر کوئی مجھ سے لفظی سہو ہوا ہے تو اس کو معاف فرما دے اور اپنی توفیق سے تو نے مجھ جیسے ناتواں سے یہ کام لیا۔ اب اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ مبارک سے اسے شرف قبولیت عطا فرما۔ مجھے اپنا اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرما۔ میرا راستہ کھول دے اور تمام اُخروی منازل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو میرے شامل حال فرما۔

احقر العباد

صوفی محمد نواز

۱۸ شوال ۱۴۲۵ھ

بمطابق 5 اگست ۲۰۰۴ء

بروز جمعرات شب ۱۲ بجے

Marfat.com

تعارف صوفی محمد نواز

اللہ تعالیٰ کا میں اس بات کو فضل ہی سمجھتا ہوں کہ اس کی توفیق سے صوفی محمد نواز صاحب اس وقت سے اہل علم و فضل کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے ہیں جبکہ آپ آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے۔ اس دور یعنی ۱۹۸۰ء میں بھی علامہ عالم فقری کا چاہ میراں کے حلقہ علم و فضل میں چرچا تھا مگر خدا کو منظور نہ ہوا کہ آپ اسی دور سے اس شمع علم سے وابستہ ہو جاتے اور اس طرح تحصیل علم میں مصروفیت رہی اور جب آپ نے بی ایس سی کے کٹھن مرحلہ سے فراغت پائی تو دل میں اس جذبے نے بڑی شدت سے انگڑائی لی کہ اب اس علاقے کی معروف و مشہور علمی شخصیت سے بھی اکتساب فیض حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس وقت تک آپ ان کی کئی کتب کا مطالعہ بھی کر چکے تھے اور اکثر انہیں اپنے گھر کے پاس گلی نمبر 23 نیواں محلہ چاہ میراں سے تقریباً عصر و مغرب کے دوران مکھن پورہ کی طرف اپنے مرشد خانہ پر آتے جاتے بھی دیکھتے تھے مگر چونکہ ابھی آپس میں جان پہچان نہیں ہوئی تھی اس لیے معاملہ یونہی چلتا رہا کہ ایک دن آپ نے اپنے ایک دوست صوفی محمد الیاس سے کہا کہ آپ کی جناب فقری صاحب سے جان پہچان ہے میری ان سے ملاقات ہی کروا دیں چنانچہ چند روز بعد حضرت علامہ عالم فقری صاحب ان کی دکان کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہم کلام تھے کہ انہوں نے صوفی صاحب کی آپ سے شناسائی کروادی اور اس طرح آپ کی اس میخانہ فقری تک رسائی ہوگئی پھر کیا تھا کہ ۱۹۸۸ء سے تاحال اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم و معرفت کے گراں قدر موتی چننے کا موقع ملتا رہا۔

ولادت: آپ کی ولادت ۳ اپریل ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم تیسری جماعت تک (۱۹۷۶ء) تک گورنمنٹ پرائمری سکول ریان پورہ (مریدکے) سے نمایاں پوزیشن سے حاصل کی چھ سات چاہ میراں میں رہائش اختیار کی لو بقیہ پرائمری تک تعلیم گورنمنٹ ایم سی پرائمری سکول چاہ میراں سے حاصل کی اور میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور سے حاصل کی۔ ۱۹۸۸ء میں بی ایس سی کا امتحان گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کرنے کے بعد ۱۹۸۹ تا ۱۹۹۰ء میں گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن لاہور سے بی ایڈ کی پروفیشنل تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم: ۱۹۹۰ء میں آپ نے ایم ایس سی ریاضی کے لیے انسٹیٹیوٹ آف میتھمیٹکس ایمپریس روڈ میں داخلہ لیا تو اسی سال ماہ رمضان المبارک میں سنت اعتکاف کیا جس میں فقری صاحب کے بتائے ہوئے وظائف پر مداومت اختیار کی جن کے ذریعے آپ پر کچھ روحانی اسرار منکشف ہوئے اور آپ کے دل میں مزید ریاضت و عبادت کی راہ اختیار کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی

Marfat.com

آپ نے ایک روز حضرت فقری صاحب سے عرض کیا حضور! میرا دل ایم ایس سی ریاضی کرنے کو نہیں چاہتا بلکہ دل میں راہ حق اختیار کرنے کا جذبہ فروغ پا گیا ہے۔ مگر فقری صاحب نے کہا کہ نواز صاحب آپ ایم ایس سی کر لیں اگر اللہ نے چاہا تو عبادت و ریاضت کا تمہیں کافی وقت مل جائے گا لہٰذا دو سال کی محنت شاقہ سے ۱۹۹۳ء میں ایم ایس سی سے فراغت پالی۔ اس کے بعد آپ نے (CSS) کا امتحان پاس کر کے اچھی جاب حاصل کرنے کا پروگرام بنایا اور اس سے متعلقہ کتب خرید کر قائداعظم لائبریری لاہور اور دارالسلام لائبریری میں تیاری شروع کر دی۔ ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک روز آپ معمول کے مطابق جناب فقری صاحب سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لیے ان کے مکان پر حاضر ہوئے اور رات دیر تک آپ کے مواعظ حسنہ سننے کا شرف حاصل ہوا کیونکہ اس وقت آپ کی روٹین یہ تھی کہ ہفتے بعد یا دو ہفتے بعد آپ کی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوتے جس سے آپ کو عجیب روحانی تسکین حاصل ہوتی اور دل بھی عام نوجوانوں کے برعکس شیطانی وسواس سے پاک رہتا تھا مگر جوں جوں آپ کے قریب ہونے کا موقع ملا۔ آپ سے عقیدت و محبت بڑھتی گئی اور آپ کی نگاہ شفقت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ لہٰذا ۱۹۹۳ء کی اسی شب آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ نواز صاحب دنیا چند روزہ ہے۔ اس لیے ان مختصر ایام میں اللہ کی بندگی کر کے اسے راضی کرنے کی کوشش کرو۔

حضرت فقری صاحب کے یہ الفاظ آپ کے لیے کیمیا گر ثابت ہوئے۔ جنہوں نے صوفی صاحب کے قلب و ضمیر کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ اور آپ کئی دن تک اسی کشمکش میں تڑپتے رہے کہ دنیا کی جاہ و حشمت کے راستہ کو اختیار کریں یا کہ اللہ کی رضا کو۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص شامل حال ہوئی جس نے انہیں اپنے ذکر و فکر کی راہ کو اپنانے کی رہنمائی عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اپنی عبادت و ذکر کی توفیق عطا فرما دی اور جب کبھی اس فکر صادق سے غفلت پیدا ہوتی تو فوراً دیار فقری صاحب کی حاضری کا شرف حاصل کرتے اور فقری صاحب کی نگاہ فیض سے غفلت کی گھٹائیں چھٹ جاتیں اور اس طرح فقری صاحب کی قدم بوسی سے روحانیت کی تڑپ کے ساتھ تصوف کی صحیح رہنمائی بھی ملتی۔ آپ اکثر راہ تصوف میں آنے والی مشکلات سے پہلے ہی آگاہ فرما دیتے تھے جس نے اس راہ پر چلنا صوفی صاحب کے لیے بہت آسان ہو گیا۔

دینی تعلیم : آپ کے والدین نے جب ۱۹۷۶ء میں علاقہ چاہ میراں لاہور میں ریان پورہ سے آ کر رہائش اختیار کی تو اس وقت دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کے دل میں دینی تعلیم

حاصل کرنے کا شوق بھی شدت اختیار کرتا گیا حتی کہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ جب کبھی بھی آپ کے کانوں میں اذان کی آواز آتی تو آپ کے دل میں حُبِ الٰہی کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بے پناہ کشش پیدا ہو جاتی۔ چنانچہ جب آپ پانچویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھے تو اس وقت شوقِ تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ آپ چاہتے کہ ایک ہی رات میں قرآن پاک پڑھ لیں چنانچہ جامعہ مسجد اونچی سے حضرت مولانا سید الہ دین شاہ صاحب سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور دین کے بنیادی ارکان کے بارے میں ان سے آگہی حاصل کی۔ پھر ۱۹۸۱ تا ۱۹۸۵ء میں ترجمہ قرآن پاک حضرت علامہ صوفی اللہ دتہ صاحب کے درس سے پڑھا۔ اس دوران سب سے پہلے غنیۃ الطالبین اور کشف المحجوب کا خود خرید کر مطالعہ کیا جس سے دینی تعلیم حاصل کرنے کی چنگاری مزید سلگ گئی۔

۱۹۹۳ء میں ایم ایس سی سے فراغت پا کر عربی صرف ونحو کی بنیادی تعلیم علامہ محمد صدیق نقشبندی خطیب جامعہ مسجد پنج پیر کا چھوپورہ سے حاصل کی اور اس کے بعد چند ساتھیوں کے ہمراہ مولانا محمد حسین نقشبندی خطیب جامعہ مسجد کریمیہ چاہ میراں سے عربی صرف ونحو کی کتاب عربی کا معلم مکمل پڑھی اس طرح عربی صرف ونحو میں قدرے سمجھ حاصل کر لی تو دینی تعلیم کی راہ میں مزید آسانی پیدا ہو گئی۔ لہٰذا 1994ء میں ایم اے اسلامیات اور 1995ء میں ایم اے عربی کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کر لیے۔

آباؤاجداد: آپ کے تایا جان جناب غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد کلہ نور (انڈیا) میں اپنی رہائش زمین بارہ کنوؤں پر مشتمل پر آباد تھے پھر ۱۸۵۶ء میں جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے یہ رقبہ چھین لیا اور ہمارے آباؤ اجداد امرتسر کے قریب واقع قصبہ اعوان میں رہائش پذیر ہو گئے مجھے کئی روایات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پڑدادا حضرت محمد گلاب ؒ ایک صاحب نظر آدمی تھے اور معرفت کے رموز واسرار سے واقف تھے ان کا مزار کلہ نور میں گاؤں منجیار میں واقع ہے ایک روایت کے مطابق وہاں ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ آپ کے دادا جان جناب اللہ بخش صوم وصلوۃ کے پابند اور معاملات کے لحاظ سے بہت کھرے آدمی تھے جبکہ آپ کے والد جناب جمال دین صاحب ایک محنتی آدمی ہیں جنہوں نے محنت و مشقت سے روزگار کما کر اپنے اہل خانہ کی کفالت کی۔ آپ کی والدہ خورشید بی بی دل کی بہت اچھی خاتون ہیں انہوں نے آپ کی تعلیم کے سلسلے میں ہمیشہ آپ کی مدد فرمائی۔ اور دنیا کے دکھ سکھ میں آپ کی ہر طرح سے دادرسی فرمائی اور آپ کے لیے دعا گو رہتی ہیں آپ کی والدہ کا بیان ہے کہ انہوں نے

Marfat.com

آپ کی پیدائش سے پہلے ایک مجذوب درویش حضرت بابا پیر شاہؒ ساکن اوزلے گاؤں وزیر آباد سے دعا حاصل کی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک بیٹا عطا کرے گا۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے ہمارے پاس لایا کرنا۔ لہٰذا آپ کی والدہ صاحبہ کئی بار اس بزرگ کی حیات میں اور پھر ان کے مزار پر آپ کو ساتھ لے کر جاتی رہی ہیں۔

آپ کے دادا جی اپنے اہل وعیال سمیت قیام پاکستان سے قبل کا مونکے نزدیک سادھو کے میں رہائش پذیر ہو گئے اور پیشہ زراعت کو اختیار کیا اور اس طرح آپ کے آباؤ اجداد نے 1976ء تک ضلع شیخوپورہ میں مختلف مقامات پر پیشہ زراعت کے ذریعے اپنی روزی کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد ۱۹۷۷ء میں لاہور میں چاہ میراں کے علاقہ میں آکر مزدوری کے پیشہ سے گزر بسر شروع کر دی۔

فقری صاحب سے حصول علم: آپ کو یہ تو معلوم تھا کہ فقری صاحب بے پناہ دینی بصیرت رکھتے ہیں مگر جب آپ نے ان کی اجازت سے ان کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور انہیں قریب سے دیکھا تو محسوس ہوا کہ فقری صاحب ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ روحانی رموز واسرار سے بھی واقف ہیں آپ اکثر ان سے فقہی مسائل دریافت کرتے۔ حضرت فقری صاحب کے بتانے کا طریقہ اتنا سہل ہوتا کہ آپ باتوں باتوں میں ہی مشکل گتھی کو سلجھا دیتے اور ساتھ یہ بھی فرماتے نواز صاحب مسئلے کرنے والے نہ بنو یعنی خشک فقہی مسائل میں الجھنا ترک رک دیں اور اللہ والوں کے طریقہ کار کا مطالعہ کرو جب فقری صاحب نے آپ سے یہ کہا کہ آپ تصوف کا مطالعہ کریں آپ کا بیان ہے اس وقت مجھے آپ کو تصوف کا مفہوم بھی معلوم نہ تھا اس طرح فقری صاحب نے حکمت سے آپ کو خشک قسم کے مباحث میں الجھنے کی بجائے اللہ اللہ کرنے کی پگڈنڈی پر رواں دواں کر دیا۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۸ء میں آپ اپنی بیٹھک میں ذکر کی محافل بھی منعقد کروایا کرتے تھے ان محافل میں فقری صاحب کے حکم سے شرکت کرنے سے آپ کی طبیعت صوفی ازم کی طرف مائل ہو گئی اس طرح آپ کو معلوم ہوا کہ قبلہ فقری صاحب بڑے بلند مرتبہ باکمال صوفی ہیں ان سے اکتساب فیض کرنا چاہیے۔

پھر اس کے بعد ایک وقت آیا جس میں آپ نے اپنی بیٹھک میں ہفتہ وار دروس کا سلسلہ شروع کیا ان درسوں میں کشف المحجوب کا خلاصہ بیان کیا اور دیگر تصوف کے مسائل بیان فرمائے ان درسوں میں شامل ہو کر تصوف کی اصل حقیقت کا ادراک حاصل کر لیا اس کے علاوہ اتنے طویل دور میں دینی و دنیاوی ہر مسئلے میں آپ سے رہنمائی حاصل کی۔ فقری صاحب نے آپ کی ہر موقع پر بڑے

احسن انداز میں رہنمائی فرمائی کہ ہر الجھن جاتی رہی۔

روحانی فیوض و برکات : اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا وذکر وفکر کے راستہ کو عملاً اپنایا ہے اس وقت سے قبلہ فقری صاحب سے ہر معاملے میں بالمشافہ روحانی طریقے سے رہنمائی ملتی آرہی ہے۔آپ کی زبان سے نکلے ہوئے گلہائے بے بہانے صوفی محمد نواز صاحب کی کئی مواقع پر رہنمائی کی ہے۔آپ کو روحانیت کے راستے میں آنے والے خطرات سے بروقت آگہی حاصل ہوئی۔ بلکہ اکثر آپ نے ہر موقع پر آنے والے خطرات ومسائل سے بہت پہلے خبردار فرمایا۔

آپ کو فقری صاحب سے بارہا مواقع پر پیشوائی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء مبارکہ کے اسرار وکیفیات کے بارے میں آپ نے رہنمائی فرمائی۔ان اسماء مبارکہ سے اللہ کو یاد کرنے کے طریقہ وتعداد کے اثرات کے متعلق فقری صاحب سے روشناسی حاصل کی۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کو فقری صاحب کی رفاقت سے اللہ تعالیٰ نے ذکرو عبادت کی توفیق سے ہمکنار کر رکھا ہے۔آپ یہ اکثر فرمایا بھی کرتے ہیں اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھنے سے ہی یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ایک مرتبہ آپ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر فقری صاحب کے ساتھ حاضری کے لئے جارہے تھے اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ آنے والا تھا فقری صاحب نے آپ سے پوچھا نواز صاحب کیا تمہارا سنت اعتکاف کرنے کا پروگرام ہے۔آپ نے عرض کیا حضور شاید اس دفعہ سنت اعتکاف نہ کرسکوں تو اس پر فقری صاحب نے فرمایا اگر پورے عشرے کا اعتکاف نہ کرسکو تو پھر آخری تین دن کا ضرور اعتکاف کرلیا کرو۔فقری صاحب کے ان الفاظ کی برکت سے اس وقت سے تاحال آپ پر توفیق الٰہی کے دروازے کھل گئے ہیں یوں تو سارے رمضان المبارک میں کثرت عبادت کی توفیق حاصل ہوگئی مگر آخری عشرہ خصوصاً آخری تین دنوں میں ہر قسم کی مصروفیات ترک کرکے یاد الٰہی میں محو ہوجاتے ہیں یہ فقری صاحب کا ہی فیض روحانی ہے۔کہ دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

مشکل میں رہنمائی : ایک دفعہ آپ نے ایک دوست کے ساتھ ایک جگہ کوئی معاشی سرگرمی شروع کی جس میں کافی سرمایا بھی لگ گیا مگر کوئی فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہی ہوتا رہا۔اس صورت حال نے آپ کو بہت پریشان کردیا کہ اب اس کام کو جاری رکھا جائے یا روک دیا جائے۔آپ اس کشمکش میں تھے کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ فقری صاحب نے کہا کہ نواز صاحب اس کام میں تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا اس لئے اسے ترک

Marfat.com

کردو۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پریشانی سے نجات عطا فرمادی۔پھر قبلہ فقری صاحب نے ایک مرتبہ خود ہی اس کی وضاحت فرمائی جب کوئی بندہ کسی اللہ کے سچے بندے سے حسن عقیدت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عقیدت رکھنے والوں کی ہر معاملے میں حفاظت ورہنمائی فرماتا ہے۔

فقری صاحب کی مجلس سے آپ کو دین کی خدمت کرنے کی تڑپ بھی حاصل ہوئی اس لئے آپ نے تحریر کے میدان میں آپ سے رہنمائی حاصل کی۔بلکہ انہیں ہر وقت اللہ ورسول کی باتیں لکھتے ہوئے دیکھ کر اس میدان میں خدمت کرنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔

مساجد کی تعمیر کی خدمت :۔ آپ نے 1985ء بی ایس سی کے دوران ہی جامع مسجد عبداللہ پارک چاہ میراں کے تقریباً سولہ ہزار روپے سے چپس کے بہترین فرش تعمیر کروائے اور اس میں ذاتی رقم بھی خرچ کی اس کے بعد جامع مسجد دربار غوثیہ گلی نمبر 23 نیواں محلہ چاہ کے متولی کے طور پر انتظامات سنبھالے اور اس کے محراب کی تعمیر کروائی۔نیز ساری مسجد میں رنگ وروغن کروایا اسی مسجد کی تعمیر نو میں کافی دلچسپی لی اور اس کی تعمیر وانتظامات کے لیے ایک کمیٹی قائم کی اس کمیٹی نے تقریباً دس لاکھ سے اس مسجد کو از سر نو جدید سہولیات سے تعمیر کیا اس تعمیر نو میں بھی صوفی صاحب مسجد کمیٹی کے ساتھ عملی تعاون کرتے رہے اپنی خدمات کی بناء پر اراکین کمیٹی نے آپ کو کمیٹی کا مستقل سرپرست منتخب کرلیا۔آپ نے تقریباً عرصہ آٹھ سال تک اسی مسجد میں بے لوث خطابت کی خدمات سرانجام دیں ہیں۔

تبلیغی خدمات: آپ نے 1983ء دینی خدمات کے لیے ایک تنظیم مرکزی انجمن اشاعت اسلام قائم کی اور 1995 تک جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے اس دوران اس انجمن نے کئی مواقع پر محافل میلاد ونعت منعقد کیں نیز آپ نے انجمن کی صدارت کا عہدہ 1995 میں سنبھالا تو پھر اس دوران کئی کتابیں لکھ کر لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔عرصہ دس سال تک ہفتہ وار تبلیغی اجتماع میں وعظ ونصیحت کرتے رہے ساتھ ساتھ محلے میں اور گلی کوچوں میں تبلیغ دین کرتے رہے۔اس دوران آپ اس تنظیم کے بنائے ہوئے پانچ بلیک بورڈوں پر قرآن کی آیات و احادیث لکھا کرتے تھے اور کئی مرتبہ دینی مسائل لکھ کر چارٹس مساجد میں لگایا کرتے تھے۔ 1988ء تا حال فقری صاحب سے محبت رکھنے والوں کے ادارہ کا کام بھی کرتے آرہے ہیں۔

خدمت خلق: آپ اپنے دوست احباب کی ہمیشہ مشکل میں مدد کرتے ہیں جو خدمت ان کے بس میں ہو وہ ضرور کرتے ہیں۔خاص کر ان لوگوں کی خدمت ضرور کرتے ہیں جو بے سہارا

Marfat.com

ہوں۔ایک دفعہ مسجد دربار غوثیہ کے پاس رہنے والے بابا بلند خاں کے ساتھ ہسپتال میں رہے اوران کی آنکھ کا آپریشن کروایا اور ذاتی طور پر اس دوران پیسہ بھی خرچ کیا اسی طرح ایک ٹی بی کے مرض میں مبتلا مریض کی مدد کی۔اسے ڈاکٹر سے چیک کروایا اور کافی عرصہ تک اس کی دوائی کا انتظام اپنے قریبی دوست شہباز احمد سے کہہ کر کروایا الغرض جو بھی ضرورت مند آئے آپ اس کی ہر ممکن مدد کو اللہ کی رضا کے لیے فوری طور پر کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔اکثر دور دراز سے لاہور میں علاج معالجے کے لیے آئے ہوئے رشتہ داروں کی خدمت کو بھی اللہ کا خصوصی احسان سمجھ کر بجا لاتے ہیں۔

ازدواجی زندگی : آپ کے والدین نے ۳ مارچ ۱۹۸۹ میں آپ کی خالہ زاد لڑکی اختر بی بی سے شادی کر دی۔شادی بہت سادہ طریقے سے ہوئی۔جس کے بطن سے چار لڑکے اور چار لڑکیاں تولد ہوئیں جن کے نام یہ ہیں۔محمد طیب نواز، فاطمہ نواز، قاسم نواز، سعدیہ نواز، آمنہ نواز، خدیجہ نواز، عمر نواز، زید نواز۔

روزگار : شادی کے بعد کافی عرصہ بے روزگاری سے واسطہ رہا جس سے گزر بسر میں پریشانیوں سے واسطہ پڑتا پھر قبلہ فقری صاحب کی دعا سے ۱۹۹۸ء میں اللہ تعالیٰ نے محکمہ تعلیم میں بطور معلم ملازمت عطا کر کے روزگار کا مسئلہ حل فرما دیا۔آپ تا حال اسی شعبے میں اپنے فرائض تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جاری و ساری ہے۔

نوٹ!

۱) اعلیٰ شخصیت کی حامل ذات کے نام کے ساتھ مختصر لکھنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ حرف نا مکمل معانی ظاہر کرتے ہیں

۲) دوسری طرف مختصر حرفوں میں واضح کرنا حرام ہے

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ مکمل اور واضح طور پر سلامتی کا ثبوت دینے ہوئے اس طرح لکھنا چاہیے۔

اسی طرح ولیوں کے نام کے ساتھ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الرحمن لکھنا چاہیے۔(شکریہ)

Marfat.com

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مغزِ قرآن

Marfat.com